

جلد اول

سائنس الہیہ مکاتیب مشرق

علامہ محمد طہری
مترجم: علامہ صائم چشتی

السَّيَاحُ النَّصْرِي

مناقاة العشرة

جلد اول

امام شیخ مشائخ الفقه والحديث

ابن جعفر احمد الشهير بالمحب الطبري رحمه الله

مترجم رحمه الله عليه

حضرت علا صا پد حشقی صاحب

ط (فاشود)

چشقی کتبخانه ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

حرف آغاز

(از مؤلف)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَبِسْمِ اللَّهِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص فرماتا ہے اور جو اُس کے لئے نیکیوں میں سبقت کرتا ہے اُسے اپنی عنایت کی پوشاک پہناتا ہے، اور بعض مخلوق کو اپنے عطا فرمودہ نعمت کے طوائف اور احسان کے لطائف میں زیادتی فرماتا ہے اور بندوں میں احکام لوٹاتا ہے پس کوئی شقی و سعید اور مقرب و مَرَدود ایسا نہیں جو اُس کے کام کے بارے میں اُس سے پوچھ سکے اور اُس کے ارادہ کے اقتضاء کو رد کر سکے۔

اور اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو اُس کے نبیوں کے سردار اُس کے ولیوں کے بہتر اور اُس کے پسندیدوں کے پسندیدہ حضرت محمد مصطفیٰ پر وہ عمدہ و اعلیٰ اور بزرگ اصل سے چنے ہوئے اور اُس کے منتخب نبی مکرم اور رفیع الاصل ہیں اور آپ کی سادات و ذریت طاہرہ پر اور مقام اہل بیت و عترت معظمہ پر۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے صحابہ کرام کو پسند فرمایا اور انہیں خیر الانام بنایا اور جملہ صحابہ کرام سے دُش یا صحاب کو چُن لیا پس وہ آپ کی قربت اور دوستی پر خوش ہیں اور آپ کی حیات مبارکہ کی مدت میں اُن کی بزرگی آپ سے پیوستہ ہے اور اُن پر انعام کیا گیا جس کے ساتھ وہ اُس کے کریم و کرم کی اصناف و موصیبات سے ادلی ہیں اور جو اُس کے قدیم قدم

کے سابق میں اُن کے لئے پہلے تھا اُس کے ساتھ اُن میں سعادت مند ترین ہیں، جبکہ بد بخت لوگ اُن کے ایسے امر میں غور و خوض کرتے ہیں جس میں اُن کا مفہوم نہیں پایا جاتا اور ایسے وصف سے اُن کی تنقیص پر جرات کرتے ہیں جو اُن میں موجود نہیں، یہاں تک کہ اُس کے علم تعدیل سے اُن سے بدگمانی کا گناہ کرتے ہیں اور اپنی پست جہالت سے اُن پر ظن کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہیں یہ لوگ خود غرضی کے بڑے بڑے ہتھان لگا کر اُنکی مذمت کرتے ہیں جن کی مدحت سرائی قرآن کریم کرتا ہے، جلالت والے بادشاہ نے فرمایا!

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَكْثَرُ عَلَى الْكَفَّارِ سَمَاءً وَبَيْنَهُمْ زُرَّارٌ مِّنْكُمْ

يَعْلَمُونَ فَضْلَهُ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سَيَبْلَغُهُمْ فِي دُجُومِهِمْ قَبْلَ تَرَاثُ السُّجُودِ

ذَلِّلْهُمْ مِّثْلَهُمْ فِي التَّوْبَةِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے اُن کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت تو ربیت میں ہے اور اُنکی صفت انجیل میں تو نے انہیں دیکھا کیا وہ اس وصف سے نکل گئے ہیں یا یہ وصف اُن سے

نکل گیا ہے یا قریب و جلیس کے علاوہ اس کے ساتھ مختص ہے یا یہ دعویٰ ممکن ہے کہ وہ کفار پر سخت اور حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار نہ تھے کہیں کہ ان میں سے کوئی ایک آپ کے ساتھ نہ تھا تو یہ تسلیم نہیں ہوگا، اگر اسلام و انسان کی معیت مراد سے یا معیت التفاف و احتفاف ہے تو وہ اس کی طرف لجیب اول ہیں ورنہ انہیں اس سے وافر حصہ ملا ہے یا کہیں کہ حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد یہ وصف ان سے زائل ہو گیا تھا اور وہ آپ کے حکم کے خلاف چل کر آپ کی مخالفت کے مرتکب ہوئے تھے؟ تو نفس اس کے رد و دفاع کرتی ہے اور دین اسلام اس اعتقاد سے روکتا اور منع کرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے۔
تو نے دیکھا کیا اللہ تعالیٰ کے علم سے ان کا فسق و ارتداد پوشیدہ تھا؟ جو منکرین کا گمان ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالشَّاقُونَ الْأُولُونَ مِنَ الْمُفْجَرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَمَّا لَهُمْ جَنَّتٌ بَحْرِي غَتَّهَا إِلَّا نَهْرٌ
اور سب میں اچھے پہلے ہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے

پیر ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں ہیں۔

کیا تو نے اسے دیکھا کہ ان کے لئے جنت کا وعدہ ہے باوجود اس کے کہ اسے علم ہے کہ انہیں جنت سے روکنے والی کیا چیز ہے اور اس کے ساتھ نشانوں میں کون سا فائدہ ہے مع اس ثبوت کے کہ انہیں معاذ اللہ جنت سے لوٹا دیا جائے گا، جیسا کہ بقول منکرین کے یہ امر ہوگا، اور حاشا اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیت کے لئے پسند فرمایا ہے، اور ان سے وہ امر واقع نہیں ہوا جس کا ان کیلئے اس کے ظاہر میں وہم ہو سکتا ہے، اور اگر اس کا عارضہ دور نہ ہو سکے تو ضروری ہے کہ اچھی دُجھ پر اعتقاد رکھتے ہوئے اسے اس پر حمل کریں۔

اور ظاہری دلائل اس کے موکد اور اقتضائے اس کے ساتھ اس کی طرف لوٹتا ہے، مقطوع الکتاب اور منطوق سنت کے درمیان موافقت اور ان کے لئے جنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کی تصدیق کیسے ہے، اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے جانتے ہیں جو ان سے واقع ہوا اور اس پر آپ نے بہت سی خبریں دی ہیں جو ان کے درمیان واقع ہوا اور ان سے صادر ہوا، یہاں تک کہ آپ نے انہیں سب دشمتم کرنے اور ان کے مشاجرات میں غور و فکر کرنے سے صراحتاً روک دیا ہے اور ان کی محبت کا حکم دیا ہے پس جو ان کیلئے ہے جاہل غبی کیلئے نہیں، اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی منفعت کی خبر دی ہے اور جو ان کی بُر رگی میں وارد ہوا ہے اس کی تحریف میں ستامی اور تاویل کے لئے آپ کے اس ارشاد کے بعد کچھ نہیں کہ!

اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد کے برابر سونا خرچ کرے تو ان میں سے

کسی ایک کے ایک میا نفع مد خرچ کرنے تک نہیں پہنچ سکتا۔
الحمد للہ! کہ ہم اس ہلاکت عظیمہ سے محفوظ ہیں اور ہمیں اُن سب کی محبت
کے ساتھ راہِ مستقیم پر چلنے کی توفیق حاصل ہے۔
ثم الحمد للہ! کہ ہمارے دل میں ڈالا گیا کہ اُن کے شرف و قدرا اور بندگی
درجات کی تعریف سے اُن کے کمزوری مناقب و اعلام اس تالیف میں جمع
کریں اور اُن کے مآثر عظیم اور مغاخر عظیم جو متعدد کتب سے روایات میں آئے
ہیں اُنکی اختصاراً تدوین کر دیں۔

چنانچہ ہم نے ناظر کی سہولت اور طالب کو قریب لانے کے لئے سند کو
حذف کرتے ہوئے ہر حدیث کا مخرج بیان کر دیا ہے جس پر اُس کے مؤلف کو
اطلاع ہے یا جسے اُس نے شکوکِ شبہات کی دیکھ بھال کرنے کے بعد اخذ کیا
ہے اور اپنے سے پہلے صاحبانِ علم و فضل پر اعتماد کیا ہے، اور وہ قصہ ضمناً اُن
کے ذکر کے ساتھ شامل ہے، اور پھر جو اُن کیساتھ مطابقت و تعین کی وجہ پر
مخصوص ہے اور پھر جو عشرہ مبشرہ کے علاوہ بیان ہوا اور اُن کی طرف
مُتم ہے جو اُن سے نہیں ہیں پھر جو چاروں خلفاء کے لئے مخصوص ہے اور
اور اُن سے خارج نہیں پھر جو چاروں سے ایک پر زائد ہے پھر جو ان میں
سے ایک ایک کے لئے وارد ہوا ہے، مجملہ درجات میں دو قسمیں ہیں،

اول: مناقب الاعداد

دوم: مناقب الاحاد، ہر قسم کے ابواب اُس کے اقتضا، تبویب کے
مطابق قائم کئے ہیں اور ضروری رعایت ترتیب کے مطابق مرتب کیا ہے اور
میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اسے میری بخشش کا وسیلہ اور
اور اپنے رضوان کو دیکھنے کا ذریعہ بنائے اور اس میں اپنے وجہِ کریم کے لئے

خالص مقصد رکھے اور اپنے احسان و کرم سے اسے نعمتوں والی جنتوں کی طرف
قائم بنائے، ہم نے اس کے مخرج و ماخذ کی اصل کتابوں کے نام بلکدئے ہیں
خواہ بڑی تالیف ہو یا چھوٹی جزاء اور ان میں سے اکثر روایات ہمارے لئے روایت
کی گئیں بلکہ سب کی سب سوائے اُن کے جن پر ہم نے سرخ روشنائی سے خط
کھینچ دیا ہے اور جس کے لئے معنی کی سند نہیں اُس کی طرف ہم نے اشارہ کر دیا
ہے اور وہ کتابیں یہ ہیں۔ ورق الیش۔

کتابیات و جزئیات

مسند۔ امام احمد بن حنبل

سنن کبیر۔ امام ابو عبد الرحمن نسائی

ابو القاسم دمشقی نے موافقات میں، رزین نے تجرید الصحاح میں ان دونوں سے روایات لی ہیں۔

مسند بزار، عبد الحق نے کتاب الاحکام میں اس کی روایات نقل کی ہیں۔

بخاری، مسلم، موطا امام مالک، جامع الترمذی، مسند امام شافعی، سنن امام شافعی۔

مسند قاسم بن سلام بغدادی، یہ کتاب غریب روایات پر مشتمل ہے،

سنن ابی داؤد، سنن دارقطنی، سنن سعید بن منصور، سنن ابن ماجہ،

حافظ دمشقی نے موافقات میں، رزین نے تجرید الصحاح میں اور حمیدی نے

جمع بین الصحیحین میں ان سے تخریج کی ہے۔

المستدرک۔ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری

المستدرک۔ ابی ذر ہروی

المصابیح الحسان۔ امام بغوی

شرف النبوة۔ ابی سعید عبد الملک بن عثمان الواعظ

الفوائد۔ قاسم رازی

نزهة البصار۔ ابی عبد اللہ محمد بن محمد

فضائل رازی، لطائف الانوار، القلعي، شمائل ترمذی

مناقب امیر المومنین علی ابن ابی طالب، احمد بن حنبل۔

سابق خلیفہ رسول ابو بکر صدیق، عبد اللہ بن مسعود،

مناقب امیر المومنین عمر بن خطاب، ابی بکر احمد بن ابی بکر بن ابی عامر ضحاک

بن مخلد،

الاحاد والثانی، ابی بکر بن ابی عامر ضحاک بن مخلد،

فضائل صحابہ، خثیمہ بن سلیمان طرابلسی،

منہاج اہل الاصابہ فی محبت الصحابہ، ابن جوزی،

الموافقة بین اہل البيت والصحابة ومارواه کل فریق فی الآخر، حافظ ابی سعید

اسماعیل بن علی بن حسن السمان،

معجم الصحابہ، ابی قاسم عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد العزیز بغوی،

معجم ابی قاسم سلیمان بن احمد الیوب طبرانی،

معجم حافظ ابی بکر اسماعیل اسماعیلی

معجم حافظ ابی القاسم دمشقی

معجم نسوان،

معجم البلدان،

معجم حافظ ابی یعلیٰ احمد ابی المثنیٰ واعظ

معجم حافظ ابی الخیر محمد بن احمد غسانی،

سیرت، ابن اسحق،

العارف، ابن قتیبہ

الاحداث، ابی عبیدہ قاسم بن سلام

الردة والفتوح، ابی الحسن علی بن محمد قرشی

الاستعیاب، ابی عمرو ابن عبد البر

صفوة الصفوة . ابن الفرع ابن الجوزی .
تاریخ بغداد . خطیب بغدادی . ابن رستم نے اپنی کتاب الاتی میں اس سے
تخریج کی .

فتوح الشام . ابی حذیفہ اسحق بن بشر قرشی .
سیرۃ اللہ . عمر بن محمد بن جعفر .
المنقذ من القمامات . ابی شجاع شیردیہ ابن شہر دار بن شیردیہ دیلمی ہمدانی .
نثرہ الناظر ابی شجاع زاہر بن رستم اصفہانی .

تفاسیر

تفسیر وسط . واحدی
اسباب نزول واحدی و نکات السوری
اسباب نزول . ابی الفرع بن الجوزی .

شروح

شرح الشکل فی العمیمین . ابی الفرع بن جوزی
غریب النہایہ و نہایت الغریب . محمد ابن اثیر مؤصلی
الصماح الجوزی .

الاجزاء

خلیات . ابی الحسن علی بن حسن بن حسین الخلیعی .
تغنیات . حافظ ابی عبد اللہ قاسم بن فضل بن احمد تغنی اصفہانی .

غیلانیات من حدیث ابی بکر . عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم شافعی بردایت ابی طالب
محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان

جعدیات . ابی الحسن علی بن جعد
سلفیات . حافظ ابی طاہر احمد بن محمد بن سلفۃ السلفی .

منتخبات

اصول . ابن المشرف الاغالی . اصول ابن طہوری
علاقہ انیس مشائخ بغداد اور دوسرے سو سے زائد اجزاء کا انتخاب شامل ہے .
اجزاء حدیث . ابی الحسن دارقطنی

ممالیات . حافظ ابی عبد اللہ حسین بن اسماعیل الحاملی . کثیر تعداد میں .

اجزاء مشتملہ مشائخ

اجزاء حدیث . محمد بن احمد رازی . تخریج حافظ سلفی
اجزاء حدیث . حافظ ابی القاسم اسماعیل ابن احمد سمرقندی
اجزاء حدیث . ابی الحسن علی بن عمر بن حسن حربی السکری
اجزاء حدیث . ابی عمرو عثمان بن سماک
اجزاء المخلصیات . ابی طاہر محمد بن عبد الرحمن بن عباس المخلص الذہبی
اجزاء امالی . ابی الفضل محمد بن ناصر سلامی
اجزاء حدیث . ابی الحسن علی بن حرب طائی
جزآن امالی . نظام النکاب . ابی علی الحسین بن علی بن اسحق .

اجزاء امالی . حافظ ابی عثمان اسماعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملت الاصفہانی

اجزاء امالی . حافظ ابی القاسم علی بن عساکر دمشقی
 اجزاء حدیث . ابی الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران المعدل
 اجزاء امالی . ابی القاسم عبید اللہ بن محمد بن اسحق بن سلیمان ابن حبانہ بن راشد .
 اجزاء امالی . قاضی ابی عبد اللہ حسین بن ہارون النبی .
 اجزاء فوائد . ابی احمد حمزہ بن محمد بن عباس بن فضل بن عارث
 اجزاء حدیث . حافظ خطیب ابی بکر احمد بن علی ثابت بغدادی

اربعینات

اربعین الطوال . حافظ ابی القاسم بن عساکر دمشقی
 اربعین البلدانیہ . حافظ ابی القاسم بن عساکر دمشقی
 اربعین فی فضائل العباس . ابی القاسم حمزہ بن یوسف البہمی
 اربعین لی فضائل عثمان امام رضی اللہ عنہ ابی الخیر احمد بن اسماعیل بن یوسف قرظی
 الحاکمی .
 اربعین فی فضائل علی ابن ابی طالب . امام رضی اللہ عنہ ابی الخیر قرظی الحاکمی .
 اربعین الترجمہ بالماء العین . ابراہیم بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللطیف النجندی
 اربعین . حافظ ابی عبد اللہ ثقفی السفہانی .

اجزاء مفردہ

جزء السنۃ . ابی الحسن محمد بن حامد السری
 جزء العلل . ابی زرعة عبد الرحمن بن عمرو النبی
 جزء النجفۃ . ابی عقیل محمد بن محمد صابونی عمودی .

مجموعۃ النفوس . ابی بکر بن ابی الدنیا
 مجانی الدعاء . ابی بکر بن ابی الدنیا
 الیقین . ابی بکر بن ابی الدنیا
 من عاش بعد الموت . ابی بکر بن ابی الدنیا

جزئیات

جزء سند امام علی بن موسیٰ صفائی فضائل الہدیت الذریۃ الطاہرہ . دالہی
 فضائل صحابہ . بغوی
 جزء حسن بن عرفہ عبدی
 جزء . حدیث ابی بکر عبد اللہ بن داؤد سجستانی
 جزء . حدیث . محمد بن ابراہیم السراج المعروف بجزء ابن بوش
 جزء جامع عبد الرزاق بن ہمام متعانی
 جزء . ابی معاویہ ضریر
 جزء . انصاری . ابی محمد عبد الباقی
 جزء . ابی عبید اللہ محمد بن خالد عطار شیخ ابی مسہد یحییٰ بن صالح الوجاہلی
 تخریج ابی بکر عبد الرحمن بن قاسم ہاشمی .
 جزء . حدیث . ابی عبد اللہ احمد بن حسن مکتوفی عن یحییٰ بن معین
 جزء . حدیث ابن القطر یف . من حدیث قاضی ابو بکر طبری .
 جزء . حدیث . اسید بن عامر
 جزء . حدیث . ابی روق احمد بن محمد بن ابی بکر ہزانی
 جزء . حدیث . سعدان بن نصر بن منصور

جزء حدیث، ابی جعفر محمد بن عبد اللہ بن سلیمان، الحفزی
 جزء حدیث، ابی الفضل احمد بن حسین بن خیرون
 جزء حدیث، ابی عبد اللہ حسین بن یحییٰ عباس القطان
 جزء حدیث، اسماعیل بن احمد بن یوسف السلی
 جزء حدیث، حافظ ابی سعید محمد بن علی ابن عمر بن مہدی النقاش
 جزء حدیث، بکار بن قتیبہ بن عبد اللہ البکراوی
 جزء حدیث، ابی جعفر عمر بن عثمان بن شاہین الواعظ
 جزء حدیث، ابی الحسن علی بن محمد بن عبید، اس سے محاملی کی روایت صاحب
 التحفہ سے ہے جس کا پہلے بیان ہوا
 جزء ثانی حدیث، حافظ رشید الدین ابی الحسن یحییٰ علی ابن القرشی العطار
 جزء حدیث، ابی القاسم الحریری
 جزء حدیث، ابی الحسن احمد بن عبید بن جوصا
 جزء حدیث، ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف الزہری
 جزء حدیث، ابی مسلم ابراہیم بن عبد اللہ البصری، عن ابی عبد اللہ محمد بن
 عبد اللہ بن الثنی بن انس بن مالک
 جزء حدیث، القاسم البغوی
 جزء مسند، عبد بن حمید الکشی، تخریج
 جزء حدیث، مالک بن انس اصبحی، تخریج ابی الحسن محمد بن علی بن محمد بن
 عبد اللہ ازدی
 جزء حدیث، منصور بن عمار، تخریج ابی بکر محمد احمد بن عبد الرحمن الحافظ المزکی
 جزء حدیث، ابی بکر محمد بن عمر بکر النجار

جزء حدیث، اطاء ابی محمد سیدک بن الصباح، اس میں شیخ ابی المنظر عبد القالیق
 بن ورن بن عبید الجومہری کی جزء شامل ہے
 جزء حدیث، ابی اسحق ابراہیم بن عبد العمد بن موسیٰ الباشمی
 جزء اطاء، ابی بکر محمد بن عبد الباقی الزرار
 جزء حدیث، ابی یحییٰ احمد بن علی بن المثنیٰ التیمی
 جزء حدیث، ابی الحسن احمد بن محمد العتقی
 جزء حدیث، ابی عمر احمد بن عازم بن ابی عزہ الغفاری
 جزء حدیث، ابی بکر یوسف بن یعقوب بن بیدول
 جزء فضائل ابوبکر و عمر، ابی الحسن علی بن احمد بن نعیم البصری، اس
 ابی محمد الحسن بن محمد الخلال کی روایت ہے
 جزء فی فضائل الادبۃ، ابن عباس بروایت ابی اسحق یوسف بن عمر
 جزء حدیث، ابی الجہم العلاء بن موسیٰ الباہلی
 جزء اطاء، ابی جعفر محمد بن النجری
 جزء حدیث، ابی طاہر حسن بن احمد بن ابراہیم السدی الباسی
 جزء حدیث، ابی بکر محمد بن قاسم الانباری
 جزء حدیث، ابی عمر محمد بن عبد الواحد اللغوی
 جزء حدیث، ابی حامد احمد بن محمد مرطی
 جزء حدیث، ابی عبد اللہ حسین بن یحییٰ التوتی
 جزء حدیث، ابی الفضل احمد بن محمد بن ابی الفرات
 جزء حدیث، ابی عمر عثمان بن محمد بن احمد بن محمد درکان
 جزء حدیث، ابی بکر محمد بن یحییٰ الصوفی

- جزء حدیث۔ ابی الحسن علی بن یحییٰ بن جعفر بن عبد ربیع
 جزء حدیث۔ ابی نوزیر ابی القاسم عیسیٰ بن الجراح
 جزء حدیث۔ یحییٰ بن مکین
 جزء حدیث۔ عبد الملک بن نزار البغدادی
 جزء حدیث۔ ابی الحسن علی بن محمد حلبی
 جزء حدیث۔ ابی الحسن علی بن الحسن الجوهری
 جزء حدیث۔ امام ابی الحسن علی بن الفضل القدسی
 جزء حدیث۔ ابی بکر احمد بن شاذان ابنزار
 جزء حدیث۔ ابی عبدالرحمن السلی
 جزء حدیث۔ ابراہیم بن عبدالصمد بن موسیٰ الباشمی
 جزء حدیث۔ سفیان بن عیینہ البلامی
 جزء حدیث۔ ابن مسعود احمد بن ابی الفرات بن خالد البغی
 جزء حدیث۔ ابی سلمہ فیاذ بن سلمہ بن دینار مولیٰ ربیعہ بن مالک بن خنظلہ
 جزء حدیث۔ ابی محمد یحییٰ بن علی بن الطراح
 جزء حدیث۔ ابی الفتح نصر بن عبدالرحمن النخوی
 جزء حدیث۔ ابی بکر محمد بن حسن النقاش۔ فی وصل التواریخ
 جزء حدیث۔ الالبانی عن الالبان من ولید البتاس۔ ابی عبداللہ محمد بن علی الجلاء
 جزء فی مقتل الحسین، ابی القاسم البغوی
 جزء حدیث۔ ابی محمد عبداللہ بن محمد بن عثمان۔ العرفف حافظ ابن السقاء
 جزء امالی، قاضی ابی بکر یوسف بن قاسم بن یوسف بن فارس۔

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ	۲۱	صحابہ کے ساتھ محبت و احسان کا بیان	۲۱
صحابہ کو گالی نہ دو	۲۲	محبت محبوب کے ساتھ ہوگا	۲۲
صحابہ کا نور	۲۳	صحابہ سے احسان کرو	۲۳
صحابہ کا چٹنا ہوا	۲۴	صحابہ کے لئے استغفار کرو	۲۴
صحابہ کا ایشارہ	۲۵	صحابہ والہ بیت سے محبت کا صلہ	۲۵
صحابہ ستائے ہیں	۲۶	محبت صحابہ محبت رسول و خدا ہے	۲۶
صحابہ کو دیکھنے والے بھی خیر پر ہیں	۲۶	مشاجرات صحابہ میں غور نہ کریں	۲۶
صحابہ بے وسہ نہیں گودا میں	۲۷	صحابہ کے ساتھ غیر صحابہ کا تقابل نہ کرو	۲۸
صحابہ کو خدا نے پسند کیا ہے	۲۷	صحابہ کو برا نہ کہو	۲۹
اہل بدر و حدیبیہ کی شان	۲۸	صحابہ میں بھائی چارہ	۵۱
جو چاہو کرو	۲۸	حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف	۵۲
دوزخ میں نہیں جائیں گے	۲۹	طلحہ و زبیر کی اخوت	۵۳
صحابہ پر اہل بدر کی فضیلت	۳۰	عمار اور سعد بن ابی وقاص	۵۱
عشرہ مبشرہ اہل بدر میں	۳۱	ابا و ثناء اور سلیمان	۵۲

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۴	جان لو میں ان سے خوش ہوں	۵۴	حضرت رسالتکب اور حضرت علی
۵۶	صحابہ پر درود	۵۵	مواخات کی دوسری روایت
۵۶	محبوب کون؟	۵۷	مہاجرین و انصار کی مواخات
۷۷	صحابہ کیلئے حضور کی دعائیں		باب دوم
۷۷	رشتے داروں کے لئے جنت		ارواحِ عشرہ کا تعلق
۷۸	جنت میں صحابہؓ کے گھر	۶۲	محبوب کے محبوب
۸۰	نزول آیات		صحابہ کے بغض و رانے کا بیان
	باب چہارم		دس صحابہ کیلئے جنت کی گواہی
۸۵	چاروں خلفاء کرام کے مخصوص فضائل	۶۶	چوتھی فصل
۸۶	تم سے منہ نہ پھیریں		عشرہ مبشرہ کے اوصاف حمیدہ
۶۹	چاروں کی محبت مومن کے دل	۶۹	باب سوم
۶۹	میں جمع ہوگی		عشرہ سے علاوہ عشرہ کا بیان
۸۷	چاروں حضور کو کیے ہیں		مہدیت و شہادت کا اثبات
۸۷	شان ابوبکر	۷۰	حضور کا اہل جنت کو دیکھنا
۸۸	اعز منہ فاروقؓ	۷۰	آپ کے رفقاء و نجباء کا بیان
۸۸	شان عثمانؓ		
۸۹	مقام علیؓ		
۷۰	چاروں کی محبت ناز کی طرح فرض ہے		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۰	چاندوں کی محبت پر مرنے کی دعا مانگو	۹۰	حضرت علیؓ سے ترتیبِ افضلیت
۹۱	انبیاء کی نظر میں	۹۱	خلفائے اربعہ ابن عباس کی نظر میں
۹۲	طنیت چاروں کی	۹۲	خلفائے اربعہ امام جعفر کی نظر میں
۹۲	غیر چاروں کا	۹۲	خلفاء کی موافقت رسول
۹۲	عرش پر پانچ نور تھے		باب پنجم
۹۳	جب قیامت قائم ہوگی		اصحابِ ثلاثہ کے مخصوص فضائل
۹۳	حضرت عثمانؓ کا صلب نہیں ہوگا	۹۳	تمام امت کے ساتھ ہر ایک کا پیر جلدی ہوگا
	جنت کی بشارت	۹۴	اصحابِ ثلاثہ کا نام عرش پر
	جنت میں داخل ہونے والے	۹۵	اصحابِ ثلاثہ کا نام جنت کے ہر پتے پر
	کوثر پلانے والے	۹۶	کنکریوں کو تسبیح پڑھنا
	جنت میں داخل کرنے والے	۹۶	احد ثمرہ
	عرش پر کیا لکھا ہے؟	۹۷	جرا شہر جا
	بوا محمد پر کیا لکھا ہے؟	۹۸	شبیر شہر جا
	خلافت راشدہ تیس سال رہے گی	۹۹	جنت کی ایک ادب بشارت
	خلافت نبوت تیس سال ہے	۱۰۰	امام زین العابدینؓ کا حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ
	خلافت ملے تو کیا کرو گے	۱۰۱	سے محبت
	آسمانی ڈول کا پانی	۱۰۱	امام محمد باقرؓ کی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ
	کھیتی اور اس کا ثمر	۱۰۲	سے محبت
	شیرۃ العصر کی تفسیر		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۷	نسب	۱۱۷	امام جعفر صادق اور اہلبیت کی ابو بکرؓ و عمرؓ سے محبت
۱۲۷	والدہ کا نام	۱۱۸	دغمنان ابو بکرؓ و عمرؓ سے امام باقرؓ کی لڑائی
۱۲۸	ابو قحافہ کا اسلام	۱۱۹	آل ابو بکرؓ اور آل محمد مصطفیٰ
۱۲۹	حضرت ابو بکرؓ کی والدہ کے اسلام کا بیان	۱۱۹	ابو بکرؓ سے برأت علی سے برأت
		۱۲۰	زید بن زین العابدین اور ابو بکرؓ و عمرؓ
		۱۲۱	امام جعفر صادق کی روایات
		۱۲۲	حضرت حسن علیہ السلام کی روایات
		۱۲۳	حضرت حسن مثنیٰ بن حسن کی روایات
		۱۲۴	دونوں کے ساتھ فرشتے تھے
			دوسری قسم
			پہلا باب
			پہلے فصل
			ابو بکرؓ کے نسب اور ان کے والدین کے اسلام کا بیان
		۱۲۷	حضرت ابو بکرؓ کے اسلام اور ابتدائے اسلام کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۱	نگ میں گرنے سے بچایا	۱۳۶	حضرت ابو بکرؓ کے اسلام کی دوسری روایت
۱۳۲	یہ وجہ بھی تھی	۱۳۷	اسلام ابو بکرؓ کی تیسری روایت
		۱۳۸	ایک اور تصدیق
		۱۳۹	پہلے اسلام لانے کا بیان
		۱۴۰	حضرت حسان کی گواہی
		۱۴۱	صدائیت پر ایمان تھا
		۱۴۲	حضرت ابو بکرؓ سے راہب نے کیا کہا
		۱۴۳	پہلے اسلام لانے کی مزید روایات
		۱۴۴	بابقون و اسلام
		۱۴۵	حضرت ابو بکرؓ کے حق میں
		۱۴۶	حضرت علی کے حق میں
		۱۴۷	تطبیق یوں دی جائیگی
		۱۴۸	حضرت علی کے ظرف کا بیان
		۱۴۹	محمد بن حنفیہ کی روایت
		۱۵۰	حضرت علی نے اسلام ظاہر کیا تھا
			پانچویں فصل
			حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرنے والے
		۱۵۱	ہجرت کا شرف
		۱۵۲	قریش کی خبریں لایا والا
		۱۵۳	راستہ بتانے والا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۵	شریع	۱۷۵	براقہ سے ملاقات
۱۷۶	خوشی کے آنسو	۱۷۶	اولیں ہاجر
۱۷۷	امانتیں لوٹانے والا	۱۷۷	پہلے ہاجر اور تھے
۱۷۸	ذات انطاقتیں	۱۷۸	تغداد نہیں
۱۷۹	ابوبکر کو سانپ کا ڈسنا	۱۷۸	بکری کے بچے نے دودھ دیا
۱۸۰	ابو جہل کی کینگی	۱۸۱	دوسری روایت
۱۸۰	جن کا اعلان	۱۸۰	یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے
۱۸۲	جب سب چلے گئے	۱۸۱	ام معبد کی بکری
۱۸۲	ہمارا تیسرا اللہ ہے	۱۸۲	غیبی آواز
۱۸۳	ہجرت مدینہ بنی ہاشم	۱۸۳	اہل مدینہ کا انتظار
۱۸۴	ابوبکر درجہ رسول میں	۱۸۴	میرے رہبر ہیں
۱۸۵	نگاہ فاروق میں شب مدینہ	۱۸۵	مدینہ منورہ میں نزول اجلال
۱۸۸	تائید میں روایت	۱۸۸	رویف کون بنا؟
۱۹۰	سراپا اشار	۱۹۰	ابسا منظر کبھی نہیں دیکھا
۱۹۰	غار کا دروازہ اُدھنچا تھا	۱۹۰	تیرے ساتھ تیرے چلا میں گئے
۱۹۱	غار کے محافظ کبوتر	۱۹۱	پہلے کہاں قیام فرمایا
۱۹۲	پیلوکب کھائے	۱۹۲	مدینہ کے بچوں کا ترانہ
۱۹۳	جنت کی ہر غار ثور میں	۱۹۳	ابن اسحاق کی روایت
۱۹۴	ہجرت کا واقعہ سنائیں	۲۱۰	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۷	مال کے بجائے خیر کثیر	۲۱۲	نویں فصل
۲۲۷	سات مسلمان آزاد کروائے	۲۱۲	حضرت علی اور حضرت ابوبکر کی محبت
۲۲۸	بلال کی قیمت	۲۱۳	حضرت ابوبکر سے حضور کی موانست
۲۲۹	بینائی واپس مل گئی	۲۱۵	پہلے طریقہ دالے
۲۲۹	مالک کا حق	۲۱۵	اگر خلیل بناتا تو ابوبکر بناتا
۲۳۰	اسلام نہیں چھوڑوں گی	۲۱۶	میرا خلیل ابوبکر ہے
۲۳۰	محبوب خدا کا محبوب	۲۱۶	ابوبکر میرا ساتھی ہے
۲۳۱	ابوبکر کے لئے حضور کا تبسم	۲۱۷	حضرت ابوبکر کا دروازہ سجد میں کھلا رہا
۲۳۲	امت کے ساتھ رحمہ دلی	۲۱۸	دروازہ نہیں در پچھ
۲۳۲	افضل اور بہتر	۲۲۰	صحابہ سے دلیل خلافت
۲۳۲	تصدیق صادق	۲۲۰	میں اللہ کا خلیل ہوں
۲۳۳	حضرت جابر کی گواہی	۲۲۱	ابوبکر کا احسان باقی ہے
۲۳۵	فاروق اعظم کا عقیدہ	۲۲۲	وہ بھی غنی یہ بھی غنی
۲۳۶	حضرت علی کی دفناحتیں	۲۲۲	اللہ کا رسول کافی ہے
۲۳۶	شیوخ عرب کے سردار	۲۲۳	ابوبکر کے دل کا دروازہ
۲۳۷	حضرت ابن مسعود کا مشورہ	۲۲۳	مجھے انداز نہ دو
۲۳۷	سب سے زیادہ بہادر	۲۲۳	خدا پوچھتا ہے
۲۳۸	تشریح	۲۲۵	سب کچھ پیش کر دیا
۲۳۸	جنگ بدر میں کردار ابوبکر	۲۲۶	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۰	آداب رسول	۲۲۲	حضرت ابوبکر کی دعا
۲۲۱	رسول کا راز کیسے افشاء کرتا	۲۲۲	دوسری دعا
۲۲۲	حنود کے فریوں سے محبت ابوبکر	۲۲۲	تیسری دعا
۲۲۲	آپ ہی کے باپ کا سہرے	۲۲۵	چوتھی دعا
۲۲۲	حنود کے وعدوں کا ایفاء	۲۲۶	انوار احسان پر مشتمل باب
۲۲۲	نبی کی تحصیل، علی کی تمجیل	۲۲۶	جنت کے ہر دروازے سے بلایا جانا
۲۲۵	پوری امت کا ثواب ابوبکر کیلئے	۲۲۶	فرشتے پھول لیکر بلائیں گے
۲۲۶	پیٹ میں روکی ہے کرامت	۲۲۶	جگر جل اٹھتا تھا
۲۲۶	عدی بن حاتم کا وعظ	۲۲۶	دنیا سے بے رغبتی
۲۲۶	باغ فدک	۲۲۹	کاش میں لگتا ہوا درخت ہوتا
۲۲۸	صحابہ کی گواہی	۲۲۹	آواز کیسے بست کی
۲۲۹	اہل بدعت کی اختراع	۲۳۰	بدرے کا ڈر
۲۲۹	فدک کی دوسری روایت	۲۳۲	زبان پر قائم رہنا
۲۳۰	وفات عمر اور حضرت علی نے کیا کیا	۲۳۲	نقوے کی انتہا
۲۳۰	فدک کی ایک اور روایت	۲۳۲	ایسا ہی دوسرا واقعہ
۲۳۲	عافیت طلب کریں	۲۳۲	باپ بیٹی کا مکالمہ
۲۳۲	حضرت ابوبکر اُمت کے باپ	۲۳۲	حضرت ابوبکر کیسے فیصلے کرتے
۲۳۲	حضرت ابوبکر سے ناز سیکھنے والے	۲۳۵	دادی کا دراشت میں حصہ
۲۳۲	ہم غافل نہیں	۲۳۶	مدینہ میں جمع کر کے جلادیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۶	ابوبکر کا مال بیت المال میں	۲۲۲	حضرت ابوبکر کی دعا
۲۲۶	کھانے اور لباس کے سوا کچھ نہیں ملتا	۲۲۲	دوسری دعا
۲۲۶	میری چادر کو میرا کفن بنالینا	۲۲۲	تیسری دعا
۲۳۸	نہ دینا رتھے نہ درہم	۲۲۵	چوتھی دعا
۲۳۸	مصطفائی مہر ابوبکر کے حق میں	۲۲۶	انوار احسان پر مشتمل باب
۲۳۹	کسی سے سوال نہ کرو	۲۲۶	جنت کے ہر دروازے سے بلایا جانا
۲۵۰	خلیفہ رسول پر اجماع ہے	۲۲۶	فرشتے پھول لیکر بلائیں گے
۲۵۰	خلیفہ وقت دودھ دوتے ہیں	۲۲۶	جگر جل اٹھتا تھا
۲۵۱	یہ انکساری	۲۲۶	دنیا سے بے رغبتی
۲۵۱	آپ کے باپ کا سہرے	۲۲۹	کاش میں لگتا ہوا درخت ہوتا
۲۵۱	اشد کی راہ میں جانے والا	۲۲۹	آواز کیسے بست کی
۲۵۲	حضرت ابوبکر کی مہمان نوازی	۲۳۰	بدرے کا ڈر
۲۵۲	رسول اشد کے بعد یہ حق نہیں	۲۳۲	زبان پر قائم رہنا
۲۵۲	غیرت ابوبکر	۲۳۲	نقوے کی انتہا
۲۵۵	ابوبکر کی طرف سے فرشتہ جواب دیتا ہے	۲۳۲	ایسا ہی دوسرا واقعہ
۲۵۶	ابوبکر کی محبت اُمت پر فرض ہے	۲۳۲	باپ بیٹی کا مکالمہ
۲۵۶	بن دیکھے ایمان لانے دے	۲۳۲	حضرت ابوبکر کیسے فیصلے کرتے
۲۵۶	ابوبکر کے لئے اعلان خداوندی	۲۳۵	دادی کا دراشت میں حصہ
۲۵۸	جنت کا دینا	۲۳۶	مدینہ میں جمع کر کے جلادیں



بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ کو پسند فرمایا پس اُن میں سے میرے لئے وزیر اور اصهار و انصار بنائے تو جو انہیں کالی بے گاہا اُس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اُس کا کوئی عدل و صرف یعنی فرض زکوٰۃ اور نفلی صدقہ قبول نہیں ہوگا۔ ذہبی نے اس کی تخریج تائید میں کی ہے۔

صحابہ کا نور

۵، حضرت زبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں میرا جو صحابی جس زمین پر فوت ہوتا ہے قیامت تک اُن کا نور اور قائد ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا صحابی لوگوں میں ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک، سوائے نمک کے کھانے کی اصلاح نہیں ہوتی۔ کہا کہ پھر حضرت حسن بصری فرماتے تھے افسوس لوگوں کا نمک چلا گیا۔

صحابہ کو چنا ہوا ہے

اللہ تعالیٰ کے ارشاد

قَدْ أَحْمَدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اسْلَفُوا

یعنی کہو سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اُس کے چنے ہوئے بندوں پر

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں! اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اُن کے صحابہ کو چن لیا۔

اس روایت کی تخریج ختمہ بن سلیمان نے کی ہے۔ ارشاد خداوندی

الَّذِينَ ان مَعَنَا هُمْ فِي الْأَرْضِ اقَامُوا الصَّلَاةَ

یعنی وہ لوگ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز پڑھیں۔
کے بارے میں ابی صراح نے کہا اس سے مراد حضور رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ ہیں۔ اسکی تخریج ابن سری نے کی

صحابہ کا ایشار

حضرت مسروق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہماری یہ شان نہیں کہ دنیا میں آپ سے الگ ہو جائیں پس اگر آپ ہم پر اپنے پاؤں مبارک رکھ کر بندہ ہونگے تو جب بھی ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ

وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور صالحین اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

معاذہ شہسوار کے ہیں

حضرت سعید بن مسیب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے اپنے پروردگار عزوجل سے اس اختلاف کے بارے میں پوچھا جو میرے بعد واقع ہوگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیج کر فرمایا یا محمد آپ کے صحابہ میرے نزدیک ستاروں کی مانند ہیں اور ایک دوسرے سے زیادہ درخشاں ہیں تو جو کوئی اُن کے اختلافی امور سے کوئی چیز اخذ کرے گا میرے نزدیک عہد پر ہے، اس روایت کو نظام الملک نے اپنی کتاب امالی میں نقل کیا اور اس میں دلیل ہے کہ تمام صحابہ درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔

مسیح کو دیکھنے والے بھی خیر پر ہیں

حضرت واثق بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب تک تم میں مجھے اور میرے صحابی کو دیکھنے والا اور میرے صحابی کے دیکھنے والے کو دیکھنے والا موجود رہے گا تم ہمیشہ خیر پر رہو گے، خدا کی قسم تم ہمیشہ خیر پر رہو گے جب تک تم میں مجھے دیکھنے والا میرے صحابی کو دیکھنے والا میرے صحابی کو دیکھنے والا اور میرے صحابی کے دیکھنے والے کو دیکھنے والا موجود رہے گا۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے سداسیات میں کی ہے۔

مجاہد بھوسہ نہیں گودا ہیں

حضرت ابی ہریرہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ زیاد کے پاس گئے تو اُسے کہا جو شخص رعیت کے ساتھ مال میں سخت ہوگا؟ اُس نے کہا خاموش رہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا بھوسہ ہے انہوں نے فرمایا اے مسلمانوں کے سردار کیا کہا اصحاب محمد بھوسہ ہیں بلکہ وہ تمام تر گودا ہیں، خدا کی قسم تجھ پر نہیں داخل ہوگا جو روح والا ہے، اس روایت کی تخریج ابوالحسن علی بن جعد نے کی ہے۔

صحابہ کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری اور حضور رسالتؐ کا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیمار پُرسی کی حدیث میں آپؐ نے فرمایا: اَللّٰہی میرے صحابہ
کو اُن کی ہجرت پر ماسخ رکھا ورنہ پیچھے کو نہ لو میں، اس حدیث کی تخریج بخاریؒ سلم
دونوں نے کی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن سالم اپنے باپ سے دُعا اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ کو پسند فرمایا اور اُن میں سے میرے درِداد اور امہار و انصار مقرر کئے تو جو کوئی اُنہیں گالی دیتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی تمام لوگوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اُس کا زکوٰۃ اور صدقہ قبول نہیں ہوگا۔

اہل بدر و حدیبیہ کی شان

جو چاہو کرو

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور زبیر و طلحہ اور مقداد کو فرمایا باغ کے باغ میں جاؤ وہاں ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک عورت کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلے اور باغ میں پہنچ کر اُس عورت سے کہا خط نکال دے اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں، ہم نے کہا تو خط نکالتی ہے یا ہم تیرے کپڑوں کی تلاشی لیں! اس پر اُس عورت نے اپنے بالوں کے جوڑے سے خط نکال کر ہمارے حوالے کر دیا جسے لیکر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے یہ خط عاتب بن ابی بلتعہ کی طرف سے بعض مشرکین مکہ کے نام تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض امور کی تجسّری کی گئی تھی۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عاتب یہ کیا ہے؟ عاتب نے کہا یا رسول اللہ مجھے پر جلدی نہ کریں میں اپنے امیر میں قریش میں ملا ہوا تھا اور اُن لوگوں سے نہ تھا آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں مکہ معظمہ میں اُن کے رشتے دار ہیں جو ان کے قریبیوں اور گھر والوں کی حمایت کرتے ہیں اور میرے گھر والوں کی حمایت کرنے والا کوئی بھی نہیں، میری خواہش تھی کہ اس طرح میں اُن کے نزدیک اپنا مقام بناؤں گا تو وہ میرے اقربا اور گھر والوں کی حمایت کریں گے خدا کی قسم یا رسول اللہ میرا یہ کام مجھے دین سے نہیں نکال سکتا اور نہ ہی میں اسلام کے بعد کفر کے ساتھ خوش ہوں

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ تم سے سچ کہتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے حکم دیں تاکہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔

آپ نے فرمایا بیشک یہ بدر میں حاضر تھا اور تو نہیں جانتا یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کیلئے اطلاع دی ہے پس اہل بدر کے لئے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو تمہارے لئے بخشش ہے۔

حضرت سہیل بن مالک اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اے لوگو بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل بدر و حدیبیہ کو بخش دیا ہے، اس روایت کی خلق نے اور حاکم و دمشق نے اپنی جمع میں تخریج کی ہے۔

اہل حدیبیہ و دوزخ میں نہیں جائیں گے

حضرت ام مبشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں فرمایا انشا اللہ اصحاب شجرہ میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا، وہ لوگ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی، ام مبشر نے کہا ہاں یا رسول اللہ، حضرت حفصہ نے جھڑک کر کہا!

وَأَنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا

یعنی تم سے ہر ایک کو دوزخ پر سے گزرنا ہو گا؟

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

لَقَدْ نَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَتَكَرَّرَ الظَّالِمِينَ

یعنی! پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اُس میں گھسنوں گے بل چوڑ دیں گے مُسلم نے اس روایت کی تخریج کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کے معاملہ میں حضرت عمر کو فرمایا اور تو نہیں جانتا یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے لئے اطلاع دی ہے پس فرمایا اتم جو چاہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے۔

اس روایت کی تخریج میں مُسلم کا تفسر ہے، یہ حضرت عمر فاروقؓ کے مناقب میں آئے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب کے غلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر حاطب کی شکایت کرتے ہوئے کہا وہ جہنی ہے، آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہے، بدر حدیبیہ میں موجود ہونے والوں میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

صحابہ پر اہل بدر کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ

نے مریم آیت ہے

اسلام نے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا یا محمد آپ کے نزدیک آپ کے صحابہ میں کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جو لوگ بدر میں حاضر تھے۔

جبریل نے کہا جیسا کہ ہمارے نزدیک آسمانوں میں وہ فرشتے دوسروں سے افضل ہیں جو بدر میں موجود تھے۔ اس روایت کی تخریج ابن بشران نے کی۔

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی آپ لوگوں میں اہل بدر کا کیا مقام ہے؟ — آپ نے فرمایا وہ مسلمانوں میں افضل ہیں یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ کہا، جبریل نے عرض کی یہی بات بدر میں حاضر ہونے والے فرشتوں کے لئے ہے، اس روایت کی تخریج ملا نے اپنی سیرت میں کی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا، اس حدیث کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا یہ حسن صحیح ہے اور ملا نے اپنی سیرت میں نقل کرتے ہوئے حدیبیہ کا لفظ اور یہ جملہ زائد بیان کیا کہ اُن میں سے کوئی شخص آگ سے مس نہیں کرے گا جس نے مجھے دیکھا اور مجھے دیکھنے والے کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔

عشرہ مبشرہ اہل بدر ہیں

جلہ عشرہ مبشرہ بدر والوں کے حکم میں داخل ہیں خواہ وہ حاضر تھے یا نہ تھے جو اُن میں سے حاضر نہ تھے انہیں غنیمت کا اجر اور حصہ حاضر ہونے والوں کے مطابق دیا گیا۔

جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت شجرہ کے وقت حاضر نہ تھے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ مبارک پر اپنا دوسرا ہاتھ
مبارک رکھ کر فرمایا یا ایہ عثمان کا ہاتھ ہے۔

صحابہ کے ساتھ محبت و احسان اور ان کیلئے استغفار اور کف لسان کے بیان میں

محبت محبوب کے ساتھ ہوگا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ !
ایک شخص کسی قوم کے ساتھ محبت کرتا ہے مگر وہ اُن کے ساتھ ملحق نہیں تو وہ اُنہیں
کیسے دیکھے گا؟ آپ نے فرمایا جس سے کوئی محبت کرتا ہے اُسی کے ساتھ ہوگا،
اس حدیث کو بخاری مسلم نے نقل کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ قیامت
کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے دن کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟
اُس نے کہا میں اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا
پس تُو جن کے ساتھ محبت کرتا ہے اُن کے ساتھ ہوگا، کہا! ہمیں اسلام لانے کے
بعد ہر خوشی سے زیادہ خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے
ہوئی کہ تُو جس سے محبت کرتا ہے اُس کے ساتھ ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم اللہ در رسول اور ابو بکر و عمر
کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہونگے اگرچہ ہمارے

اعمال اُن کے اعمال جیسے نہیں، اس حدیث کی تخریج مسلم نے کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور اُس نے کہا: یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟

آپ نے فرمایا: قیامت کے لئے تیرے پاس کیا ہے؟
اعرابی نے کہا: ایسی کوئی چیز نہیں جو میرے لئے زیادہ لائق ستائش ہو مگر میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔
آپ نے فرمایا: تو اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔ مُسلم۔

صحابہ سے احسان کرو

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابیہ میں ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اس مقام کی مثل کھڑے ہو کر فرمایا میرے صحابہ کی طرف نیکیاں بھیجو پھر جو اُن کے بعد والے ہیں۔

ذہبی نے تلخیص میں اور حافظ بن ناصر سلامی نے اس کی تخریج کی اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں جن سے بخاری مُسلم نے روایت لی ہے۔
اس میں صحابہ رسول کے لئے وصیت ہے کہ اُن سے بھلائی اور محبت کی جائے اُن کے لئے استغفار کیا جائے، اُن پر رحم کیا جائے اور اُن کے مابین مشاجرات پر زبان کو روکا جائے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جابیہ میں خطاب کرتے ہوئے انہیں فرمایا: حضور رسالت اب صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے میرے صحابہ کی تکریم کرو پھر اُن سے بعد والوں کی پھر اُن سے بعد والوں کی۔

یہ حدیث ابو عمر بن سماک نے نقل کی تکریم سے مراد اُن کے ساتھ نیکی کرنا ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کہنے والا نفاق سے بری ہے اور جو ان کے حق میں بُری بات کہتا ہے وہ میری سنت کا مخالف ہے اُس کا مکان جہنم ہے جو بُنت ہی بُرا مکان ہے۔
• شرف النبوة ابو سعد۔

ابن خیلان کی روایت میں آپ کا فرمان ہے میرے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کہنے والا مومن ہے۔

صحابہ کے لئے استغفار کرو

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے سب و شتم پر استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔
اس حدیث کی تخریج مُسلم اور ابو معاویہ نے کی ہے اور اس میں اکرام و احسان والی حدیث کی تائید ہے۔

حضرت سہیل بن مالک اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے دامادی، سسرالی رشتوں اور میرے صحابہ کے بارے میں میرے حق کا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ تم سے اُن میں سے کسی کے ساتھ بھی ظلم و زیادتی طلب نہیں کرتا، اُسے لوگو! مسلمانوں سے۔
زبانیں اٹھاؤ اور جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اُسے بھلائی سے یاد کرو۔
اس حدیث کی تخریج خلعی نے اور حافظ دمشقی نے مُعجم میں کی ہے۔

عبدالرحیم بن زید العمی نے کہا مجھے میرے باپ نے بتایا کہ میں نے تابعین میں سے چالیس شیوخ کی زیارت کی ان سب نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے تمام صحابہ سے محبت اور دوستی رکھے گا اور ان کے لئے استغفار کرے گا اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن اُسے ان کے ساتھ جگہ عطا فرمائے گا۔ اس حدیث کی تخریج ابن عوفہ عبدی نے کی۔

صحابہ و اہلبیت سے محبت کا صلہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے صحابہ و ازواج و اہلبیت سے محبت کرتا ہے اور ان میں سے کسی پر طعن نہیں کرتا اور ان کی محبت پر دنیا سے انتقال کرتا ہے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا، "سیرت ملا"۔

محبت صحابہ محبت رسول و خدا

حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ اللہ میرے صحابہ، میرے بعد وہ گرفتارِ اغراض نہیں ہونگے، ان سے محبت رکھنے والا میرا محب اور ان سے بغض رکھنے والا میرا بغض ہوگا جس نے انہیں ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی، جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اُسے وہ عنقریب پکڑے گا۔

اس حدیث کی تخریج حافظ ذہبی نے تلخیص میں اور حافظ ابوالقاسم دمشقی نے معجم میں کی۔

اور فرمایا جو ان سے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے ساتھ بغض رکھتا ہے۔ اس حدیث کے ماقبل و مابعد اُسی حدیث کے الفاظ بیان ہوئے اور وہ بنیط بن شریط اشجعی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کردہ حدیث ہے، ایسے ہی حافظ کی روایت سے ابن معقل کی روایت ہے۔

مشاہرات صحابہ میں غور و فکر سے احتراز اور امتناع سب و شتم

پہلی فصل میں صحابہ کو گالی نہ دینے اور تیسری فصل میں اُن کے معذرات میں غور و فکر سے روکنے کا بیان ہوا۔

صحابہ کے ساتھ غیر صحابہ کا تقابل نہ کرو

حضرت ضعیفہ بن یان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد میرے اصحاب سے بغض ہوگی تو اللہ عز و جل انہیں میرے ساتھ سبقت کی بنا پر بخش دے گا۔ اُن کے بعد جو لوگ ایسا کام کریں گے اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں ناک کے بل اُوندھے منہ جہنم میں گرائے گا۔ اس روایت کو تمام راوی نے فوائد میں نقل کیا۔

یہ قول کہ اُن کے بعد جو ایسا کام کریں گے، تو جائز ہے کہ اس سے مراد صورتِ اُن کی مثل کام کرنے والے ہوں پس وہ اس خیال پر اعتماد کرتے ہوئے کہ صحابہ نے اول و آخر ایسا کیا تھا امام پر خرمن کریم تو اس قیاس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باطل قرار دیا ہے اور صحابہ اور اُن کے بعد والوں کے درمیان فرق کو ظاہر فرمایا ہے۔

اور اس سے دُرایا ہے تاکہ وہ اس امر کیساتھ بصیرت پر عمل کریں اور اس کے ساتھ حجت کا اعتقاد رکھیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اُن کا اس ہلکے اعتقاد کے ساتھ

عمل کرنا مراد ہو جس میں اس کے ساتھ دُوق سے اُن کے عوائد دلیری کر جاتے ہیں، اس میں اُن کا اعتقاد خطا اور اُس کے اعراض سے اخذ کرنا ہے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ میرے صحابہ کے گناہ کو بخش دیا ہے اور اُن سے درگزر فرمائی ہے اور جو اُس میں تھادہ باقی نہیں جس کا دُوق واجب ہوتا۔

پس اُس کے لئے ہلاکت ہے جو سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور اُن کیلئے اُس چیز کے واقع ہونے کو ضروری سمجھتا ہے جس کا دُوق اُس کے لئے واجب ہے اور جس کی گواہی لسانِ نبوت نے دی ہے، اللہ اللہ ہم اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ پناہ مانگتے ہیں اور اُس سے نعمتِ دوام و تمام کا سوال کرتے ہیں۔

صحابہ کو بُرا نہ کہو

۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تقدیر کا ذکر ہو تو خاموش رہو اور جب میرے اصحاب کا ذکر ہو تو رگ جاؤ۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو میرے اصحاب کو گالی دیتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اُس کی زکوٰۃ و خیرات قبول نہیں ہوگی۔

۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے اصحاب کو اذیت اور گالی دی اُس سے مجھے اذیت دی۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو میرے کسی صحابی کو گالی دیتا ہے اُسے کوڑے مارو۔
یہ روایت ختم بن سلیمان نے نقل کی ہیں اور تیسری روایت کی تخریج سماک
نے موافق میں کی ہے۔

۴۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جو انبیاء کرام میں سے کسی نبی کو گالی دے اُسے قتل کر دو اور جو میرے
صحابہ میں سے کسی صحابی کو گالی دے اُسے کوڑے لگاؤ،
اس روایت کو قاضی رازی نے فوائد میں نقل کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے کسی صحابی سے بُری چیز نہیں پہنچتی پس میں اُنکی
طرف سے بری چیزوں اور ہم سلیم سنے والے ہیں،

حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
مال لایا تو آپ نے اُسے تقسیم فرما دیا اور مجلس میں بیٹھے ہوئے دو اشخاص کو نہ دیا
اُن دونوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس مال کی تقسیم سے نہ اللہ تعالیٰ
کیلئے ارادہ ہے اور نہ دہر آخرت کے لئے،

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ کو اُن کی بات
بتائی گئی آپ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا:
تو مجھے اُس سے چھوڑ دے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ تکلیف
دہی گئی تو انہوں نے صبر کیا،

اس کی تخریج ترمذی نے بھی کی ہے اور عشرہ مبشرہ اور دیگر مہاجرین و
انصار صحابہ کے مابین مواخات کی احادیث میں اسے بیان کیا ہے۔ اور اُنکے بعض
پر اس کا نام ذکر کیا ہے۔

صحابہ میں بھائی چارہ

حضرت زید بن ابی ادنیٰ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی مسجد میں آپ
کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: فلاں بن فلاں کہاں ہے؟
میں نے آپ کے اصحاب کے چہروں میں نظر کی تو اُن لوگوں کو نہ پایا اور
اُٹھ کر اُن کی طرف گیا یہاں تک کہ جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: میں تم سے جو بات کرتا ہوں اُسے یاد کرو اور بھول نہ
جاؤ اور اس کے ساتھ تمہارے بعد والے بیان کریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی
خلق سے مجھے چُن لیا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی،

اللَّهُ يَخُطِّفُ مِنَ الْمَلَأَةِ رَسُولًا وَمِنْ النَّاسِ

اللہ تعالیٰ ملائکہ اور انسانوں سے رسول چن لیتا ہے۔

اور میں نے تم میں سے جسے پسند کیا اُسے چُن لیا اللہ تعالیٰ سے درمیان بھائی چارہ
مقرر کرتا ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔
پس اے ابوبکر! اُٹھ کر میرے سامنے آ جا میرے نزدیک تیرے لئے اللہ کا
ہاتھ ہے اس کے ساتھ تیری جزا ہے اور اگر میں کسی کو خلیل بنانا تو تجھے بنانا۔
تو مجھے بمنزلہ جسم سے قیص کے ہے پھر حضرت ابوبکر اپنی جگہ سے اُٹھ ہو گئے،
پھر آپ نے فرمایا اے عمر! میرے قریب آ جاؤ۔ وہ آپ کے قریب ہوئے
تو آپ نے فرمایا: اے اباحفص تو ہم پر سخت مشکل ڈالنے والا تھا تو میں نے اللہ تعالیٰ

سے اُمّالی کر تیرے ساتھ یا ابو جہل بن ہشام کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرمائے۔
 پس اللہ تعالیٰ نے تجھ سے یہ کام لے لیا اور میں تم دونوں کو اللہ کی طرف چاہتا تھا۔
 تو میرے ساتھ جنت میں اس اُمت سے تین کا تیسرا ہو گا پھر حضرت عمرؓ نے وہ جگہ چھوڑ
 دی، پھر آپ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اخوت
 قائم فرمائی۔

پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تو فرمایا اے اباعمر میرے
 قریب آ جاؤ اے اباعمر میرے قریب آ جاؤ آپ مسلسل ایسے ہی کہتے رہے یہاں تک
 کہ حضرت عثمان غنیؓ کا کندھا آپ کے کندھے مبارک سے مل گیا تو رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ فرمایا: سبحان اللہ العظیم، پھر
 حضرت عثمانؓ کی طرف دیکھا تو اُن کی قمیص کا بٹن کھلا ہوا تھا آپ نے اُن کا بٹن ہاتھ
 میں لیکر فرمایا: اپنی چادر اپنے سینے کے اوپر لپیٹ لے،

پھر فرمایا: تیرے لئے اہل آسمان میں زبان ہے، تو جس چیز سے میرے عرض
 پر آئے گا وہ تیرا خون بہ رہا ہو گا، تجھے کہا جائے گا تیرے ساتھ یہ کس نے کیا، تو کہا
 جائے گا فلاں اور فلاں نے اور یہ کلام جبریلؑ کا ہو گا جب ہاتھ آسمان سے آواز
 دے گا، پھر آپ نے فرمایا عثمان ہر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میرا ہے،

حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف

پھر حضرت عثمان نے اپنی جگہ چھوڑ دی تو آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ
 کو بلا کر فرمایا: اے اللہ کے امین قریب آ جا تو امین اللہ ہے اور آسمان میں تیرا
 نام امین ہے، تجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے مال پر حق کے ساتھ مستطیع کیا، میرے نزدیک
 تیرے لئے جس کا وعدہ ہے اور بیشک میں نے تجھے مؤخر کیا ہے، انہوں نے کہلایا رسول اللہ

میرے لئے تاخیر کی ہے؟

آپ نے فرمایا: اے عبدالرحمن مجھ سے اپنی امانت لے لے، پھر فرمایا اے عبدالرحمن
 تیری یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا مال بڑھایا اور ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا
 ایسے ہی ہے اور ایسے ہی ہے۔

پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور آپ نے اُن میں اور
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مواخات قائم فرمائی۔

طلحہ وزبیر کی اخوت

پھر آپ نے حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا دونوں میرے
 قریب آ جاؤ پس وہ قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا: تم حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام
 کے حواری کی طرح میرے حواری ہو پھر دونوں کا آپس میں بھائی چارا قائم فرمایا۔

عمار اور سعد بن ابی وقاصؓ

پھر حضرت عمار بن یاسر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو
 بلایا اور حضرت عمار کو فرمایا اے عمار تجھے باغی گروہ شہید کرے گا اور ان دونوں
 میں اخوت قائم کی۔

ابادرداء اور سلمانؓ

پھر عویمیر بن زیاد ابادرداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آپس
 میں اخوت قائم فرمائی اور حضرت سلمانؓ کو فرمایا اے سلمان تو میرے اہلبیت سے ہے
 اور اللہ تعالیٰ نے تجھے پہلی اور آخری کتب کا علم عطا فرمایا ہے، پھر فرمایا اے ابادرداء

کیا تو مہاجر ہے!

اُہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے فرمایا:
اگر تو اُن کو گم پائے اور وہ تجھے گم پائیں تو اگر وہ تجھے چھوڑ دیں تو اُن کو نہ
چھوڑ۔

پھر آپ نے حضرت ابو درداد اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان
اخوت قائم فرمائی۔ پھر آپ نے صحابہ کرام کے چہروں کو دیکھ کر فرمایا تمہیں بشارت ہو اور
تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں تم پہلے لوگ ہو جو میرے پاس حوض پر آؤ گے اور تم بند بالا
خانوں میں ہو گے۔

پھر آپ نے حضرت عبداللہ ابن عمر کی طرف دیکھا اور فرمایا: تعریف ہے
اللہ تعالیٰ کی جس نے اُنہیں گمراہی سے ہدایت دی جسے اُس نے چاہا۔

حضور رسالت اور حضرت علیؑ

حضرت علیؑ نے عرض کی: میری رُوح چلی گئی اور میری کر لٹ گئی جب میں
نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے میرے سوا اپنے اصحاب کا بھائی چارا قائم کر دیا ہے بیشک
یہ رضا و کرامت کے فلک پر گرنے سے ہے۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے
قبضہ میں میری جان ہے میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے مؤخر کیا ہے، اور تو مجھے اس
مرح ہے جسے مؤخر کو ہار دین سوائے اس کے کہ میرے بعد نبی نہیں، اور تو میرا
بھائی اور میرا وارث ہے۔

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی اے اللہ کے نبی آپ کی وراثت
کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جو مجھ سے پہلے انبیاء کی وراثت تھی۔

حضرت علیؑ نے عرض کی: آپ سے پہلے انبیاء کرام کی وراثت کیا تھی؟
آپ نے فرمایا: اُن کے پروردگار کی کتاب اور اُن انبیاء کی سنت اور تو جنت
میں میرے ساتھ میرے محل میں ہو گا اور میری بیٹی فاطمہؑ ساتھ ہو گی، پھر آپ یہ آیت
تلاوت فرمائی۔

يٰۤاَيُّهَا عَلِيُّ سَيِّدِ الْمُتَعَالِمِينَ

بھائی ہیں تختوں پر آنے والے سامنے بیٹھے ہیں

اللہ کی محبت میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہو گئے، اس روایت کی تخریج حافظ
ابو قاسم دمشقی نے اربعین طوال میں کی۔

اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے مناقب کی کتاب میں اس معنی کی حدیث مواخات مختصر طور پر بیان کی،
اور کہا کہ جب حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات
قائم فرمائی تو حضرت علیؑ کو ایسا اور ایسا فرمایا۔

مواخات کی دوسری روایت

ابو سعد نے شرف النبوة میں عقبہ بن عامر جہنی سے بعض الفاظ کے تقریب سے
یہ روایت بیان کی اور حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم کا تذکرہ نہیں کیا اور کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابا بکر و عمر میں تمہیں آپس میں مواخات کا حکم دیتا ہوں تم دونوں دنیا و آخر

میں بھائی ہو پس تم دونوں آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرو اور ایک دوسرے سے سنا کر
کر دینا چاہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا ہاتھ تھام لیا۔

پھر آپ نے فرمایا اے زبیر اے طلحہ تم دونوں میرے پاس آؤ میں نے تم
دونوں میں بھائی چارہ قائم کیا تم دونوں دنیا و آخرت میں ایک دوسرے کے بھائی ہو پس
ایک دوسرے کو سلام کرے اور اس سے مصافحہ کرے پس انہوں نے ایسا ہی کیا،
پھر آپ نے حضرت عبدالرحمن اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے
پاس بلا کر فرمایا میں تم دونوں کو آپس میں بھائی بناتا ہوں پس تم دونوں دنیا و آخرت
میں بھائی ہو پس ایک دوسرے کو سلام کرے اور مصافحہ کرے۔

پھر آپ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعود میں اخوت قائم کی اور
ان دونوں نے بھی ایک دوسرے کو سلام کر کے ہاتھ ملایا۔

پھر حضرت ابی عبیدہ بن جراح اور حضرت ابی حذیفہ کے آزاد کردہ غلام حضرت
سالم کا پہلوں کی طرح بھائی چارہ قائم کر دیا، پھر ایسے ہی حضرت ابودرداء اور حضرت
سلمان کو آپس میں بھائی بنایا پھر ایسے ہی حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت
صہیب میں اخوت قائم کی،

پھر حضرت ابویوب انصاری اور حضرت بلال میں ایسے ہی بھائی چارہ قائم
فرمایا پھر ایسے ہی اسامہ بن زید اور ابی ہند حجام کے درمیان اخوت قائم کی اور دونوں
نے ایک دوسرے کو سلام کر کے ہاتھ ملایا۔

پھر آپ نے حضرت فاطمہ اور حضرت ام سلیم کو ایک دوسری کی بہنیں بنایا اور
ام سلیم کو مبارک دی اور حضرت عائشہ اور حضرت ابویوب کی بیوی کو بہنیں بن جائے
کا حکم فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل ابی طلحہ اور آل ابی یوب کے

لئے اللہ تعالیٰ سے جزائے خیر طلب کی۔

مہاجرین و انصار کی موافات

مہاجرین و انصار کے مابین موافات کا ذکر کرتے ہوئے ابن اسحاق نے کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہمیں خبر پہنچی ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے
لئے دو دو بھائی بنا دیا جائے۔ پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ
کر فرمایا یہ میرا بھائی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بھائی تھے۔

حضرت حمزہ اور حضرت زید بن حارثہ مولیٰ رسول دونوں بھائی تھے۔
حضرت جعفر بن ابی طالب اور بنی سلمہ کے حضرت معاذ بن جبل و دونوں بھائی تھے۔
حضرت ابوبکر اور بنی حارث بن خزرج کے حضرت خارجہ بن زید و دونوں بھائی تھے۔
حضرت عمر بن خطاب اور بنی سالم بن عوف کے حضرت عتبہ بن مالک و دونوں
بھائی تھے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور بنی عبد الاشہل کے حضرت سعد بن معاذ
دونوں بھائی تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف اور بنی حارث بن خزرج کے حضرت سعد بن
ربیع بھائی بھائی تھے۔

حضرت زید بن العوام اور بنی عبد الاشہل کے حضرت سلمہ بن سلامہ بن دث
بھائی بھائی تھے، اور کہتے ہیں بلکہ حضرت زبیر اور بنی زہرہ کے حلیف حضرت عبد اللہ
ابن مسعود بھائی بھائی تھے۔

حضرت عثمان بن عفان اور بنو نجار کے حضرت ادیس بن ثابت بن منذر

دونو بھائی تھے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور بنی سلمہ کے حضرت کعب بن مالکؓ دونو بھائی بھائی تھے،

حضرت سعید بن زید اور بنو نجار کے حضرت ابی بن کعبؓ دونوں بھائی بھائی بنائے گئے تھے۔

حضرت معتب بن زبیر اور بنی نجار کے حضرت ابویوب خالد بن زیدؓ بھائی بھائی تھے،

حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہؓ اور بنی عبد الاشہل کے حضرت عبد بن بشرؓ دونو بھائی بھائی تھے،

بنی مخدوم کے حلیف حضرت عمار بن یاسرؓ اور بنی عبد الاشہل کے حلیف بنی یان قبیلہ کے حضرت حذیفہ بن یان بھائی بھائی تھے،

کہتے ہیں بلکہ حضرت عمارؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ بنی حارث بن خزرج کے حضرت ثابت بن قیسؓ بھائی بھائی تھے،

حضرت ابوذرؓ بن جنادہ غفاری اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج کے حضرت منذر بن عمروؓ بھائی بھائی تھے۔

ابن ہشام نے کہا میں نے ایک سے زیادہ علماء سے سنا ابوذرؓ بن جنادہ نہیں جنذب بن جنادہ ہیں،

بنی اسد بن عبد العزی کے حلیف حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ اور بنی عمرو بن عوف کے حضرت عریم بن ساعدہؓ بھائی بھائی تھے،

حضرت سلمان فارسیؓ اور بنو حارث بن خزرج کے حضرت ابوذرؓ اور داد عویمر بن ثلبہؓ دونو بھائی بھائی تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موزن حضرت بلالؓ اور حضرت ابو ریحہ بن عبد الرحمن خثعمیؓ دونوں بھائی بھائی تھے۔

ابن اسحاق نے کہا ہمارے لئے یہ وہ نام ہیں جن کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے اخوت قائم فرمائی اور ابن اسحاق کی حدیث سوائے حضرت سعد بن ابی وقاص کے عشرہ مبشرہ کو مستغنی ہے، اور مہاجرین و انصار کے مابین اس موافقات کی وجہ سے مہاجرین سے غربت کی وحشت دور ہو گئی اور ان کی آپس میں موانست ہو گئی،

اس سے پہلے عقبہ بن عامر کی حدیث سوائے سعید بن زید کے عشرہ مبشرہ کو مستغنی ہے، پس عشرہ مبشرہ کے لئے موافقات حاصل ہو گئی اور اس بھائی چاہے

سے مہاجرین کے درمیان موانست قائم ہو گئی، اور ایک دوسرے سے شدید محبت ہو گئی، ابن اسحاق نے مہاجرین کی موافقات کا اختصاراً ذکر کرتے ہوئے کہا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان، حضرت عثمان اور حضرت عبد الرحمن بن عوف کے مابین، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے درمیان

حضرت ابو ذرؓ اور حضرت مقداد کے درمیان، معاویہ بن ابوسفیان اور قتات مجاشعی کے درمیان بھائی چاہہ قائم کیا، اور اس سیاق کا اختلاف مکرات پر دلالت کرتا ہے

واللہ اعلم یعنی یہ موافقات ایک سے زیادہ مرتبہ قائم ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان، حمزہ بن عبد المطلبؓ اور زید بن حارثہ کے مابین

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت زبیر بن العوام کے درمیان، حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ اور حضرت سعد بن مالک کے درمیان میرے اور اپنی ذات اقدس کے مابین

موافقات قائم فرمائی، اس کی تخریج خلعی نے کی۔

موافقات میں اختلاف روایات اسکے مکرر ہونے پر دلالت کرتا ہے یہاں تک کہ ایک اخوت دوا در تین کیلئے ہو۔

شجرہ
نسب

عشر
میشتر

ملک
نقرا
کنا
خزیمہ
مدیکہ
ایاس
مغز
نزار
معد

[illegible]

دوسرا باب

عشرہ مبشرہ اور ان کے نسب کا بیان اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ان کی اجتماعی فضیلت ہے،
محمد بن احمد بن خلف کی نظم میں اس شجر کی شاخوں کا بیان۔

صلاة رب دائماً والطيبين البردة على النبي المصطفى وآله والعشرة
قاله من فاطم ومن أخيه حيدرة^(۱) وشيبة^(۲) الحمد لهم أصل أطاب الثمرة
وبعدهم عثمان من عبد مناف الحيرة ومن قصي لحق الزبير مؤدي الكفرة
سعد المقلدي من كلاب وابن عوف آزره صديقنا وطلحة من مرة ما أشهره
قاروقنا من كعبهم سعيد يقفو أثره وعامر الأمين من فهر كمال العشرة
(رضي الله عنهم وأرضاهم أجمعين بمحمد وآله)

حضور رسالت اک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک اور عشرہ مبشرہ پر
میرے رب اور پاکیزہ نیک لوگوں کا ہمیشہ درود ہو۔

پس آپ کی آل پاک سیدہ فاطمہ اور آپ کے بھائی حضرت حیدر کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے ہے اس خوشبودار اور پاکیزہ پھل کی اصل شیبہ الحمد حضرت عبد المطلب
ہیں۔

ان کے بعد عبد مناف کی اصل سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور
قصی کی اولاد سے حضرت زبیر بن عوام کو اختیار کیا۔

اولاد کلاب سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد الریمن بن عوف اور
ہمارے مدینہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو منتخب کیا۔

ان کے کعب سے ہمارے فاروق حضرت عمر بن خطاب اور حضرت سعید بن نضیر
ہیں اور فہر کی اولاد سے عامر الامین حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ہیں، پس یہ عشرہ مبشرہ
کامل ہوئے،

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک
کے ساتھ راضی ہوں،

ارواح عشرہ کا تعلق

یہاں تک نسب نامہ متفق علیہ ہے اور روایت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
نے عشرہ مبشرہ کی ارواح کے درمیان انکی تخلیق سے پہلے اجتماع فرمایا، اور انکے
انوار سے ایک پرندہ پیدا فرمایا جو جنت میں ہے،
اس روایت کی تخریج ملاذ وغیرہ نے کی۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان ان کی ارواح کو اشباحاً جمع فرمایا پھر
اس کے درمیان اشباح و ارواح کو نسب و محبت اور اخوت و دوستی اور تراحم
میں جمع فرمایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں پھر جنت میں،
اس کا ذکر آگے آئے گا،

سعید اور شقی

پس جو سعید ہے ان سب سے دوستی رکھتا ہے اور ان میں سے کسی کا
فرق نہیں اور ان سے ہدایت حاصل کرتا ہے، اور ان کی رسی سے وابستہ ہو
جاتا ہے،

اور جو شقی ہے وہ ان کے مابین مشاجرات میں غور و فکر کرتا ہے اسکا

کے درمیان تفریق پیدا کرتا ہے اور اپنے نفس کی اتباع کرتا ہے، اور اُن میں سے کسی ایک کو بُرا کہتا ہے، پس اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ ہم اس سے پناہ مانگتے ہیں اور تعالیٰ سے اُس کی نعمتِ تمام و دوام کا سوال کرتے ہیں آمین، آمین

محبوب کے محبوب

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! لوگوں میں سے آپ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے؟

آپ نے فرمایا: عائشہؓ

میں نے کہا مردوں سے؟

آپ نے فرمایا: ابوبکرؓ

میں نے کہا پھر کون؟

آپ نے فرمایا: عمرؓ

میں نے کہا پھر کون؟

آپ نے فرمایا: عثمانؓ

میں نے کہا پھر کون؟

آپ نے فرمایا: پھر علی بن ابی طالبؓ

پس میں خاموش ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے

عبداللہ جو چاہتا ہے پوچھ لے؟

میں نے عرض کیا: آپ کو علیؓ کے بعد لوگوں میں سے کون محبوب ہے؟

آپ نے فرمایا: طلحہؓ پھر زبیرؓ پھر سعدؓ پھر سعیدؓ پھر عبدالرحمن بن عوفؓ پھر

ابو عبیدہ بن الجراحؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اس روایت کی تخریج ملا نے سیرت

میں کی، اور یہ روایت غریب ہے۔

اور صحیح حدیث عمرو بن العاص کی ہے اُنہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں میں آپ کو کون زیادہ محبوب ہے؟

آپ نے فرمایا: عائشہؓ

میں نے کہا مردوں سے؟

آپ نے فرمایا: اُس کا باپؓ

میں نے کہا: پھر کون؟

آپ نے فرمایا: عمر بن خطابؓ

اس کی تخریج احمد، مسلم اور ابو حاتم نے کی۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ذات السلاسل کے شکر میں بھیجا، اور اُن لوگوں میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے، پس میرے نفس نے مجھے کہا کہ مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ پر اس لئے بھیجا ہے کہ آپ کے نزدیک میری قدر و منزلت زیادہ ہے، پس میں آیا، یہاں تک کہ آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟

تو آپ نے وہ حدیث بیان فرمائی،

ابو حاتم نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ کی فضیلت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور ممکن ہے کہ بیان پر اجمالاً حمل کیا ہو اور مردوں سے مراد اس ترتیب پر ہو، مگر ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ اُن سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اصحاب میں سے کس کے ساتھ زیادہ محبت تھی؟ اُنہوں نے فرمایا: ابوبکرؓ سے، کہا: پھر آپ کو کون زیادہ محبوب تھا؟ اُنہوں نے فرمایا: عمرؓ کہا: پھر

کون؟ کہا ابو عبیدہ بن الجراح اس کے بعد کے باب میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان آئے گا۔

بیشک یہ اس کے معارض نہیں، کیونکہ حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذاتہ خبر دی ہے، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خبر ان کے لئے قرائن احوال سے ظاہر ہے۔

صحابہ کے بغض سے ڈرنے کے بیان میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے مسلمانوں کے گروہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ یہاں تک کہ تم کان کی طرح ہو جاؤ اور خاموشی اختیار کرو یہاں تک کہ تم کیلوں کی طرح ہو جاؤ اور تم غار پر ہو یہاں تک کہ تم سے سوار ٹھہر جائے پھر تم اسی آٹھ عشرہ سے بغض رکھو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اوندھے منہ فرد جہنم میں گرائے گا۔
• اخراجہ ابوسعید •

دس صحابہ کے لیے جنت کی گواہی

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ابو بکرؓ، جنت میں، عمرؓ، جنت میں، عثمانؓ، جنت میں، علیؓ، جنت میں، طلحہؓ، جنت میں، زبیرؓ، جنت میں، عبدالرحمن بن عوفؓ، جنت میں، سعد بن ابی وقاصؓ، جنت میں، سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ، جنت میں، ابو عبیدہ بن جراحؓ، جنت میں، اس روایت کی تخریج احمد، ترمذی اور بخاری نے صحیح الجہان میں کی، اور ابو حاتم نے جو تخریج کی ہے اس میں تقدیم و تاخیر ہے

اور کہا کہ ابو عبیدہ کا اس میں ذکر نہیں، بیشک وہ جنت میں عشرہ کی طرف داخل ہیں مگر اس حدیث میں، میں کہتا ہوں اس میں اس کا ذکر حدیث سعید کے بعد ترمذی اور دارقطنی کی روایت سے آئے گا، جو ابو حاتم کے قول کو رد کرتا ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، دس جنت میں ہیں، ابو بکرؓ، جنت میں، عمرؓ، جنت میں، عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، ابو عبیدہ بن جراحؓ، اور سعد بن ابی وقاصؓ، جنت میں ہیں، تو ان کی تعداد نو ہے، اور دسویں سے خاموش رہے، لوگوں نے کہا اے اباعبہ ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں دسواں کون ہے،

انہوں نے کہا! مجھے تم نے اللہ کی قسم دی ہے دسواں ابوالاعور ہے جو جنت میں ہے، اس کی تخریج ترمذی نے کی، اور کہا کہ بخاری نے کہا یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح سے، یعنی حدیث عبدالرحمنؓ۔

اور ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، قریش میں سے دس جنتی ہیں، ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن مالکؓ، ابو عبیدہ بن جراحؓ، سعید بن مسیبؓ نے کہا کہ انہوں نے آخری شخص کا نام نہیں لیا۔

اس کی تخریج دارقطنی نے کی اور دوسرے طریق سے نقل کیا ہے، اور طبرانی نے اسے اپنی معجم میں ابن عمر اور سعید بن زید سے نقل کیا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے تو فرمایا، اے عائشہؓ، کیا میں تجھے خوشخبری سناؤں؟ انہوں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تیرا باپ جنت میں ہے، اور ان کے رفیق حضرت ابراہیم علیہ

پوتھی فصل

عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کے اوصاف حمیدہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ارحمہ استی بامنی ابوبکر۔ یعنی ابو بکر مرہ اُمّت کے ساتھ دیا۔ رسول ہیں۔

مسلمانوں میں بہت زیادہ عثمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے دین میں مسلمانوں کی قوت عمر ہیں۔

مسلمانوں میں بہترین فیصلہ کرنے والے علی ابن ابی طالب ہیں، ہر نبی کے لئے جاری ہیں اور میرے حواری طلحہ اور زبیر ہیں، سعد بن ابی وقاص جہاں کہیں بھی ہونگے حق اُنکے ساتھ ہوگا، سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے محبت میں سے ہیں، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے تاجروں میں سے ہیں، ابو عبیدہ بن جراح اللہ تعالیٰ کے امین اور اُنکے رسول کے امین ہیں، ہر نبی کیلئے راز ہے اور میرا راز دار معاویہ بن ابی سفیان ہے، جو ان سے محبت کرے گا اُسکی نجات ہوگی اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِتًّا الْخَيْرُ

یعنی بیشک وہ جن کیلئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا ہے۔

کے تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا اُن میں سے میں ہوں ابو بکر و عمر و عثمان طلحہ و زبیر میں سعد و سعید عبدالرحمن اور ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں یہ روایت ابوالفرج نے اسباب نزول میں نقل کی۔

اسلام ہیں۔

عمر جنت میں ہیں اور اُنکے رفیق نوح علیہ السلام ہیں۔

عثمان جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق ہم ہیں۔

علی جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق یحییٰ بن زکریا علیہ السلام ہیں۔

طلحہ جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق داؤد علیہ السلام ہیں۔

زبیر جنت میں ہیں اور اُنکے رفیق حضرت اسمعیل علیہ السلام ہیں۔

سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں اور اُن کے ساتھی حضرت سلیمان بن داؤد

علیہما السلام ہیں۔

سعید بن زید جنت میں ہیں اور اُنکے ساتھی حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہیں اور اُن کے ساتھی حضرت عیسیٰ بن

مریم علیہما السلام ہیں۔

ابو عبیدہ بن الجراح جنت میں ہیں اور اُن کے ساتھی حضرت ادریس علیہ

السلام ہیں۔

پھر فرمایا: اے عائشہ میں سید المرسلین ہوں، تیرا باپ افضل الصدیقین ہے

اور تو اُم المؤمنین ہے، ملائے میرے میں اس کی تخریج کی۔

باب سوم عشرہ سے علاوہ عشرہ کا بیان

یہ بیان ان کے علاوہ کے لئے بلا اختصاص اور بعض افراد یا ان کے بعض کے ہے

صدیقیت و شہادت کا اثبات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ حراء پر تشریف فرما تھے کہ پہاڑ نے ہلنا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا حراء ٹھہر جائے۔ بنی، صدیق اور شہید کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے اُس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر نہیں کیا گیا۔

دونوں روایت کی تخریج مسلم نے کی اور اُسکی تخریج میں تفسیر ہے۔

ترمذی نے مناقب عثمان میں یہ روایت بیان کی اور اُس میں حضرت سعد بن ابی وقاص کا ذکر نہیں کیا اور کہا، اہل مکان اسکن، اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی نے سعید بن زید سے روایت نقل کی ہے اور اس میں حضرت ابوعبیدہ کے علاوہ عشرہ مبشرہ کے باقی تمام افراد کا ذکر کیا ہے۔ غلطی نے اُس سے تخریج کی اور اُس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ میں بھائیوں کو گالی نہیں دیتا بلکہ اُن پر اللہ کی رحمت ہو یا فرمایا اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے۔ پھر کہا وہ حراء پر تھے اور پہاڑ

کانپنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، حراء ٹھہر جا، چنانچہ یہ مفہوم بیان کرتے ہوئے اُس نے حضرت ابوعبیدہ کے علاوہ دیگر مبشرین کا ذکر کیا ہے۔ جہاں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان نفلوں کے ساتھ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حراء پر تشریف فرما تھے کہ پہاڑ کانپنے لگا، آپ نے فرمایا حراء ٹھہر جائے۔ بنی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں، اور اُس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر اور سوائے ابوعبیدہ کے دیگر مبشرین کا ذکر کیا ہے۔

حافظ اسحق بن ابراہیم بغدادی نے جس میں کبار نے مغار سے اور باپوں نے بیٹوں سے روایت کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور اُس میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم حراء پر تھے اور پہاڑ کانپنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حراء ٹھہر جائے۔ بنی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں، پس حراء ٹھہر گیا۔

ایسے ہی اس فصل میں اصحاب ثلاثہ کے مناقب بیان ہونگے جن میں مختلف پہاڑوں کا ذکر ہے، اور اختلاف روایات کو اس واقعہ کے بار بار ہونے پر معمول کیا جائے گا، واللہ اعلم۔

کیا تو نے ہر روایت میں ہر پہاڑ پر ہونے والوں کی تعداد کا اختلاف اور ابوبکر کے لئے صدیقیت کا ظاہر اثبات دیکھا اور اس کے ساتھ وہ مشہور ہیں، اور پانچ اُن حضرات کے لئے شہادت کا اثبات ہے جو پہلی حدیث کو متضمن ہیں پس وہ مقتول شہید ہیں اور دوسرے تین جو باقی احادیث کو متضمن ہیں قتل نہیں ہوئے شائد وہ صدیقیت میں داخل ہوں یا غیر قتل کے دوسرے معنوں میں

شہید ہوں۔ واللہ اعلم۔

حضور کا اہل جنت کو دیکھنا

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنت میں داخل ہونا اور اہل جنت کو دیکھنا آپ کا اور عشرہ مبشرہ سے بعض افراد کا تام امت کے ساتھ وزن کیا جانا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کو دیر ہونا۔

اہل امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں جنت میں داخل ہوا تو اپنے سلمے اُس میں دھنسنے کی آواز سنی پس میں نے کہا یہ کون شخص ہے؟ کہا بلالؓ پس میں آگے بڑھا تو جنت میں فقراء مہاجرین اور مسلمانوں کے بچوں کی اکثریت کو دیکھا اور میں نے دولت مندوں اور عورتوں میں سے کسی کو نہ دیکھا، دولت مند تو جنت کے دروازے پر حساب دے رہے تھے اور عورتیں سرخ سونے اور سرخ ریشم کے لئے ٹکی ہوئی تھیں، پھر ہم جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازے سے نکلے تو وہاں میزان لگایا گیا اُسکے ایک پلے میں مجھے اور ایک پلے میں میری امت کو بٹھایا گیا تو میرا پلہ بھاری تھا، پھر ایک پلے میں ابوبکرؓ کو اور ایک پلے میں میری امت کو بٹھایا گیا تو ابوبکر کا پلہ بھاری رہا پھر ایک پلے میں عمرؓ کو اور ایک پلے میں میری امت کو بٹھایا گیا تو عمر کا پلہ بھاری نکلا، پھر میرے سلمے میری امت کے ایک ایک شخص کو پیش کیا گیا اور وہ گزرتے رہے اور عبدالرحمن بن عوف کو دیر ہو گئی وہ لوگوں کے بعد آئے تو کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا آپ کی طرف میری خلاصی نہ ہو رہی تھی یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ میں آپ کی طرف نہیں دیکھ سکوں گا مگر مشیبت کے بعد آپ

نے فرمایا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا اپنے زیادہ مال کا حساب دینے کی بنا پر،

آپ کے رفقاء و نجباء کا بیان

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کو سات نجیب و رفیق عطا فرمائے گئے، یا فرمایا رقبہ عطا فرمائے گئے، اور مجھے چودہ عطا فرمائے گئے ہیں۔ ہم نے کہا اودہ کون ہیں؟

حضرت علی نے فرمایا! میں، میرے بیٹے، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس کی تخریج ترمذی نے کی، اور تمام راوی نے فوائد میں ان نقلوں کے ساتھ نقل کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک مجھ سے پہلے ہر نبی کو سات نجیب، وزیر اور رفیق عطا کئے گئے، اور مجھے چودہ عطا کئے گئے، حمزہ، جعفر، ابوبکر، عمر، علی، حسن، حسین اور سات قریش سے، ابن مسعود، عمار، حذیفہ، ابوذر، مقداد اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم قریش کی تعداد پر دونوں حدیثیں متفق ہیں، ترمذی نے حضرت مصعب بن عمیر کا نام زائد کیا، اور حوالہ کے علاوہ ہے اُس میں اختلاف کیا ہے، ترمذی نے پانچ کا ذکر کیا ہے اور اُس میں حذیفہ، ابوذر اور مقداد کا ذکر نہیں کیا بلکہ علقمہؓ اور ان تین کا ذکر کیا ہے، ابن مسعود، عمار، اور بلال جبکہ مصعبؓ اور سلمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر نہیں کیا، ان دونوں احادیث سے پندرہ افراد کا اجتماع ہوتا ہے، اور دونوں میں سے کسی ایک میں پہلی حدیث کے ضمن

میں چودہ کی تعداد پوری نہیں ہوتی، بلکہ ترمذی نے بارہ کا ذکر کیا ہے اور تمام راوی نے تیرہ کی تعداد بتائی ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تفصیل کے ساتھ اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ اور اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ اُن سے بعض لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اور میرے بیٹے حسن و حسین، حمزہ، جعفر، عقیل، ابوبکر، عمر، عثمان، مقداد، سلمان، عمار، طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، پس انہوں نے قریش میں سے گیارہ اور اُن کے علاوہ تین کا ذکر کیا۔

ابن سمان نے بھی موافق میں تعداد کی تفصیل بتائی ہے اور امام احمد بن حنبل کی حدیث میں تغیر لفظی سے کہا کہ حضرت علی نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: کوئی نبی ایسا نہیں جسے سات نجباء، رفقاء نہ عطا کئے گئے ہوں، اور مجھے چودہ عطا کئے گئے ہیں، سات قریش سے علی، حسن، حسین، حمزہ، جعفر، ابوبکر، اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سات ہاجرین سے عبداللہ بن مسعود، سلمان، ابوذر، مقداد، حذیفہ، عمار، اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ایک روایت میں یہ چودہ ہیں، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، فاطمہ، حسن، حسین، حمزہ، جعفر، ابن مسعود، بلال، عمار، ابوذر، اور سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا صیغہ مذکور میں داخل ہونا مذکور کے غلبے کی وجہ سے ہے، تو بیشک اُن کا صیغہ اُن کے ساتھ دوبا ہوا ہے اور کلام میں خوشگوار ہے۔

اور اس سے قوم لوط اور اُس کی امثال کی تکذیب ہوتی ہے۔ اور اُن میں عورت اور مذکر کے لئے مخصوص الفاظ ہیں، پس قریش میں عثمان، طلحہ، زبیر اور عقیل چاروں کا ذکر دونوں حدیثوں میں اُن کو متفق نہیں، چنانچہ مجموعی اس حدیث

سے ان چودہ کو جمع کیا گیا ہے، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، فاطمہ، حسن، حسین، جعفر، عقیل، حمزہ، طلحہ، زبیر، اور مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تیرہ افراد قریش سے ہیں اور ابن مسعود، عمار، سلمان، ابوذر، مقداد، بلال اور حذیفہ دیگر مہاجرین سے ہیں۔

جان لو میں ان سے خوش ہوں

سہل بن مالک اپنے باپ سے اپنے دادا کی روایت بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لائے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: اے لوگو، مجھے ابوبکر سے کوئی برائی نہیں پہنچی پس اُس کے لئے یہ بات جان لو، اے لوگو! میں عمر، عثمان، علی، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن العوام، سعد بن مالک، عبدالرحمن بن عوف اور اوتین ہاجرین سے خوش ہوں، پس اُن کے لئے یہ بات جان لو،

اس روایت کی تخریج خلعی نے اور حافظ دمشقی نے اپنی مجمع میں کی ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ارحم اُمتی باسی ابوبکر یعنی ابوبکر برکت الیہ زادہ، مولد میں اور عمر اُن میں اللہ کے دین میں سخت ہیں، اور عثمان اُن میں بہت سچے حیاء والے ہیں، اور ابی بن کعب اُن میں اللہ کی کتاب کے قاری ہیں، اور زبیر بن ثابت اُن میں فرائض کو زیادہ جاننے والے ہیں اور معاذ بن جبل اُن میں حلال و حرام کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

جان لو کہ برائمت کے لئے ایک امین ہے اور اس اُمت کے لئے امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس روایت کی تخریج ابو حاتم اور ترمذی نے کی، اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

طبرانی نے اسے نقل کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 ارحم امتی باستی ابو بکر دار نق امتی لامتی عمر واقفی امتی علی بن ابی طالب۔
 پھر باقی حدیث بیان کی جس معنوں کی حدیث ادھر بیان ہوئی۔
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اچھے مرد ابو بکر ہیں، اچھے مرد عمرؓ ہیں، اچھے مرد معاذ بن عمرو
 بن جحوح ہیں، اچھے مرد معاذ بن جبل ہیں، اچھے مرد ابو عبیدہ بن جراح ہیں اس
 کی تخریج ابو حاتم نے کی، اور ترمذی نے یہ روایت نقل کی اور اس میں مزید ہے
 کہ اسید بن حفیر اچھے مرد ہیں، ثابت بن قیس بن شماس اچھے مرد ہیں،
 اور ان میں سے ایک دوسرے کے نام آگے چھے ہیں، اور کہا یہ حدیث حسن ہے

صحابہ پر درود

ابی بخار سسکی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 الہی ابو بکر پر درود بھیج کیونکہ وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہے، الہی
 عمرؓ پر رحمت بھیج کیونکہ وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہے، الہی عثمان
 پر رحمت بھیج بیشک وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہے، الہی ابو عبیدہ
 بن جراح پر رحمت بھیج پس وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہے، الہی
 عمرو بن عاص پر درود بھیج کیونکہ وہ تیرا اور تیرے رسول کا محب ہے، اس روایت
 کی تخریج ظہبی نے کی ہے۔

محبوب کون؟

شقیق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ کون صحابی ہیں جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھے؟
 انہوں نے فرمایا! ابو بکرؓ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عمرؓ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا!
 ابو عبیدہؓ بن جراح، میں نے کہا پھر کون؟ تو آپ خاموش ہو گئیں،
 یہ روایت ترمذی نے بیان کی اور کہا یہ حسن صحیح ہے،

صحابہ کے لئے حضورؐ کی دعائیں

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الہی تو نے میری اُمت کے لئے میرے صحابہؓ میں برکت فرمائی پس
 انکی برکت سلب نہ فرمانا اور انہیں ابو بکرؓ پر جمع کر دینا اور وہ اُسکے حکم سے مستثنیٰ ہوں
 اور ابو بکرؓ ہمیشہ اپنے امر پر تیرے امر کو موثر رکھے،

الہی عمرؓ بن خطاب کو عزت دینا، عثمانؓ کو صبر دینا، علیؓ کو توفیق دینا، طلحہؓ کو
 بخش دینا، زبیرؓ کو ثابت قدم رکھنا سعدؓ کو سلامتی دینا، عبد الرحمنؓ کو عزت و توقیر دینا اور
 اصحابِ مہاجرین و انصار سے سابقوں الاولاد کو اور نیک تابعین کا میرے ساتھ
 الحاق رکھنا، اور تو نے میرے اصحاب کے لئے ابو بکرؓ میں برکت رکھی پس ان کی
 برکت سلب نہ فرمانا اور ان کو اُس پر جمع رکھنا،

رشتے داروں کے لئے جنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنے اصحاب کے لئے جنت کا سوال
 کیا تو اُس نے یقیناً عطا فرمادی۔

اس روایت کی تخریج ابو الخیر مالکی قزوینی نے کی، ابو عمر ابن عبد البر نے الاستیعاب

میں کہا کہ یہ حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،
میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ میرے رشتہ معاہرت والوں میں
سے کسی کو دوزخ میں داخل نہ کرنا۔

اور اس فضیلت میں جمیع قریش داخل ہیں اور اُمید ہے کہ یہ امر قیامت تک
قائم رہے گا جس کسی کی معاہرت آپ کی ذریت طاہرہ سے ہوگی۔

جنتیں صحابہ کے گھر

ابن ابی ادنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا اے اصحاب محمد اللہ تعالیٰ نے رات کو
مجھے تمہارے گھر دکھائے اور تمہارے گھر میرے گھر سے قریب ہیں پھر آپ نے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ، الکرم کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا!
اے علی کیا تو اس پر خوش ہے کہ تیرا گھر میرے گھر کے ساتھ اس طرح ہوگا۔
جس طرح دو بھائیوں کے گھر ملے ہوئے ہوتے ہیں، حضرت علی نے کہا ہاں یا رسول اللہ
پھر وہ رونے لگے۔

پھر آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کی طرف توجہ دی اور فرمایا میں اُس شخص کا اور اُس کے
باپ کا اور اُسکی ماں کا نام جانتا ہوں کہ جب وہ جنت میں داخل ہوگا تو جنت کا ہر
بالا خانہ اور ساقی خانہ مر جہاں جہاں ہے گا۔ حضرت سلمان فارسی نے عرض کی یا رسول اللہ
یہ کون خوش قسمت ہے؟ آپ نے فرمایا یہ ابو بکر بن ابی قحافہ ہے۔

پھر آپ حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا اے اباحفص پیشک
میں نے جنت میں ایک سفید مین دیکھا جسے کنگورے سفید موتیوں کے تھے، میں
نے رفوان سے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ اُس نے کہا قریش کے ایک جوان کا، مجھے

گمان ہوا کہ یہ میرے لئے ہے تو اُس نے کہا یہ عمر بن خطاب کے لئے ہے پس مجھے
اُس میں داخل ہونے سے نہیں روکا گیا مگر تیری غیرت کو جاننے کے ساتھ اُسے
اباحفص۔ حضرت عمر یہ سن کر رونے لگے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ
پر قربان آپ کے لئے غیرت کیسے

پھر آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف التفات فرما کر کہا اے
عثمان ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور تو جنت میں میرا رفیق ہے۔

پھر آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو
کر فرمایا اے اباعبداللہ! وہ کیا چیز تھی جو تو نے میرے اصحاب کے درمیان بغل
میں چھپا رکھی تھی؟

اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ! مجھ سے لغزش ہو گئی تھی کہ آپ میرے مال
کے بارے میں پوچھیں گے کہ وہ کہاں ہے اور اس میں کونسی چیز ہے!

آپ نے فرمایا! تو نے اُسے خرچ کر دیا اور تیرا گن تھا کہ میں تجھے نہیں دیکھ
رہا ہوں؟

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے سوا اونٹوں
کا ایک تجارتی قافلہ آیا ہے آپ گواہ رہیں میں وہ اونٹ مع مال و اسباب کے
اہل مدینہ میں صدقہ کر رہا ہوں شائد اللہ تبارک و تعالیٰ مجھ سے تخفیف فرمادے،
پھر آپ نے حضرت طلحہ ذریر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا ہر نبی کے
دو حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری تم دو نو ہو۔

اس روایت کی تخریج قاضی ابوبکر یوسف بن فارس نے کی۔
جمعۃ المبارک کا خطبہ نہ چھوڑنے والے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعۃ المبارک کے دن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ مدینہ منورہ میں ایک جماعتی قافلہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اصحاب قافلہ کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ بارہ افراد باقی رہ گئے جن میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اس روایت کی تخریج مسلم نے کی اور اس کے ساتھ تفسیر ہے،
 أم المؤمنين حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو اپنا خلیفہ بناتے تو وہ کون ہوتا؟ انہوں نے فرمایا ابوبکر، پوچھا پھر کون ہوتا؟ فرمایا عمر، پوچھا پھر کون ہوتا؟ فرمایا ابوعبیدہ بن جراح پھر یہ بات ختم کر دی،
 اس روایت کی تخریج مسلم نے کی۔

نزول آیات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد،

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَالرُّسُلَ

یعنی وہ جو اللہ و رسول کے بلائے پر حاضر ہوئے،

کی تفسیر میں فرمایا یہ آیت ستر افراد کے حق میں نازل ہوئی ہے ان میں حضرت ابوبکر و عمر و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں،
 اس روایت کو واحدی اور ابوالفرج وغیرہا نے بیان کیا،
 اللہ تعالیٰ کے ارشاد،

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا

اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں
 کی تفسیر میں عطاء نے کہا یہ آیت کریمہ ان افراد کے حق میں نازل ہوئی ہے
 حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت
 عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت سالم حضرت ابی
 سلمہ حضرت ارقم ابن ابی ارقم، حضرت عمار اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
 اس روایت کو ابوالفرج نے اسباب نزول میں نقل کیا،
 حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ

اور ہم نے ان کے سینوں سے کینے کھینچ لئے۔

آیت کی تفسیر میں فرمایا یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان،
 حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عبدالرحمن بن عوف،
 حضرت سعید بن زید اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں
 نازل ہوئی،

اسکی تخریج خثیمہ بن سلیمان نے کی۔

اس قسم کی روایت ابوصالح نے بیان کی، ابی جعفر نے کہا، یہ آیت حضرت
 ابوبکر و عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی ہے، ان سے

پوچھا گیا یہ کون سی کدورت تھی، کہا یہ زمانہ جاہلیت کی کدورت تھی جو بنی ہاشم، بنی تیم
اور بنی عدی کے درمیان دھبہ جاہلیت میں موجود تھی، پس جب یہ لوگ اسلام لے
آئے تو ان میں محبت ہو گئی اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی ہے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ

”میرے اُن بندوں کو خوشخبری سناؤ جو کان لگا کر سنیں پھر اس کے بہتر پر
چلیں۔“

کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جب
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے تو اُن کے پاس عبدالرحمن بن عوف
عثمان طلحہ زبیر سعید بن زید اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم آئے
اور اُن سے پوچھا تو انہوں نے انہیں اپنے ایمان کی خبر دی تو وہ ایمان لے آئے
پس یہ آیت نازل ہوئی، ”قول ابوبکر۔ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ۔“
اللہ تعالیٰ کے ارشاد۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ

کی تفسیر میں ضحاک نے کہا کہ وہ آئمہ ہیں، حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت
زید، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہم، اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ اُس نویں کو شامل کیا ہے، جب اُس کی
نیت کی سچائی کو جان لیا، مجاہد نے کہا ہر وہ شخص صدیق ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ
ایمان لایا اور یہ آیت تلاوت کی مقاتلان نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو رسولوں میں شکایت
نہیں کرتے جب انہیں رسالت کی خبر پہنچی تو انہوں نے ایک ساعت بھی اُن کی
تکذیب نہ کی، یہ سب واحدی نے بیان کیا، اور ابو الفرج نے اسباب نزول میں
اس کی تخریج کی۔

حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر علیہما السلام اپنے آباءہ اکرام
سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد محمد رسول اللہ والذین کی تفسیر میں فرماتے ہیں وَالَّذِينَ
فَعَلُوا ابوبکر ہیں، اشد علی الکتاب حضرت عمر ہیں، رَحْمَاتُيْنِمْ حضرت عثمان ہیں،
تَوَاحُّهُمْ رَحْمَاتُ سَجْدًا حضرت علی ابن ابی طالب ہیں، يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِنْ اللَّهِ وَرِضْوَانًا
طلحہ زبیر ہیں، سَيِّمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت
عبدالرحمن بن عوف ہیں۔

اس کی تخریج ابن السمان نے لوافقی میں کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

یعنی تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی
کریں اُن سے جنہوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی۔
کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

حق میں نازل ہوئی ہے بدر کے دن اُن کے بیٹے نے اُن کو میدان میں پکارا تو فرمایا
یا رسول اللہ مجھے شک کی اگلی صفوں میں بکلیا گیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اے ابوبکر اپنی ذات سے ہمیں فائدہ پہنچا کیا تو جانتا ہے کہ
تو مجھے میری سمیع اور بصر کی طرح ہے۔

اور یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے کہ اُنہوں نے بدر
کے دن اپنے ماموں عامر بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا تھا۔

اور یہ آیت حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں ہے کہ
اُنہوں نے بدر کے دن شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔

اور یہ آیت حضرت ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے کہ
اُنہوں نے احد کے دن اپنے باپ عبد اللہ بن جراح کو قتل کیا۔

اور یہ آیت حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے کہ اُنہوں
نے احد کے دن اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا، اور یہ آیت بھی۔

وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

اور اگرچہ وہ اُن کے باپ یا اُن کے بیٹے یا اُن کے بھائی یا ان کے کنبے

وہے ہوں۔

باب چہارم

چاروں خلفاء کرام کے مخصوص فضائل

اللہ تعالیٰ کا انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے لئے پسند کرنے
کی خصوصیت کا بیان۔

چاروں کو اللہ نے پسند کیا ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو دونوں جہان
پر پسند فرمایا اور میرے لئے میرے چار اصحاب کو پسند فرمایا اور وہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور
عثمانؓ و علیؓ ہیں۔ پس انہیں میرے بہتر اصحاب مقرر کیا اور میرے تمام اصحاب میں بہتر
بنایا اور میری امت کو امتوں پر پسند فرمایا اور میری امت کے چار زمانے پسند فرمائے
یعنی پہلی، دوسری، تیسری، اور چوتھی قرن۔

اس روایت کو بزار نے اپنی مسند میں نقل کیا اُن سے عبد الحق نے احکام
میں بیان کیا اور ابن سمان نے اسے اپنی کتاب موافق میں مختصراً نقل کیا ہے اور
کہا: آپ نے فرمایا!

میرے اصحاب کو سوائے انبیاء و مرسلین کے تمام جہانوں کے اولیٰں اور
آخرین پر پسند فرمایا ہے۔

تم سے منہ نہ پھیریں

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا اے علی! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں ابو بکر کو وزیر، عمر کو مشیر، عثمان کو سہارا اور مجھے اپنا مددگار بناؤں، پس اللہ تبارک تعالیٰ نے تم چاروں کے متعلق اُم الکتاب میں وعدہ کیا ہے کہ تم سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور تم سے بغض نہیں رکھے گا مگر فاجر، تم میری نبوت کے خلفاء ہو میرے ذمہ کی بیعت لینے والے ہو اور میری اُمت پر محبت ہو، میری اُمت کے لوگ نہ تم سے مقاطعہ کریں نہ تم سے منبر پھریں اور نہ تمہاری نافرمانی کریں۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی اور اسے حضرت حذیفہ سے دوسرے طریق پر بھی روایت کیا۔

چاروں کی محبت مومن کے دل میں جمع ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابو بکر و عمر اور عثمان و علی چاروں کی محبت سوائے مومن کے دل کے جمع نہیں ہوگی۔

اس روایت کو ابن سمان اور ناصر سلامی نے نقل کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان چاروں سے محبت کرنے والے اللہ کے دوست ہیں اور ان سے بغض اور نفرت کرنے والے اللہ کے دشمن ہیں۔

اس کی تخریج ملا نے کی۔

چاروں حضور کو کیسے ہیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابو بکر، عمر اور میری اُمت میں قائم ہے، عمر میرا حبیب ہے اور میری زبان پر بولتا ہے، عثمان مجھ سے ہے اور علی میرا بھائی اور میرا علم بردار ہے۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحمت کرے، اُس نے اپنی بیٹی کو میری زوجیت میں دیا، اور مجھے دائر ہجرت تک لیکر آیا اور غار میں میرا ساتھی بنا اور اپنے مال سے اس نے بلالؓ کو آزاد کر دیا۔

اللہ عمرؓ پر رحم کرے وہ حق کہتا ہے، اگرچہ تلخ ہو، اُس نے اپنا حق اور اپنا پیارا مال چھوڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ عثمانؓ پر رحم فرمائے، اُس سے ملائکہ حیات کہتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ علیؓ پر رحم فرمائے، الہی جبروتہ جائے اُس طرف حق کو پھیر دے۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے اور خلیعی اور ابن سمان نے کی۔

شان ابو بکرؓ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے، تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا، میں تمہیں اپنے

اصحاب میں اختلاف کرتے ہوئے دیکھتا ہوں جب کہ تم جانتے ہو کہ میری اور میرے اہلبیت کی اور میرے اصحاب کی محبت اللہ تعالیٰ نے میری امت پر قیامت تک فرض کر دی ہے، پھر فرمایا ابو بکر کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں یہاں ہوں، آپ نے فرمایا، میرے قریب آؤ پھر آپ نے انہیں سینے سے لگایا اور ان کی پیٹنی کو بوسہ دیا، ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو آپ کے رخساروں پر بہہ رہے ہیں۔

پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا، اے مسلمانوں کے گروہ یہ ابو بکر صدیق ہے، یہ شیخ المہاجرین و انصار ہے، یہ میرا ساتھی ہے، اس نے میری اُس وقت تعدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور اُس وقت مجھے پناہ دی جب لوگوں نے مجھ سے منہ پھیر لیا، اور بلالؓ کو اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا، پس اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو اور تم میں سے موجود شخص غیر موجود کو پہنچا دے پھر فرمایا اے ابو بکر بیٹھ جاؤ، بیشک اللہ تعالیٰ تیرے لئے یہ جانتا ہے۔

اعزاز فاروق

پھر فرمایا، عمر بن خطاب کہاں ہیں، حضرت عمرؓ نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا یا رسول اللہ میں یہاں ہوں آپ نے فرمایا میرے قریب آ جاؤ، وہ قریب ہوئے تو آپ نے انہیں سینے سے لگا کر ان کی پیشانی کو چوما، اور ہم نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے ہیں، پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور بلند آواز سے فرمایا، اے مسلمانوں کی جماعت! یہ عمر بن خطابؓ ہے، یہ شیخ المہاجرین و الانصار ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں

اسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں، یہ وہ شخص ہے جس کے قلب و زبان اور ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے حق اتارا ہے، اس شخص نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے اور اپنا پیلہ مال دے دیا ہے، یہ شخص سچ کہتا ہے اگرچہ کڑوا ہو، یہ شخص اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا، اس کے رعب شیطان الگ ہو جاتا ہے اور یہ اہل جنت کا چراغ ہے، پس اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اُس سے بری ہے اور میں اُس سے بری ہوں۔

شان عثمان

پھر فرمایا عثمان بن عفان کہاں ہیں؟ پس عثمان اُٹھے اور کہا یا رسول اللہ! میں یہاں ہوں، آپ نے فرمایا میرے قریب آؤ، پس وہ قریب ہوئے تو آپ نے سینے سے لگا کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور ہم نے دیکھا کہ آپ کے آنسو رخساروں پر بہہ رہے، اور پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، اے معاشر السلمین یہ مہاجرین و انصار کا شیخ ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اسے اپنی سند اور دو بیٹیوں پر داماد بناؤں، اور اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اس کے نکاح میں دے دیتا، یہ وہ شخص ہے جس سے ملائکہ آسمان پر حیا کرتے ہیں اور اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

مقام علیؓ

پھر آپ نے فرمایا! علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ پس وہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں یہاں ہوں، آپ نے فرمایا میرے قریب آ جاؤ

وہ قریب ہوئے تو آپ نے انہیں سینے سے لگایا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا،
اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو کر آپ کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ آپ
نے بلند آواز سے فرمایا: اے گروہِ مسلمین! یہ شیخ البہاجرین والا نصار ہے، یہ میرا
بھائی اور ابنِ عم اور داماد ہے، یہ میرا گوشت اور خون اور بال ہے، یہ جنت کے
جوانوں کے سردار حسن و حسین بطنین کا باپ ہے، یہ مجھ سے مصیبتوں کو دور
کرنے والا ہے یہ اللہ کا شیر ہے، اور زمین میں اللہ کے دشمنوں پر اللہ کی تلوار
پس اس سے بعض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں
کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اُس شخص سے بری ہے اور میں بھی اُس سے
بری ہوں۔

اور تم میں سے جو موجود ہے وہ غائب کو پہنچا دے پھر فرمایا یا ابا حسن بیٹھ
جائیں، بیشک اللہ تعالیٰ تیرے لئے یہ جانتا ہے،
اس روایت کی تخریج ابوہریرہ نے شرفِ نبوت میں،

چاروں کی محبت نماز کی طرح فرض ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم پر ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ کی محبت
اُسی طرح فرض کی ہے جس طرح تم پر نماز، زکوٰۃ اور روزے اور حج فرض ہیں۔
اس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔

چاروں کی محبت پر مرنے کی دُعا مانگو

محمد بن ذریر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو خواب میں دیکھا تو میں نے آپ کے قریب ہو کر کہا: السلام علیک یا رسول اللہ۔
آپ نے مجھے فرمایا علیک السلام اے محمد بن ذریر تیری کوئی حاجت ہے؟
میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! میں کثیر الحیال اور غریب آدمی ہوں آپ
مجھے ایسی دُعا کی تعلیم دیں جس کے ساتھ میں سفر و حضر میں دُعا کروں اور اُس کیساتھ
اپنے امور میں مدد طلب کروں۔

آپ نے فرمایا: بیٹھ جا! یہ تین کلمات ہیں ان کے ساتھ ہر سختی کے وقت اور
ناز کے وقت دُعا کرنا کہہا کہ پھر آپ نے مجھے فرمایا: کہو!

یا قَدِیمُ الاحسانِ ویا مَنْ کُلِّ احسانٍ ویا مالِکُ الدنْیاءِ وَاٰخِرَتِ،
پھر آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کوشش کر کہ تیری موت اسلام اور
سنت پر ہو اور ان چاروں کی محبت پر ہو یہ ابو بکرؓ ہیں، یہ عمرؓ ہیں، یہ عثمانؓ ہیں اور
یہ علیؓ ہیں ان سے محبت کرنے والے کو آگ نہیں پکڑ سکے گی۔

انبیاء کی نظیریں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی نبی نہیں جس کی نظیر میری اُمت میں نہ ہو۔

پس ابو بکرؓ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں۔

عمر بن خطابؓ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہیں۔

عثمان ابن عفانؓ حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہیں۔

علی بن ابی طالبؓ میری اپنی نظیر ہیں۔ اس روایت کی تخریج علی نے اور
ملاء نے سیرت میں کی۔

طنیت چاروں کی

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابو بکرؓ و عمرؓ کو ایک مٹی سے تخلیق فرمایا ہے اور عثمانؓ و علیؓ کی تخلیق ایک مٹی سے کی ہے، آخر جب فضائل عمرؓ

خیر حاروں کا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کے جسم میں روح داخل کی تو مجھے حکم دیا کہ جنت کا سیب لیکر اس کے حلق میں پھوڑ دے پس جب میں نے سیب ان کے منہ میں پھوڑا تو یا محمد اللہ تعالیٰ نے اُس کے پہلے نقطے سے آپ کو تخلیق فرمایا۔ دوسرے سے ابو بکرؓ کو تیسرے سے عمرؓ کو چوتھے سے عثمانؓ کو اور پانچویں نقطے سے علیؓ کو پیدا فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یہ کون صاحبانِ کرامت ہیں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچوں جسم تیری ذنبت سے ہیں اور یہ میرے نزدیک میری تمام مخلوق سے مکرم ہیں کہا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش واقع ہوئی تو انہوں نے کہا الہی! ان پانچوں اشباح کی حرمت سے جنہیں تُو نے فضیلت عطا فرمائی ہے میری توبہ قبول فرما، پس اللہ تعالیٰ نے اس پر توبہ قبول کر لی۔

عریش پر پانچ نور تھے

امام محمد بن ادریس شافعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اپنی سند سے

روایت کرتے ہیں کہ آپؐ فرمایا! میں، ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ایک ہزار سال قبل عین عرش پر انوار تھے پس جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ہمیں ان کی پشت میں جاگزین فرمایا اور ہم ہمیشہ پاک اصلاب دارحام میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب عبد اللہؓ میں منتقل کیا، ابو بکرؓ کو صلب ابی قحافہ میں، عمرؓ کو صلب خطاب کی طرف، عثمانؓ کو صلب عفان کی طرف اور علیؓ کو صلب ابی طالبؓ کی طرف منتقل فرمایا، پھر تمہیں میرے اصحاب پسند کیا تو ابو بکرؓ کو صدیق، عمرؓ کو فاروق، عثمانؓ کو ذوالنورین اور علیؓ کو دمی مقرر فرمایا، پس جو میرے اصحاب کو گالی دیتا ہے وہ مجھے گالی دیتا ہے جو مجھے گالی دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو گالی دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو گالی دیتا ہے اُسے وہ منہ کے بل آگ میں گرائے گا۔

اس روایت کی تخریج ملا نے اپنی سیرت میں کی۔

جب قیامت قائم ہوئی

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زمین شق ہونے پر سب سے پہلے میں نکلوں گا پھر ابو بکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ پھر اہل بقیع آئیں گے، پھر اہل مکہ کا انتظار کروں گا تو وہ زمین سے نکلیں گے پھر مخلوق قائم ہوگی۔

اس روایت کی تخریج ملا نے کی۔

حضرت عثمانؓ کا حساب نہیں ہوگا

ابن امامہؒ سے روایت ہے کہ میں نے سنا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضورؐ

رسالت مصلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی پہلے کون حساب دے گا؟
آپ نے فرمایا: اے ابوبکرؓ تو،

عرض کی پھر کون؟ آپ نے فرمایا عمرؓ،

عرض کی پھر کون؟ آپ نے فرمایا علیؓ،

عرض کی تو عثمانؓ؟ آپ نے فرمایا میں نے اُس کا حساب اپنے رب سے سوال کر کے اپنے لئے ہمہ کر دیا اُس کا حساب مجھے بخش دیا گیا ہے، اس روایت کی تخریج المنجدی نے کی،

قتیریح، ابوبکر حافظ بغدادی نے کہا دوسری روایت میں ہے کہ میری حاجت کو مخفی طور پر پوری کر یہ اللہ تعالیٰ سے حضرت عثمانؓ کا حساب پر مشیدہ طور پر لینے کا سوال ہے، تو دو روایات کے درمیان تضاد نہیں بلکہ پہلی روایت اُن کا حساب لوگوں کے درمیان جبراً لینے کے سوال پر محمول ہوگا، تو آپ کے لئے ہمہ ہوا، اس کے اور اُس روایت کے درمیان اس کا اجتماع ہے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں بعض طرق سے آئی ہے کہ اُن کا حساب نہیں ہوگا، یہ روایت اُن کے خصائص میں آئے گی اور سب سے پہلے حساب لینے کے معنی یہ ہونگے کہ اُن کو سب سے پہلے حساب کے لئے اُٹھایا جائے گا کیونکہ سب سے پہلے زمین اُن کے لئے شق ہوگی جیسا کہ پہلے بیان ہوا پھر حساب نہیں ہوگا،

جنت کی بشارت

ابی حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کیا تو آپ کو مدینہ منورہ کے احاطہ میں درخت یا کھجور کے درخت کے نیچے استراحت فرماتے پایا، مجھے آپ کو بیدار کرنا گوارا نہ ہوا میں نے کھجور کے پتوں

کو توڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے، پھر آپ نے مجھے فرمایا جنت کی بشارت ہو دو دوسرے کو تیسرے کو اور چوتھے کو بشارت ہو، پس ابوبکرؓ آئے تو انہوں نے احاطہ کے پیچھے سے اجازت طلب کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے انہیں جنت کی بشارت دی،

پھر حضرت عمرؓ آئے تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا، اور آپ نے انہیں بھی جنت کی بشارت دی،

پھر حضرت عثمانؓ آئے تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا، اور آپ نے انہیں بھی جنت کی بشارت دی،

پھر حضرت علیؓ آئے اور انہوں نے بھی ویسا ہی کیا تو آپ نے انہیں بھی جنت کی بشارت دی،

اس روایت کو ابوبکر اسماعیلی نے معجم میں نقل کیا ہے،

کعب بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے جنتی اشخاص کی خبر دوں؟

ہم نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا، نبی جنت میں، مدینہ جنت میں، اور وہ شخص جو اپنے جنتی بھائی کی اللہ کی راہ میں زیارت کرتا ہے، اس روایت کی تخریج خیشہ بن سلیمان نے کی، اور اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے صدیقیت اور باقی تینوں اشخاص کے لئے شہادت کا اثبات ہوتا ہے۔

جنت میں داخل ہونے والے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نکیہ لگائے مدینہ منورہ کے دروازے

سے نکلے، آپ نے بایاں ہاتھ مبارک حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر رکھا ہوا تھا، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے تھے، آپ نے فرمایا یہ سب جنت میں داخل ہوں گے اور جو ان میں فرق کرتا ہے اُس پر اللہ کی لعنت ہے۔

کوثر پلانے والے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میرے حوض کے چار ارکان ہیں پہلا رکن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا، دوسرا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا، تیسرا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اور چوتھا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا، پس جو ابوبکر سے محبت اور عمر سے بغض رکھے گا، اُسے ابوبکر پانی نہیں پلائیں گے، اور جو علی کا محب اور عثمان ذوالنورین کا بغض ہوگا اُسے علی پانی نہیں پلائیں گے اور جو ابوبکر سے محبت کرے گا تو بیشک وہ دین پر قائم ہوگا، اور جو عمر سے محبت کرے گا، اُس کا راستہ واضح ہوگا، اور جو حضرت عثمان سے محبت کرے گا، وہ اللہ کے نور کے ساتھ ظاہر ہوگا اور جو حضرت علی سے محبت کرے گا بیشک وہ عروۃ الوثقیٰ سے تسک کرے گا۔ اس روایت کو ابوسعید نے شرف نبوت میں نقل کیا، اور اسے غیلانی نے روایت کیا اور کہا! ان چاروں کا مقام محبوب ہے۔

جنت میں داخل کرنے والے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مناد قیامت کے دن عرش کے نیچے سے منادی کرے گا، اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟ پھر ابوبکر و عمر اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آئیں گے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کہا جائے گا جنت کے دروازے پر ٹھہر جائیں اور جسے چاہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ داخل کریں، پھر جسے چاہیں اللہ کے علم کے ساتھ بلائیں، اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے کہا جائے گا! میزان کے پاس ٹھہر جائیں، جسے چاہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ بھاری کریں اور جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ہلکا کریں، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے درخت آئیں گے اور انہیں کہا جائے گا دونوں پہن لیں، میں نے دونوں کو تیرے لئے اُس وقت بتایا جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عصلۃ مزین عطا کیا جائے گا، جو اُس درخت سے بنایا گیا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جنت میں لگایا ہوگا۔

عرش پر کیا لکھا ہے

حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہما السلام اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں عرش پر لکھے چوٹے کی خبر دوں، ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا عرش پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان الشہید علی الرضا۔

ابوسعید نے اس روایت کی تخریج شرف نبوت میں کی

لوا الحمد پر کیا لکھا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوہاء الحمد کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا اُس کے تین پرت ہوں گے، اُن دونوں میں سے ہر گوشہ آسمان اور زمین کے درمیان ہوگا، پہلے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورۃ فاتحہ لکھی ہوگی، دوسرے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مرقوم ہوگا، اور تیسرے پر ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور علی المرتضیٰ لکھا ہوگا۔

اس روایت کی تخریج ملا نے کی۔

خلافت راشدہ تیس سال رہے گی

حضرت زینبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میرے بعد خلافت تیس سال ہے پھر بادشاہی ہوگی، فرمایا ابوبکرؓ کی خلافت دو سال عمرؓ کی خلافت دس سال، عثمانؓ کی خلافت بارہ سال اور علیؓ کی خلافت چھ سال ہوگی۔

علی بن جعد نے کہا میں نے حماد سے کہا سفینہ خلافت کے رُک جلنے کے قائل ہیں کہا ہاں۔

اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے کی، اور یہ اُس سے مضامین رکھتی ہے۔ جس کا ذکر خلافت علیؓ میں اہل تاریخ نے کیا، اور بیشک وہ چار سال آٹھ ماہ ہے، اور صحیح مدت ولایت میں چار سال ہیں، اور بیشک یہ دو سال تین ماہ دس دن حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے، دس سال چھ ماہ پانچ دن خلافت عمرؓ کے بارہ دن کم بارہ سال خلافت عثمانؓ کے اور چار سال آٹھ ماہ خلافت علیؓ کے اور اس مدت پر تیس سال و قربت کا اطلاق ہوگا۔

یا پھر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت محسوبہ کی مدت اس مدت

سے ہے، اور اُس سے تیس سال کی تکمیل ہوئی۔

خلافت نبوت تیس سال ہے۔

حضرت سعد بن ابی خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، خبردار اور بیشک میرے بعد چار خلفاء ہیں، اور میرے بعد خلافت نبوت و رحمت تیس سال ہے، پھر خلافت پھر بادشاہت، پھر جبریہ اور طواغیت پھر عدل و انصاف، اور جبر و دہر اس اُمت کا اقل و آخر بہتر ہے، اس روایت کی تخریج ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اس خلافت کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھوا اور دوسرے خلیفہ عمرؓ ہیں اور تیسرے خلیفہ عثمانؓ ہیں، اور اسے میرے ساتھ ختم کیا، اور نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم فرمائی۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت تک دُکھا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک کہ آپ نے مجھ سے یہ عہد لیا کہ میرا میرے بعد ابوبکرؓ کو ملے گا پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو پھر میری طرف آئے گا اور لوگ مجھ پر مجتمع نہیں ہوں گے، اور آپ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس سال نہیں فرمایا یہاں تک کہ مجھ پر یہ راز ظاہر فرمایا کہ میرے بعد میری ولایت ابوبکرؓ کو ملے گی پھر اس مفہوم کی حدیث بیان فرمائی جو پہلے بیان ہوئی اور اس میں یہ نہیں کہا کہ علیؓ پر لوگ جمع نہیں ہوں گے۔

تسویح، اور اس حدیث میں اُس روایت سے بعد ہے کہ

حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے چھ ماہ پیچھے رہے اور اس کی نسبت اس ع

کی مثل میں حدیث بھول جانے کی طرف کی جائے گی کہ پھر انہوں نے حضرت عثمان کے امر خلافت میں توقف فرمایا جو اس کی تائید کرتا ہے کہ آپ کو حدیث بھول گئی تھی۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس پر عہد لیا تھا تو آپ توقف نہ فرماتے۔

خلافت ملے تو کیا کرو گے

ابوبکر بنی نے اپنے اسیخ سے جس چیز کی خبر دی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو فرمایا اے ابوبکر اگر میرے بعد تجھے امر خلافت ملے تو تو کیسے کرے گا؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے پہلے مجھے موت آجائے۔

آپ نے فرمایا اے عمر تو کیسے کرے گا؟

حضرت عمر نے عرض کی میں ہلاک ہو جاؤں جب آپ نے حضرت عثمان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کھاؤں گا اور کھلاؤں گا اور تقسیم کروں گا اور بے انصافی نہیں کروں گا، آپ نے فرمایا یا علی تو کیسے کرے گا؟

انہوں نے عرض کی اُس قدر کھاؤں گا جس سے زندہ رہ سکوں آواز ہست رکھوں گا پھلوں کو تقسیم کروں گا اور انگشت نائی سے بھول گا۔

آپ نے فرمایا تم سب عنقریب مجھے ملو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال تمہیں دکھائے گا۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی۔

آسمانی دُول کا پانی

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ آسمان سے دُول اُترا پس حضرت ابوبکر آئے تو انہوں نے اُس سے تھوڑا سا پانی پیا، پھر حضرت عمر آئے تو انہوں نے اُسے کھینچا اور سیراب ہو کر پانی پیا پھر حضرت عثمان آئے تو انہوں نے اُسے کھینچا اور پیاس بجھائی پھر اُس سے اُس پر کوئی چیز گر پڑی پس یہاں تک کہ سیراب ہو کر پیا پھر حضرت علی آئے تو اُس کی رسی پکڑ کر کھینچا تو وہ مضطرب ہو گئی پس آپ نے پانی پیا، اخرجہ المجندی تشریح، تھوڑا پانی پینے سے آپ کی کم مدت خلافت کی طرف اشارہ ہے اور یہ دو سال ہے اور حضرت عمر کی مدت خلافت دس سال ہے۔

کھیتی اور اُس کا مشجر

وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ عَنُورٌ أَخْرَجَ شَطَاؤُهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْدٍ

اور اُن کی مثل انجیل میں جیسے کھیتی کہ اُس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے اپنی سوئی کو قوی کیا اور پھر وہ اور موٹی ہوئی اور پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

۱۔ ذرہ۔ یعنی کسیتی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ شطاء۔ یعنی اُس کی بُئی حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ فاؤنہ۔ یعنی سوئی کی قوت۔ حضرت عمر فاروق ہیں۔ فاستغظ۔ یعنی سوئی کا طاقت ور ہونا تو یہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہے، اور اُس کہتے پر سیدھی کھڑی ہونا حضرت علیؓ کے ساتھ ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔
اس روایت کی تخریج جوہری نے اور لمالی میں ابن عبد اللہ نے کی ہے۔

سورۃ العصر کی تفسیر

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورۃ العصر پڑھ کر عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اس سورت کی تفسیر کیا ہے؟
آپ نے فرمایا: وَالْعَصْر۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دن کے آخر کیساتھ قسم ہے۔
إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ۔ سے مراد ابو جہل بن ہشام
إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا۔ سے مراد ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سے مراد حضرت عمرؓ اور دو اصولیہ الحق۔ سے مراد عثمان عفانؓ ہیں۔
وَتَوَّابُوا بِالْعَمْرِ۔ سے مراد علی ابن ابی طالبؓ ہیں۔
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان و علی کی انفیلت بیان کرتے تھے۔
اس روایت کی تخریج ابو الحسن حزی نے کی۔

حضرت علیؓ سے ترتیب افضلیت

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

کی خدمت میں عرض کی اے امیر المومنین یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں بہتر کون ہے؟

آپ نے فرمایا: ابوبکرؓ
میں نے عرض کی: پھر کون؟
آپ نے فرمایا: عمرؓ
میں نے عرض کی: پھر کون؟
آپ نے فرمایا: عثمانؓ
میں نے عرض کی: پھر کون؟
آپ نے فرمایا: امیں۔

اس روایت کی تخریج ابوالقاسم نے اپنی کتاب میں کی۔
حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے خطاب کرتے ہوئے محمد ایک طویل خطبہ کے آخر پر فرمایا جان لو بیشک اُن کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خیر الناس ابوبکر صدیقؓ ہیں پھر عثمان ذوالنورینؓ اور پھر میں اس کے ساتھ قہادی گردنوں اور قہادی پشتوں کے پیچھے ماروں گا پس قہادے لئے مجھ پر کوئی حجت نہ ہوگی، یعنی اگر تم انکار کرو گے تو میں اس چھڑی کے ساتھ ماروں گا۔

اس روایت کو ابن سمان نے موافق میں نقل کیا،
حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ میرے خلفاء پر رحم فرمائے؟

لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں؟
آپ نے فرمایا: جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث اور میری سنت کو اُن میں دیکھیں گے تو لوگ اُسے جان لیں گے۔

اس روایت کی تخریج نظام الملک نے کی اور اس کے یہ الفاظ ہیں اگرچہ عام بات ہوگی لیکن قرینہ سے خاص ہو جائے گی اور مجھ پر اسے محمول کرنا اُن پر تعمیم سے زیادہ قریب ہے۔ واللہ اعلم

خلفائے اربعہ ابن عباس کی نظر میں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: خدا اُن پر رحم فرمائے وہ قرآن کی تلاوت کرنے والے، شر کو مٹانے والے، منکر سے روکنے والے، معروف کا حکم دینے والے، اللہ کے لئے صبر کرنے والے، فحشاء کی طرف میلان نہ کرنے والے، قائم اللیل، صائم النہار، اللہ کے دین کو جاننے والے، اللہ سے ڈرنے والے، محرم سے اجتناب کرنے والے، موبقات سے خیر کرنے والے، اپنے ساتھیوں پر فوقیت رکھنے والے، رعایت اور قناعت کرنے والے، زیادہ احسان کرنے والے امانت دان تھے، جو اُن پر طعن کرے اللہ تعالیٰ اُسے قیامت تک عقوبت میں رکھے۔

پوچھا: جب وہ خلیفہ تھے تو اُن کی مہر کا نقش کیا تھا؟
فرمایا: عبد ذلیل رب جلیل۔

پوچھا: حضرت عمرؓ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

فرمایا: اللہ تعالیٰ ابی حفص پر رحم فرمائے، خدا کی قسم! وہ اسلام کے حلیف یتیموں کی پناہ گاہ، محل ایمان، منتہی الاحسان، اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے کمزوروں کے ماہر، خلفاء کی دانائی، حق کا قلعہ، لوگوں کے مددگار، اللہ کے حق کے ساتھ صبر کے ساتھ احتساب کرنے والے، یہاں تک کے دین ظاہر ہوا اور دین باطن فتح ہوئے

اور اللہ تعالیٰ عز وجل کا ذکر تلال و بقاع تک پہنچا۔ نرمی سختی میں اللہ کیلئے بادقاسم ہر وقت اُس کا شکر کرنے والے پس اللہ تعالیٰ اُن سے بغض رکھنے والے پر قیامت تک گرفتِ عقوبت رکھے۔

پوچھا: جب وہ خلیفہ تھے تو اُن کی مہر کا نقش کیا تھا؟

فرمایا: اُس پر نقش تھا، اللہ العین لمن صبر۔

پوچھا: آپ حضرت عثمانؓ کے حق میں کیا کہتے ہیں؟

فرمایا: اللہ ابی عمر پر رحم فرمائے خدا کی قسم! وہ نیکوں کے افضل، خدام کے اکرم، بہت زیادہ استغفار کرنے والے، مسکینوں کے ساتھ جاگنے والے، ذکرِ جہنم کے وقت جلد آنسو بہانے والے، اس میں ہمیشہ فکر کرنے والے، شبِ روز مدد کرنے والے، ہر بزرگی کو پیکر حاصل کرنے والے، ہر نجات کی طرف کوشش کرنے والے، ہر ہلاکت سے بھاگنے والے، وفی، تقی، حفی، جیشِ عسرت کے لئے سامان دینے والے، صاحبِ بھر و مدد۔

اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں اللہ تعالیٰ انہیں شہید کرنے والے پر قیامت تک اپنی گرفت قائم رکھے۔

پوچھا: اُن کی خلافت کے زمانہ میں اُن کی مہر کا نقش کیا تھا؟

فرمایا: اُس پر لکھا تھا: اَللّٰهُمَّ اٰمِنِیْ سَعِیْدًا وَاٰمِنِیْ شَہِیْدًا۔ پس خدا کی قسم وہ زندگی میں سعید رہے اور شہادت کی موت پر فائز ہوئے۔

پوچھا: آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں کیا کہتے ہیں؟

فرمایا: اللہ تعالیٰ ابی الحسن پر رحم فرمائے! خدا کی قسم وہ علم الہدیٰ، کبھف التقیٰ، طود النہیٰ، محل الحُجی، عین الندریٰ اور علم درئی کے منتہی تھے۔ وہ اندھیروں میں چمکتا ہوا نور تھے، وہ حجتِ عظمیٰ کی طرف بلانے والے، وہ عروۃ الوثقیٰ کو پکڑنے والے

تقریب کا خلعت اور ردائیں تن کرنے والے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد شہید غجوی سے مکرّم ہونے والے، صاحبِ قبلتین، ابوسبّین، زوجِ خیر النساء علیہا السلام، پس اُن پر کسی کو فتیت نہیں، میری آنکھوں نے اُن کی مثل کسی کو نہیں دیکھا اور نہ کسی کو اُن کی مثل سنا، جنگ میں شجاعت کے پیکر، اقران اور گیدڑوں کے ابطال کے لئے قتال کرنے والے، پس اُن سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے بندوں کی قیامت تک لعنت ہو۔

پوچھا! اُن کی خلافت کے زمانہ میں اُن کی ٹہر کا نقش کیا تھا؟
فرمایا! اُس پر لکھا تھا، اللہ الملک

اس روایت کی تخریج کمال اصفہانی اور ابوالفتح قواس نے کی۔

خلفاء اربعہ امام جعفر صادق کی نظریں

مفضل بن عمر اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا!

بیشک حضرت ابوبکر صدیق تھے، اُن کا دل مشاہدہ ربوبیت سے بھرا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُس کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا، وہ لا الہ الا اللہ کا دردِ کثرت سے کرتے تھے،

اور حضرت عمرؓ! اللہ تعالیٰ کی عظمت کے پہلو میں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو چھوٹی اور حقیر سمجھتے اور غیر اللہ کے لئے تعظیم کو نہ دیکھتے اُن کا درد اکثر طور پر اللہ اکبر ہوتا۔

اور حضرت عثمانؓ! اللہ تعالیٰ کے ماسواہ کو معلول دیکھتے جب اُس کا رجوع

قنار کی طرف ہوا اور وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے تترہیم کو نہ دیکھتے اُن کا درد سبحان اللہ تھا۔

اور حضرت علی ابن ابی طالبؓ کا ثنات کے نگہ کو اللہ تعالیٰ سے دیکھتے اور قیام کا ثنات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھتے اور کا ثنات کا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے اُن کا اکثر کلام الحمد للہ تھا۔
اس روایت کو ابن الجندی نے اربعین میں نقل کیا۔

خلفاء کی موافقت رسول

روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزوں سے محبت ہے، خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے،

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میں بھی دنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں، آپ کے رُخ انور کی زیارت کرنا، آپ پر خرچ کرنے کے لئے مال جمع کرنا، آپ کی طرف آپ کی قرابت کے ساتھ توسل حاصل کرنا۔

حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میں دنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں، بٹو کے کوکھنا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا اور برہنہ کو کپڑے پہنانا۔

حضرت علی ابن ابی طالبؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے دنیا سے تین چیزیں پسند کی ہیں، گرمیوں میں روزے رکھنا، غروب آفتاب کے وقت پڑھنا اور آپ کے سامنے نلوام کی سرب لگانا۔

اس روایت کی تخریج ابن الجندی نے کی۔

باب پنجم

اصحاب ثلاثہ کے مخصوص فضائل

آپس میں موازنہ اور ایک دوسرے کا رحمان

قبل ازیں تیسرے باب میں اس سے قدرے بیان ہو چکا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک ترانہ اتر رہا ہے اُس میں آپ کو اور ابوبکرؓ کو وزن کیا گیا تو آپ کا پلہ بھاری تھا، پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ کو وزن کیا گیا تو ابوبکرؓ بھاری تھے، پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو تولایا تو عمرؓ کا پلہ بھاری تھا، پھر ترانہ کو اٹھایا گیا، فاستا بہا، یہ آپ کو پسند نہ تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ خلافت نبوت ہے پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا فرمائے۔

اسے ابو داؤد نے اور بخاری نے مصابیح فی الحسان میں روایت کیا اور حافظ ذہبی نے موافقات میں نقل کیا۔

خیشم بن سلیمان نے یہ الفاظ زائد بیان کئے کہ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نے دیکھا گویا کہ آسمان سے ایک ترانہ اتر رہا ہے ایک پلے میں آپ اور ایک پلے میں ابوبکرؓ بیٹھے تو آپ کا پلہ نیچے تھا اور

ابوبکرؓ کا پلہ اُپر اٹھ گیا، جب عمرؓ کو ابوبکرؓ کے ساتھ تولایا گیا تو عمرؓ کا پلہ اُپر اٹھا ہو گیا پھر حضرت ابوبکرؓ اٹھ گئے اور حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کو تولایا گیا تو حضرت عثمانؓ کا پلہ اُپر اٹھا ہو گیا، اور یہ قول کہ فاستا بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناپسندیدگی پر محمول ہوگا کہ افضلیت و کنارہ کے درجات کا حصر کیا جائے اگرچہ اس سے زیادہ ہوں پس اللہ تعالیٰ ہی تفصیل کو جانتا ہے، فباہ کے بارے میں بیان ختم ہوا۔

تمام امت کے ساتھ ہر ایک کا پلہ بھاری ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو سورج طلوع ہونے کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا! میں نے فجر سے پہلے دیکھا گویا کہ مجھے مقالید و موازین عطا کر دیے ہیں مقالید تو یہ چابیاں ہیں اور موازین ترانہ جس میں میرے ساتھ میری امت کو تولایا گیا تو میرا پلہ بھاری تھا، پھر ابوبکرؓ آئے تو میری امت کو اُنکے ساتھ وزن کیا گیا تو ابوبکرؓ بھاری تھے پھر عمرؓ آئے تو امت کے ساتھ اُن کا وزن کیا گیا تو عمرؓ کا پلہ بھاری تھا پھر عثمانؓ آئے تو انہیں امت کے ساتھ تولایا گیا تو عثمانؓ کا پلہ بھاری تھا پھر ترانہ کو اٹھایا گیا۔

اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں کی۔

ایک روایت میں ہے کہ اُن سے مکان وزن کیا گیا تو اُن کے ساتھ بھاری ہوا، اس کی تخریج ابوالخیر قزوینی نے ابوعبید بن جریج میں کہتا ہوں! تمام امت کے اتفاق پر اُن میں سے ہر ایک اپنی خلافت کے اعتبار سے تمام امت پر بھاری ہے گویا کہ اُن کے ساتھ بیٹھنا اور اُن کے ساتھ اٹھنا اور میزان کا اٹھ جانا اختلاف

کی طرف اشارہ ہے۔

اس روایت اور اُس روایت کے درمیان تضاد نہیں ہو آگے آئے گی جس میں خلافت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور اُن کے مناقب پر اسناد لال ہے۔
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے رات کو خواب میں دیکھا جیسا کہ میرے اصحاب سے تین کا وزن کیا گیا ہے۔

پس ابوبکرؓ کو تو لا گیا تو پورا وزن تھا، پھر عمرؓ کو تو لا گیا تو پورا وزن تھا پھر عثمانؓ کو تو لا گیا تو ہمارے دونوں اصحاب سے کم وزن تھا اور وہ صالح ہے۔
 قشیریم، اس کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی ان دونوں کو ہر ممکن حد تک دونوں حدیثوں کے مابین متغائر معنوں پر حمل کیا جائے گا اور یہ دونوں کے ملائیے سے بہتر ہے۔

آپ کا فرمان راجح یعنی بھاری ہونا معنی مذکور پر حمل ہوگا، اور آپ کا قول: **قُوزُن**، یعنی پورا وزن ہوا، اُن کی آراء کی رائے کے لئے موافقت پر محمول ہوگا تو بیشک حضرت عثمان کی رائے کو ابوبکر و عمر کی رائے سے وزن کیا جائے تو اُن دونوں کی رائے اُس کے ساتھ موزون و معتدل آئے گی وہ دونوں رائے میں اُس کی مخالفت نہیں کرتے، اور اگر بادی النظر میں اتفاق اس کے خلاف ہوگا تو دونوں صواب والوں میں اُس کی طرف رجوع کریں گے دونوں اُس کی رائے کا حق کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں گویا کہ اُس کے ساتھ ہیں جیسا کہ دونوں نے مرتدین کے قتال میں اور اس قسم کے معاملات میں کیا، اور یہ معنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاملہ میں نہیں ہیں تو بیشک وہ بہت سے واقعات ہیں اُن کی رائے کے مخالف تھے، اور اُن کی طرف انہوں نے رجوع نہیں کیا، بلکہ اُن پر اپنے انکار پر اصرار کیا۔

یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے، باوجود اس کے وہ حق پر تھے جس کی وہ احادیث شاہد ہیں جو اُن کے خصائص میں آئیں گی، باوجود اس کے وہ ایک صالح شخص تھے اس پر یہ حدیث شاہد ہے، پس اُن کا وزن کم ہونا اُس چیز سے ہے جو شیخین کے اُن کے موازنہ سے قبل ثابت ہے، اور یہ اُس اعتبار سے ہے جس کا ہم نے ذکر کیا نہ یہ کہ اُن کی رائے میں کم نیکے، ان کا نکلنا حق پر ہو گا اور وہ کیسے حق سے نکل سکتے ہیں جب کہ وہ ایک صالح شخص تھے، پس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احوال میں کامل تھے اُن سے حق سے کوئی چیز نہیں نکلی۔ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس اصل میں اشتراک کے ساتھ مذکور ہیں اور اس قسم کی مزید بزرگی میں ملاہست کے ساتھ اُن سے اکمل تھے، پس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمی اُن دونوں کی اکلیت سے ہے، اس کے علاوہ سے نہیں، پس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں میں سے ہر ایک اُمت کے ساتھ بھاری ہوئے اور اُنہوں کا وزن مذکورہ اعتبارات سے ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اُمت کے ساتھ بھاری ہونا اور اُن سے پورا نہ ہونا اعتبار مذکور کے ساتھ ہے، اور اسے ان کے درمیان موازنہ پر حمل کرنا ممکن نہیں جیسا کہ اُس شخص کا خواب دو وجہوں کے لئے مقدم ہے،

اول، یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی رائے کی اُمت کے ساتھ موازنہ کی خبر دی ہے تو یہ اس پر پہلی قید پر مطلقاً محمول ہوگا دوسرے موازنہ کے اعتقاد سے اُس شخص کے خواب کی موافقت کے لئے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنفسہ خبر نہیں دی۔

دوم، یہ کہ سیاق و سباق اس پر اُس کے حمل سے خبر دیتا ہے، تو بیشک آپ نے فرمایا، ابوبکرؓ کو تو لا گیا تو وہ پورا اُترا، تو اس کا معنی اس تقدیر پر ہوگا کہ حضرت

عرشے ساتھ وزن کیا گیا تو اُس کے ساتھ بھاری نکلا جیسا کہ اُس شخص کے خواب میں ہے، پھر فرمایا کہ عمر کو تولایا تو پورا اتر یعنی حضرت عثمانؓ کے ساتھ پھر فرمایا کہ عثمانؓ کو تولایا تو اس کا اقتضا ہے کہ انہیں بغیر حضرت عمرؓ کے تولایا کیونکہ پہلے جگہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ اُن کو تولایا گیا ہے، تو اس خواب میں اُن کے علاوہ کا ذکر نہیں پس جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا اسی طرف ٹوٹنا ہوگا۔

اصحاب ثلاثہ کا نام عرش پر

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہما السلام اپنے آباؤ اجداد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے معراج کی رات عرش پر لکھا ہوا دیکھا،
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیقؓ عمر الفاروقؓ طلحہؓ شہید کئے گئے عثمانؓ زوانہؓ
اس روایت کی تخریج دیباج نے کی، ابو سعید نے اسے شرف النبوة میں نقل کیا اور اُس میں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر بھی کیا جس کا بیان پہلے باب میں گذر چکا ہے،

اصحاب ثلاثہ کا نام جنت کے ہر پتے پر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،
جنت کے ہر درخت کے ہر پتے پر لکھا ہوا ہے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عثمانؓ زوانہؓ

اس روایت کی تخریج صاحب دیباج اور امام ابو الخیر قرطبی نے کی ہے۔

کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

حضرت سید بن یزید سالی سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس میں اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا، میں نے اسے غنیمت جانا اور اُن کے پاس بیٹھ گیا اور کہا کہ حضرت عثمانؓ کی قوم کا حال بیان کریں؟ انہوں نے فرمایا نہیں میں حضرت عثمانؓ کے بارے میں سوائے خیر کے کوئی بات نہیں کروں گا بعد اُس کے کہ جو بات میں نے اُن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں دیکھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپؐ کی خلوتوں میں پردی کرتا تھا آپؐ ایک دن ایسے اور ایسے مقام تک تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھ گئے تو میں نے حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا اللہ آپؐ کے پاس بیٹھ گیا، آپؐ نے فرمایا: اے ابو ذر تیرے ساتھ کیا چیز آئی ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسولؐ، پس ہم ایسے ہی ذکر کر رہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ تشریف لے آئے اور سلام کہنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں طرف بیٹھ گئے، آپؐ نے پوچھا: اے ابوبکر تیرے ساتھ کیا چیز آئی ہے؟ عرض کی اللہ اور اُس کا رسولؐ پھر حضرت عمرؓ تشریف لائے اور سلام کہنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے داہنی طرف بیٹھ گئے، آپؐ نے پوچھا: اے عمر تیرے ساتھ کیا ہے؟ عرض کی اللہ اور اُس کا رسولؐ پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور سلام عرض کرنے کے بعد آپؐ کی بائیں طرف بیٹھ گئے آپؐ نے پوچھا: عثمانؓ تیرے ساتھ کیا ہے؟ عرض کی اللہ اور اُس کا رسولؐ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات یا نو کنکریاں اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھیں، تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے اُن سے

لمکیوں کی بھینٹا ہٹ جیسی آواز سنی پھر رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں، آپ نے پھر اٹھا کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے اُن سے لمکیوں کی بھینٹا ہٹ کی آواز سنی انہیں رکھ دیا گیا تو خاموش ہو گئیں پھر حضور رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اٹھا کر حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر رکھ دیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے اُن سے لمکیوں کے بھینٹانے کی آواز سنی پھر انہیں زمین پر رکھ دیا تو خاموش ہو گئیں پھر آپ نے انہیں زمین سے اٹھا کر حضرت عثمانؓ کی پھیلی پر رکھ دیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے لمکیوں کی بھینٹا ہٹ جیسی آواز سنی پھر انہیں زمین پر ڈال دیا تو خاموش ہو گئیں۔

احمد ٹھہر جا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحد پر چڑھے تو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کی اتباع کی پس اُن کے ساتھ پہاڑ پہننے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں کی ٹوکری لگا کر فرمایا، اُحد ٹھہر جا، تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہیدوں کے علاوہ کوئی نہیں۔

(مسند احمد، بخاری، ترمذی، ابوجاتم)

حرا ٹھہر جا

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرا پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ تھے۔ انہوں نے لگا تو آپ نے فرمایا، حرا ٹھہر جا، بیشک تجھ پر نبی مگر نبی۔

یا مدین یا شہید

اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی

حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تیسرے باب میں سلم وغیرہ کی حدیث گذر چکی ہے، جس میں حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر زیادہ تھا۔

شبیر ٹھہر جا

حضرت ثامہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبیر مکہ پر تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ اور میں تھا، پس پہاڑ پہننے لگا یہاں تک کہ اُس کے پتھر پہاڑ سے الگ ہو کر گرنے لگے، تو آپ نے اپنے پاؤں کی ٹوکری لگا کر فرمایا، شبیر ٹھہر جا، بیشک تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں،

جنت کی ایک اور بشارت

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد نبوی میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتلایا آپ کا رخ اس طرف تھا وہ اُس نشانی پر چلتے ہوئے بڑا ریس پر پہنچے تو اُس کے کھجور کی شاخ کے بنے ہوئے دروازے کے پاس بیٹھ گئے، حضور رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضاے حاجت کے بعد تشریف لائے اور وضو فرمایا تو وہ آپ کی طرف کھڑے ہو گئے،

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ نہیں۔

منڈیر پر تشریف فرما ہو گئے تو میں اُس روز آپ کا بواب بن کر دروازے پر بیٹھ گیا۔

پس حضرت ابوبکر تشریف لائے اور دروازہ ہٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟
کہا ابوبکرؓ میں نے کہا آپ کا پیغام پہنچاتا ہوں پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا
اور عرض کی ابوبکرؓ اجازت طلب کرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا اُسے اجازت ہے اور اُس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔
میں نے حضرت ابوبکرؓ کو آکر بتایا آپ کی طرف سے اجازت اور جنت کی بشارت ہے
پس ابوبکر داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ دائیں طرف کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ
گئے جس طرح آپ تشریف فرما تھے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔

پھر میں واپس آکر بیٹھ گیا تو میرا بھائی وضو چھوڑ کر میرے پاس بیٹھ گیا،
میں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے، اس سے مراد اُن کا
اپنا بھائی تھا جو اُن کے ساتھ آیا تھا۔

پھر کسی انسان نے دروازے کو حرکت دی تو میں نے پوچھا کون ہے؟
کہا عمرؓ بن خطاب، میں نے کہا آپ کا پیغام پہنچاتا ہوں پھر میں نے آپ کی خدمت
میں حاضر ہو کر عرض کی، حضرت عمرؓ اجازت مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اُسے اجازت
ہے اور اُس کے لئے جنت کی بشارت ہے میں نے حضرت عمرؓ کو آکر بتایا آپ کو اجازت
ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔

پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کی منڈیر پر بائیں
طرف بیٹھ گئے اور پاؤں کنوئیں میں لٹکالیے۔ پھر میں واپس آکر بیٹھ گیا اور کہا۔
اگر اللہ تعالیٰ فلاں شخص کی بہتری چاہتا ہے تو وہ آجائے۔

امام زین العابدینؑ کی حضرت ابوبکر و عمرؓ سے محبت

حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت

ہے کہ اُنہوں نے فرمایا۔ اے اہل عراق ہماری محبت اسلام کی محبت ہے۔ پس خدا
کی قسم تمہاری محبت کی عمارت ہمیشہ رہے گی یہاں تک کہ تم گالی کو پہنچو، اس میں اُن
کی محبت کے مزاج پر انکار کے ساتھ تعریف ہے جو اُن لوگوں کی طرف حضرت ابوبکر
اور حضرت عمرؓ سے بغض اور دونوں کو بُرا کہنے سے منسوب تھا۔

امام محمد باقرؑ کی حضرت ابوبکر و عمرؓ سے دوستی

حضرت ابن ابی حفصہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر بن علی اور امام
جعفر بن محمد باقر علیہم السلام سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے
میں دریافت کیا تو فرمایا، وہ دونوں عادل امام ہیں، اُن دونوں کے ساتھ محبت اور اُن
کے دشمنوں سے بریت ہے۔ پھر امام جعفر بن محمد باقرؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے
سالم کیا اس کا نانا ابوبکر صدیقؓ نہیں ہے، پس میرے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نہیں پہنچے گی، اگر ابوبکر اور عمرؓ کے ساتھ دوستی اور اُن کے
دشمنوں سے بریت نہ ہو۔

امام جعفر صادقؑ اور تمام اہلبیت کی ابوبکر و عمرؓ سے محبت

حضرت ابی جعفر امام محمد باقرؑ بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام فرماتے
ہیں جو شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کی بزرگی سے ناواقف ہے وہ سنت سے
ناواقف ہے۔

اور آپ ہی سے روایت ہے جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ ابوبکر و عمرؓ کو
نہیں دیکھتے؟

آپ نے فرمایا! میں اُن دونوں سے محبت کرتا ہوں اور اُن دونوں کے لئے

استغفار کرتا ہوں اور میں نے اہلیت میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اُن سے دوستی نہ رکھتا ہو۔

آپ ہی سے روایت ہے، جب اُن سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گایاں دینے والوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، وہ دین سے نکل گئے ہیں۔
آپ ہی سے روایت ہے جس نے اُن دونوں میں شک کیا انہوں نے سنت میں شک کیا۔ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کا بغض منافقت ہے، اور انصار کا بغض منافقت ہے بیشک بنی ہاشم بنی عدری اور بنی تیم کے درمیان جاہلیت کے زمانہ میں کینہ تھا پس جب اسلام لائے تو اُن کے درمیان محبت قائم ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کینہ کو اُن کے دلوں سے کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں سردی کی شکایت ہو گئی تو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنا ہاتھ آگ سے گرم کر کے اُن کے پہلو کو سینک دیا۔ اور اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَنَزَعْنَا مِنْ فِئَةِ صَدُورِهِمْ مِنْ غُلٍّ أَخْوَانًا عَلَى سُرُورٍ مَقَابِلِينَ

ہم نے اُن کے سینوں سے کینہ کھینچ لیا، بھائی ہیں آئے سائے تختوں پر بیٹھے ہوئے۔

دشمنان ابوبکرؓ و عمرؓ سے امام باقرؓ کی روائی

حضرت جابر جعفی امام محمد باقر بن علیؓ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا، مجھے عراق کے لوگوں کی خبر پہنچی ہے جن کا گمان ہے کہ وہ ہمارے ساتھ محبت کرنے

ہیں اور ابوبکر و عمرؓ سے بریت کرتے ہیں اور اُن کا خیال ہے کہ میں انہیں اس کا حکم دوں پس انہیں یہ بات پہنچا دے کہ میں اللہ کی طرف اُن سے بری ہوں، اور اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر میرے ہاتھ میں حکومت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی طرف اُن کے خون پیش کرتا، مجھے محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نہ پہنچے اگر اُن دونوں کے لئے استغفار نہ کروں اور اُن پر رحم نہ کروں،
آپ ہی سے روایت ہے کہ محمد بن علیؓ نے فرمایا اہل کوفہ کو بتادو جو شخص ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بریت کرتا ہے میں اُس سے بری ہوں۔

آل ابوبکرؓ اور آل محمدؐ

امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہما السلام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آل ابی بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد پر بکلاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آل محمدؐ سے موسوم ہیں۔

انہی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کو فتح فرمایا تو آپ نے مہاجرین و انصار کے درمیان کھجوریں اور خشک انگور تقسیم فرمائے، اور بنی ہاشم کے درمیان گندم اور جو تقسیم فرمائے، اور اُن کے ساتھ آل ابی بکرؓ کے لئے بھی گندم اور جو تقسیم فرمائے، اس میں اُن کے علاوہ سواد و سواد سق ہر ایک کو ملے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں دو سواد سق آئے،

ابوبکرؓ سے برأت علیؓ سے برأت ہے

حضرت زید بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب کی روایت کا جو ذکر آیا ہے یہ ہے کہ حضرت زید بن علی نے فرمایا ابوبکرؓ و عمرؓ سے برأت علیؓ سے برأت

ہے پس جو چاہے تقدم کرے اور جو چاہے تاخر کرے۔

اُن سے ہی روایت ہے جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ ابو بکر و عمرؓ کے حق میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا! میں اُن دونوں سے دوستی رکھتا ہوں، پوچھا جو اُن سے بریت کرے اُسے آپ کیسا جانتے ہیں؟ فرمایا میں اُس سے بری ہوں یہاں تک کہ موت آجائے۔

زید بن زین العابدین اور ابو بکر و عمرؓ

ابن ابی جارد و حسین بن مغیرہ واسطی سے روایت ہے کہ ایک گروہ جمع ہو کر حضرت زید بن علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کہا اے ابن رسول اللہ جب آپ نکلیں تو ابی بکر و عمرؓ سے بریت ظاہر فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اُنہوں نے کہا تو ہم آپ کے خون سے بری ہیں اور آپ کے ساتھ نہیں نکلیں گے مگر آپ ابو بکر و عمرؓ سے بریت کریں گے، تو ہم اسی ساتھ ہزار تلواریں آپ کے ساتھ ہوں گی؟ کہا پس جب وہ نکلنے کے لئے اُٹھے اور اُن سے الگ ہوئے تو آپ نے فرمایا واپس آ جاؤ میں تمہیں ایک حدیث سناؤں؟ پھر وہ واپس آئے تو آپ نے فرمایا مجھ سے میرے باپ نے اپنے دادا حضرت علیؓ ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے علیؓ تجھے بشارت ہو، تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہوں گے، سوائے اُس قوم کے جو تجھ سے محبت کرے گی اور اسلام ظاہر کرے گی، اور وہ لوگ جنیفیت سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیرے نشانے سے نکل جاتا ہے، ان کے لئے بُرائی ہے جس کے ساتھ وہ بلائیں گے، اُنہیں رافضی کہا جائے گا، اے علیؓ اگر تو اُنہیں دیکھ لے تو اُن سے جنگ کرنا، بیشک وہ مشرکین ہیں، حضرت زیدؓ نے فرمایا، وہ تم لوگ ہو!

الہی امیری ان سے دنیا و آخرت میں جنگ ہے، پھر اُن پر بددعا کی۔ اور آپ ہی سے روایت ہے جب اُن سے فدرک کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا بیشک جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فدرک عطا فرمایا ہے۔

پس زیدؓ نے کہا! خدا کی قسم اگر یہ تفسیر میرے پاس آتا تو وہی فیصلہ کرتا جو ابو بکرؓ نے کیا ہے؟

حضرت زیدؓ ہی سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا جو شخص حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سب کرتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

امام جعفر صادقؓ کی روایات

حضرت امام جعفر صادقؓ علیہ السلام سے حضرت ابو بکر و عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جو اُن دونوں سے بری ہے میں اُس سے بری ہوں،

آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا شائد آپ نے یہ تفسیر کے طور پر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا! ایسا ہو تو میں اسلام سے نکل جاؤں اور مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔

آپ نے فرمایا! میں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ، الکریم کی شفاعت کا امیدوار نہیں میں شفاعت ابو بکرؓ کی امید رکھتا ہوں۔

فرمایا! میں اُس سے بری ہوں جو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بری ہے۔

کسی نے آپ سے پوچھا فلاں شخص کا گمان ہے کہ آپ ابو بکرؓ و عمرؓ سے برتر فرماتے ہیں۔

فرمایا یہ بات ہو تو اللہ مجھ سے برتر ہے، میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھے قربت ابو بکرؓ و عمرؓ سے دے گی اگر شکایت ہو تو میں اسکی وصیت اپنے ماموں عبدالرحمن بن قاسم کی طرف کرتا ہوں۔

آپ فرماتے تھے جو جانتا ہے کہ میرا جد امجد کون ہے؟ تو میں حضرت ابو بکرؓ یا حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ کی شفاعت کا امیدوار ہوں اور جو انہیں صدیق کے نام سے یاد نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اُس کی بات کو سچی نہیں کرتا۔

آپ کی بیماری کے دوران آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا الہی میں ابو بکرؓ و عمرؓ سے محبت کرتا ہوں اگر میرے نفس میں اس کے علاوہ ہو تو مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔

جب اُن دونوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: تم اُن دو اشخاص کے بارے میں پوچھتے ہو جو جنت کے پھل کھاتے ہیں۔

حضرت امام موسیٰ رضاؑ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا ابو بکرؓ و عمرؓ میرا نانا ہے اور عمرؓ میرا ختن ہے جو مجھ پر میرے نانا اور ختن کے بغض کی تہمت لگاتا ہے وہ مجھ پر افتراء کرتا ہے۔

حضرت حسن علیہ السلام کی روایات

حسن بن علی بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: دونوں افضل ہیں اور دونوں کے لئے

مغفرت ہے۔

آپ کی خدمت میں عرض کی گئی شائد یہ تعقیب ہو اور آپ نے دل میں اختلاف ہو آپ نے فرمایا اگر میں اپنے دل کی بات کے خلاف کہوں تو مجھے مغفرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نہ پہنچے۔

جب آپ سے اُن کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جو اُن پر درود نہ پڑھے اُس پر اللہ کی رحمت نہ ہو۔

آپ نے ایک رافضی کو فرمایا اگر ہمسائگی کا حق نہ ہوتا تو خدا کی قسم میں تجھے قرابت کے لئے قتل کر دیتا،

حسن بن صالح کے بھائی ابی محمد صالح حضرت عبداللہ بن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حسنؑ نے اُسے فرمایا: اب بکعبہ کی قسم جو امامت میں کہتے ہیں باطل کے لئے ہے۔

حضرت حسن مثنیٰ بن حسن کی روایات

حضرت حسن بن حسن علیہما السلام نے ان میں سے ایک غالی شخص کو فرمایا تم ہم سے محبت بائند کرو اگر ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت کرو اور اگر ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں تو ہم سے بغض رکھو۔

اُس شخص نے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی اور اہل بیت ہیں؟

آپ نے فرمایا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کا بغیر عمل اطاعت کے اللہ تعالیٰ نفع دینا تو مجھ سے اور اُن کے ماں باپ سے زیادہ آپ کا کون قریبی ہے میں ڈرتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ کے گناہ کے لئے دُعا عذاب کرے

خدا کی قسم مجھے اُمید نہیں کہ محسن ہم سے دو مرتبہ اس کا اجر عطا کرے گا۔
پھر فرمایا: ہمارے ساتھ ہمارے آباد اُمہات اگرچہ جو کہتے ہیں اللہ کے
دین سے کہتے ہیں پھر ہمیں اس پر نہ خبر ہے اور نہ اس پر ابطال ہے اور نہ اس
میں رغبت ہے اور نہ ہم تمہاری قربت سے اُن کے زیادہ قریب ہیں اور اُن پر واجب
ہے کہ وہ اس میں ہمارے ساتھ تم سے زیادہ رغبت رکھیں۔

اور اگر امر خلافت! جیسا کہ کہتے ہیں اللہ عزوجل اور اُس کے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منتخب فرمایا
اور لوگوں کی طرف اس کا قائم ہونا بعد میں ہے تو بیشک لوگوں سے بڑے خطاکار اور
مجرم حضرت علیؑ ہونگے کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر کو
چھوڑ دیا جو اُن میں قائم تھا جیسا کہ اُن کا امر اور لوگوں کی طرف عذر ہے تو وہ دفعی
ہے کیا بنی اکرم! علی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے لئے نہیں فرمایا کہ جس کا میں
مولا ہوں تو اُس کا علی مولا ہے؟

پھر فرمایا: لیکن خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امر اور
سلطنت و قیام کے ساتھ لوگوں پر کھول کر بیان فرماتے جیسا کہ ناز، زکوٰۃ اور
روزہ و حج کو فصاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور فرماتے!

اے لوگو! یہ میرے بعد میرا خلیفہ ہیں ان کی بات سُننا اور انکی اطاعت کرنا
اہل بیت کے یہ تمام اذکار حافظ ابو سعید اسماعیل بن حسن بن سمان رازی نے
کتاب المواقف میں اہل بیت و صحابہ کے درمیان نقل کئے رضوان اللہ علیہم
اجمعین۔

دونوں کے ساتھ فرشتے تھے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت علی

اور حضرت ابوبکر کے بارے میں بتایا کہ بدر کے دن ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے
کے ساتھ میکائیل و اسرافیل بڑے فرشتے جنگ میں موجود تھے یا کہا صفوں میں
موجود تھے۔

اس کی تخریج امام احمد نے سند میں اور حاکم نے مستدرک اور تمام رازی
نے فوائد میں کی ہے۔

دوسری قسم

ایک ایک کے مناقب ہیں اور اس میں دس باب ہیں،

پہلا باب

خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکرؓ کے مناقب میں اور اس میں پندرہ فصلیں ہیں

پہلی فصل! اُن کے نسب کے بارے میں،

دوسری فصل! اُن کے نام کے بارے میں

تیسری فصل! اُن کی صفت کے بارے میں

چوتھی فصل! اُن کے اسلام کے بارے میں

پانچویں فصل! اُن کے ہاتھ پر اسلام لانے والوں کے بارے میں

چھٹی فصل! قبل از اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُن کی دوستی

کے بارے میں ساتویں فصل! اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی مدافعت کرنے سے اُن پر آنے والی مصیبتوں کے بیان میں، آٹھویں فصل! انکی

ہجرت کے بیان میں، نویں فصل! اُنکے خصائص کے بیان میں، دسویں فصل! اُنکی

افضلیت کا بیان، یارہویں فصل! اُنکی جنت کیلئے شہادت کے بیان میں، بارہویں فصل! اُنکے

فضائل کے بیان میں، تیرہویں فصل! اُنکی خلافت کے بیان میں، چودھویں فصل! اُنکی

وفات کے بیان میں، پندرہویں فصل! اُنکی اولاد کے بیان میں۔

پہلی فصل

اُن کے نسب اور والدین کے اسلام کا بیان

نسب نامہ

عشرہ مبشرہ کے شجرہ انساب میں اُن کا نسب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ بنی تیم
بن مرہ سے منسوب ہیں پس اُنہیں تیمی کہتے ہیں جناب مرہ تک پہنچنے کے لئے آپ
کے آباؤ اجداد کی اتنی ہی تعداد ہے، جتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ
اجداد کی ہے کیونکہ جناب مرہ اور اُن کے درمیان دونوں حضرات کے آباء کی تعداد
چھ ہے پس نسب میں دونوں کے درمیان یہ موافقت اتفاق ہے جیسا کہ صحیح تر
قول کے مطابق دونوں کی عمر میں بھی اتفاق ہے اس کا بیان انشا اللہ آگے آئے گا۔

والدہ کا نام

آپ کی والدہ کا نام لفظاً حضرت اُم الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور معنای سلی
بنت مخزوم بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے اور وہ آپ کے والدہ کے
چچا کی بیٹی ہیں۔

یہ جمہور اہل نسب کا قول ہے اور شاذ نے کہا سلی بنت مخزوم بن عامر بن
عمر بن کعب تو وہ اُنہیں اُنکے چچا کی بیٹی بناتے ہیں تو یہ صحیح نہیں۔

ابو قحافہ کا اسلام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ فتح کے روز اسلام لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی اور حضور رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور اپنے بیٹے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں زندہ تھے اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے دوران فوت ہوئے،

حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں، فتح مکہ کے وقت، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی ذی طوی میں ٹھہرے تو ابو قحافہ نے اپنے چھوٹے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے میرے ساتھ کو، ابوقیس پر آؤ پھر آنکھوں پر ہاتھ پر چھجائنا کہ کیا دیکھا؟ کیا سیاہی کا اجتماع ہے، کیا یہ شکر ہے، کہا اور ایک شخص ہے جو اس سیاہی کے درمیان مقبل و مدبر معروف کوشش ہے، کہا اے بیٹے یہ اس شکر کی صفیں مرتب کر رہا ہے اور شکر کا سپہ سالار ہے، پھر کہا واللہ سیاہی منتشر ہو گئی ہے، کہا واللہ یہ شکر ہمارے گھر کی طرف آئے گا چنانچہ وہ پہاڑ سے اتر کر اپنے گھر کی طرف چلے تو گھر پہنچنے سے پہلے شکر سے جلے، ان کی رٹکی کی گردن میں چاندی کا طوق دیکھا تو ایک شخص نے اسے اتار لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور مسجد میں تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر اپنے باپ کو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: بوڑھے کو گھر چھوڑ آتے اور ہم خود اس کے پاس چلے جاتے، حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آپ کے جلنے سے آپ کے پاس آنے کے زیادہ حقدار تھے۔

ایک روایت میں ہے اگر بوڑھا اپنے گھر میں رک جاتا تو ہم ابوبکر کے اُرام لے لے اُس کے گھر جاتے کہا: پھر وہ آپ کے سامنے بیٹھا تو آپ نے اُس کے سینے کو مس کرتے ہوئے فرمایا اسلام قبول کرے تو اُس نے اسلام قبول کر لیا اور کہا ان کا سر سفید نباتات کی طرح تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان بالوں کو تبدیل کر لو، پھر حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور اپنی بہن کا ہاتھ قلم کر لیا اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کے ساتھ سلامت رکھے اور بہن کا ہار کسی ایک شخص کیلئے واجب نہیں پس آپ نے فرمایا: اے بہن! اپنے ہار کے موتی شمار کر خدا کی قسم کہ یہ لوگوں میں قلیل وقت کیلئے امانت ہے، اس روایت کی تخریج احمد بن حنبل، ابو حاتم اور ابن اسحاق نے کی۔

ایک روایت میں اس قول کے بعد ہے بوڑھے کو چھوڑ دیتے یہاں تک کہ ہم اُس کے پاس آتے، حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ میں چاہتا تھا اُسے عزوجل پکڑے، مگر قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا مجھے ابی تس یعنی ابو قحافہ کے اسلام سے ابی طالب کے اسلام کی زیادہ خوشی ہے اس لئے کہ وہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا، اس روایت کو فضائل ابوبکر میں نقل کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی والدہ کے اسلام کا بیان

حضرت سلمیٰ بنت صخر دار لقم بن ابی اسلم میں پہلے اسلام لانے والی اور حضور رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنے والی ہیں اور وہ اسلام کے ساتھ فوت ہوئیں،

اس کا ذکر مافظ دمشق اور صاحب مسعود وغیرہ نے کیا ہے ام المومنین عاتقہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

انہوں نے کہا خدا کی قسم مجھے آپ کے ساتھی کا حال معلوم نہیں۔
حضرت ابوبکرؓ نے کہا آپ خطاب کی بیٹی ام جمیلؓ کے پاس جا کر ان سے دریافت
کریں، حضرت ام الخیرؓ جناب ام جمیلؓ کے پاس تشریف لے گئیں اور کہا: ابوبکرؓ حضرت
محمد بن عبد اللہؐ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھتے ہیں؟
انہوں نے کہا: انہیں ابوبکرؓ کو جانتی ہوں نہ محمد بن عبد اللہؐ کو جانتی ہوں مگر
آپ چاہتی ہیں تو میں آپ کے بیٹے کے پاس چلی جاتی ہوں
انہوں نے کہا: ٹھیک ہے پس وہ حضرت ام جمیلؓ کو ساتھ لیکر گھر آئیں تو
ابوبکرؓ کو شدت تکلیف سے ہوش پایا۔ حضرت ام جمیلؓ نے اُن کے قریب
ہو کر خود کو ظاہر کیا اور کہا جن ناستقوں نے آپ کو اس حال میں پہنچایا ہے مجھے اُمید
ہے اللہ تعالیٰ اُن سے اس کا ضرور انتقام لے گا۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟
حضرت ام جمیلؓ نے کہا آپ کی والدہ سن لیں گی؟ فرمایا: آپ ان کا فکر نہ کریں
ام جمیلؓ نے کہا آپ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں، کہا کہاں تشریف فرما ہیں؟ کہا دار ارقم میں
کہا: انہیں جب تک آپ کے پاس نہیں جاؤں گا کچھ نہیں کھاؤں پیوں گا، جب لوگ سو
گئے تو آپ حضرت ام الخیرؓ اور حضرت ام جمیلؓ کے کندھوں کا سہارا لیکر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا: انہیں سنبھالو تو مسلمانوں نے آپ کو سہارا دے کر بٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر انہیں دیکھ کر شدید رقت طاری ہو گئی

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے
سوائے اسکے کچھ نہیں ہو کر نا ان نے میرے چہرے پر جتے مارے تھے میری والدہ
زیر زنجیر برکت والے ہیں انہیں آپ اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں اور انہیں اللہ تعالیٰ

والہ وسلم کے صحابہ کی مجموعی تعداد اتالیس ہو گئی تو ایک اجتماع میں حضرت ابوبکرؓ
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اسلام کو لوگوں میں
ظاہر کیا جائے، آپؐ نے فرمایا: اے ابوبکرؓ ہم تھوڑے ہیں، پس وہ آپؐ کی خدمت
میں مسلسل عرض کرتے رہے یہاں تک کہ آپؐ مسجد میں تشریف لے آئے چنانچہ
مسلمان مسجد کے ارد گرد پھیل گئے اور حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک
جگہ بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب کیا اور حضرت ابوبکرؓ
اسلام میں پہلے خطیب ہیں جنہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دعوت دی، مشرکین نے نواح مسجد میں حضرت ابوبکرؓ
اور مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور انہیں پٹیا شروع کر دیا اور شدید ضربات پہنچائیں اور
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت ہی زیادہ مارا پٹا اور عتبہ بن ربیعہ ناستق نے
اُن کے چہرے پر جوتوں کی بارش کر دی جس کی وجہ سے اُن کا منہ اور ناک انک
گئے، اسی اثناء میں بنو تمیم آگئے تو مشرکین نے انہیں چھوڑ دیا اور وہ لوگ انہیں
کپڑے میں ڈال کر گھر لے گئے اور انہیں اُن کی موت میں کوئی شک نہ تھا، انہیں
گھر چھوڑ کر وہ مسجد میں آئے اور کہا خدا کی قسم اگر ابوبکرؓ مر گئے تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو
قتل کر دیں گے پھر ابوبکرؓ کے پاس واپس آگئے ابو قحافہ اور بنو تمیم حضرت ابوبکرؓ کو
بلا تے رہے یہاں تک کہ دن کے آخری پہر انہوں نے یہ بات کی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے ہیں؟

یہ بات سن کر اُن کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور انہوں نے ہڑتے ہو کر ام الخیرؓ
سے کہا انہیں دیکھیں اور مجھے کھلائیں بلائیں۔

جب تخلیہ ہوا تو آپؐ نے اپنی والدہ سے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا کیا حال ہے؟

طرف بلا نا آپ کے ساتھ آگ سے محفوظ رہنے کے لئے ہے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی دعوت پر وہ اسلام لے آئیں،

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ماہ تک اقامت
گزین رہے اور انکی تعداد اثنالیس تھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکرؓ
کے معزوب ہونے کے دن اسلام قبول کیا،

حافظ دمشق نے اربعین طوال میں اس روایت کی تخریج کی اور ابن ناصر
سلامی نے عبد اللہ بن محمد طلحی کی حدیث میں قاسم بن محمد بن عائشہ سے بیان کیا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکرؓ کے
والدین اسلام لے آئے تھے اور کسی مہاجر صحابی کے ان کے علاوہ والدین اسلام
نہ لائے تھے،

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ حضرت
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے،

حملة وفعاله ثلاثون شهرا حتى اذ بلغ اشدا وبلغ اربعين سنة قال رب

اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي

اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے، اُس کی ماں نے
اُسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور اُس کو تکلیف سے جنم دیا اور اُسے اٹھائے
پھر نا اور اُس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ اپنے زور کو پہنچا

اور چالیس برس کا ہوا تو عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری
نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی۔

جب حضرت ابوبکرؓ کی عمر شریفہ تیرہ سال تھی تو آپ حضور رسالت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی تھے اور جب اٹھارہ سال کی عمر ہوئی تو شام میں تجارت
کے لئے گئے اور آپ سے سفر و حضر میں کبھی مفارقت نہیں ہوئی اور آپ کے بارے
میں ایسی نشانیاں دیکھی تھیں جن کے ساتھ آپ کے دل میں یقین ہو گیا تھا کہ آپ
اللہ کے رسول ہیں چنانچہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ
ہوئی تو آپ پر ایمان لائے اور آپکی تصدیق کی اور کہا اے میرے رب میرے دل میں
ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی یعنی۔

رَبِّ اَوْزِعْنِي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ

یعنی مجھ پر اور میرے والدین پر ایمان کی طرف جو ہدایت کے ساتھ انعام کیا
اور ایسے ہی۔

وَاَنْ اَعْمَلَ مَالِحًا تَرْضَاهُ

یعنی وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے

پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول کی اور انہوں نے سات مومنوں کو
آزادی دلائی۔

وَأَصْلُهُ بِنْتُ فِي ذُرِّيَّتِي

اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح رکھ

پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس دعا کو قبول فرمایا اور اُن کا ایک بھی بیٹا اور بیٹے کا بیٹا ایسا نہ تھا جس نے ایمان لا کر آپ کی تصدیق نہ کی ہو، اس کی تخریج واحدی نے کی اور اُن کے باپ کے ساتھ اُن کی ہمیشہ حضرت اُم فروہ بنت ابی قحافہ بھی ایمان لائیں اُن کی شادی اشعث سے ہوئی اور اُن کے ہاں اُن کا بیٹا محمد پیدا ہوا۔

دوسری فصل

نام کے بیان میں

اُن کا نام عبد اللہ تھا بعض نے کہا عبد الکعبہ تھا جب وہ اسلام لائے تو حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کا نام عبد اللہ رکھا۔

جہور اہل نسب اور اکثر محدثین نے آپ کا نام عتیق بیان کیا ہے اور اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا اُن کا یہ لقب اسلامی ہے اور اسلام میں سب سے پہلے یہ لقب انہیں ملا۔ یہ محمد بن حمدویہ نیشاپوری نے کہا، اور ابن اسحاق نے کہا کہ ایک جماعت اس میں اس پر ہے کہ اُن کا یہ نام اُن کے والد نے رکھا تھا اور یہ روایت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی ہے،

موسى بن طلحہ سے روایت ہے کہ اُن کا نام اُن کی والدہ سے رکھا اور نام عتیق نہ ہونے میں اختلاف کرتے ہیں، اس جماعت میں یث بن سعد نے کہا یہ نام اُن کے چہرے کے عناق و جمال کے لئے ہے، بعض نے کہا یہ لقب انہیں حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے چہرے کی خوبصورتی کیلئے دیا تھا۔

اس کا ذکر ابن قتیبہ نے معارف میں موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ سے کیا انہوں نے کہا جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی جب آپ پیدا ہوئے تو انہوں نے کہا اہی اسے موت سے آزاد رکھ اور مجھے بخش دے، اُن کا نام عتیق رکھا اور وہ اسی نام سے پہچانے جاتے تھے، اس روایت کی

تخریج النجندی نے اربعین میں اور دوسروں نے کی۔

بعض نے کہا اُن کے بھائی عتیق و عتیق تھے تو دونوں میں سے ایک کے نام سے موسوم ہوئے، اس کا ذکر بغوی نے معجم میں کیا مصعب اور اہل نسب کے طائفہ نے کہا اُن کا نام عتیق اس وجہ سے تھا کہ اُن کے نسب میں کوئی عیب دار چیز نہ تھی، ابو نعیم فضل بن دکن کہتے ہیں اُن کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ خیر میں قدیم اور عتیق القدیم تھے اُس سے عتیق، عتقا اور عتاق کہتے ہیں دوسروں نے کہا یہ نام اس لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی طرف دیکھ کر فرمایا جس نے عتیق من النار یعنی آگ سے آئندہ شخص کو دیکھنا ہو وہ اسے دیکھے تو اُن کا نام عتیق ہو گیا،

حضرت عائشہ بنت طلحہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا اُن کا نام گھروالوں نے عبد اللہ رکھا تھا، اس کا ذکر ابو عمر وغیرہ نے کیا اور اس پر اکثر محدثین متفق ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضرت ابو بکر کا نام عبد اللہ بن عثمان تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا اَنْتَ عتیق من النار یعنی تو آگ سے آزاد ہے تو اُن کا نام عتیق اس وجہ سے ہوا ہے۔ اس روایت کی تخریج ترمذی اور ابو حاتم نے کی اور ان تمام اقوال کے درمیلی تضاد نہیں کیونکہ جائز ہے کہ پہلے اُن کے والدین میں سے کسی ایک نے یہ لقب دیا ہو پھر دوسروں نے اس مفہوم پر اُن کی اتباع کی ہو یا دوسرے معنی کے لئے ہو پھر قریش نے اس پر عمل کیا ہو اور اس پر مقرر ہوں پھر حضور رسالتک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نام مقرر کیا ہو،

اور جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ حضور رسالتک

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا یا ابابکر انت عتیق اللہ من النار یعنی اے ابو بکر تجھے اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد کر دیا ہے، تو اُس مدثر اُن کا نام عتیق ہوا، واللہ اعلم، تو اُس دن سے یہ نام اس قدر مشہور ہوا کہ اس کے سوا اُن کو کوئی نام متعارف نہ ہوا۔

آپ کا اسم صدیق

اس کے معنوں میں اختلاف ہے، بعض نے کہا یہ لقب قبل از اسلام ہی اُن پر غالب تھا کیونکہ وہ زمانہ جاہلیت میں رسول کے قریش میں سے وجہ اور سردار تھے اور اُن کی طرف اشفاق ہوتی تھی اور یہ دیت ہے، جب آپ دیت کی ذمہ داری اٹھالیتے تو قریش کہتے وہ سچے ہیں اور اُن کے ساتھ تعاون کرتے اور جب اُن کے علاوہ کوئی شخص یہ بوجھ اٹھاتا تو اسے رسوا کرتے اور اُس کی تصدیق نہ کرتے جو ہری نے کہا شوق دیت کے علاوہ ہے۔

تصدیق معراج

بعض نے کہا آپ کا نام صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کی خبر میں تصدیق کی بناء پر ہوا، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد اقصیٰ کی طرف سیر کی تو صبح کو یہ بات لوگوں میں بیان کی تو اہل ایمان پھر گئے، اور مشرکین کے کچھ لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کے پاس آکر کہا: هل لك اِلی صاحبك؟

یعنی کیا آپ کو اپنے ساتھی کی خبر ملی اُن کا گمان ہے کہ انہوں نے رات کو بیت المقدس

کی سیر کی؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! کماؤ ایسا فرماتے ہیں۔

انہوں نے کہا! ہاں

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! اگر یہ بات ہے تو انہوں نے سچ فرمایا ہے
انہوں نے کہا! آپ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ رات کو بیت المقدس
کی طرف گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آگئے؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! میں تو اس سے بھی دور کی بات آسمانی خبر کی شبہ و
تصدیق کرتا ہوں پس اسلئے اُن کا نام صدیق ہوا۔

اس روایت کی تخریج حاکم نے مستدرک میں کی اور ابن اسحق نے اسے نقل کیا ہے
اُن کا دوسری بات کہنا مفسرین کو حیران کرنے کے لئے تھا پھر وہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ اس
رات بیت المقدس کی طرف گئے تھے؟ آپ نے فرمایا! ہاں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا
اے اللہ کے نبی! مجھے بیت المقدس کا حال سنائیں میں ادھر گیا تھا۔

حضرت حسن نے کہا! پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا! بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا گیا تو میں نے اُس کی طرف دیکھا پس رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو بیت المقدس کا نقشہ بتا دیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جو کچھ آپ
نے بیان فرمایا یہ سب اُس میں موجود ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے
رسول ہیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابوبکرؓ! تصدیق
ہے پس اُس دن سے اُن کا نام صدیق ہوا۔

حضرت حسن فرماتے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے حق میں یہ
آیت نازل فرمائی جو اسلام سے پھر گئے تھے۔

وما جعلنا الرويا التي اريناك الا فتنة الناس

اور ہم نے وہ دکھا دیا کہ جو آپ کو دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو
مفحوم! حضرت ابوبکرؓ کا یہ کہنا کہ مجھے بیت المقدس کے اوصاف بتائیں دو
معنوں میں ہے۔

اول! یہ کہ اپنی قوم کے سامنے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
سچائی کا اظہار کیا تو بیشک وہ قول ابوبکرؓ کی توثیق کرتے تھے۔
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کے مطابق جو ابوبکرؓ نہیں جانتے
تھے اُس کی تصدیق کرنا اُن لوگوں پر حجت ظاہر تھی۔

دوم! یہ کہ اپنے اطمینان قلب کے لئے ایسا کہا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے دُلکین بیلٹن القلی کہا تھا، نہ یہ کہ حضرت ابوبکرؓ کو اس میں کوئی شک
تھا ہاں یہ دلیل کے لئے تھا تصدیق تو آپ پہلے ہی کر چکے تھے واللہ اعلم۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں کعبۃ اللہ کے پاس تھا کہ اللہ تعالیٰ نے
بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا، میں نے اُسے اور جو اُس میں تھا اُس کو دیکھ
لیا، اور بیشک میں نے جہنم اور اہل جہنم کو دیکھا اور جنت میں جانے سے پہلے جنت
اور اہل جنت کو دیکھا جیسا کہ میں تیری طرف دیکھ رہا ہوں پس میں نے اپنی قوم کو
اس بات کی خبر دی تو انہوں نے تکذیب اور ابوبکرؓ نے تصدیق کی۔

مولیٰ ابوبکرؓ سے روایت ہے! کہا ابوبکرؓ بن قحافہ کو اُس نے دیکھا کہ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے معراج کی شب جبریل علیہ السلام سے کہا میری قوم اسکی تصدیق نہیں کرے گی تو جبریل نے مجھے کہا ابو بکر آپ کی تصدیق کریں گے، پس وہ صدیق میں دلوں نے ابو بکر کے فضائل میں نقل کیا اور ملائے سیرت میں اسکی تخریج کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو چیز بھی عام طور پر آئی اُس کی تصدیق اور شہادت کے لئے ابو بکر صدیق کا گھر تھا۔

صدیق لغت میں فاعیل ہے اس کا معنی تصدیق میں مبائعہ ہے یعنی فوراً ہی ہر چیز کی تصدیق کرنا۔ اور اس کی تائید حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم میرے لئے میرے ساتھی کو چھوڑ دو گے؟ اے لوگو! میں کہتا ہوں میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں پس تم میری تکذیب کرتے تھے اور ابو بکر تصدیق کرتے تھے، اور یہ حدیث انشا اللہ تعالیٰ عنقریب آگے آئے گی۔

ابوبکر نگاہِ عملی میں

۱۔۔۔ نزال بن سہر سے روایت ہے، انہوں نے کہا! میں ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس قیام پذیر تھا، اور آپ خوش مزاجی اور مزاح فرما رہے تھے میں نے عرض کی، اے امیر المؤمنین! ہمیں اپنے مخصوص اصحاب کے بارے میں بتائیں؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا اہل کوئی صحابی نہیں جو میرا صحابی نہ ہو۔ ہم نے کہا! ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص صحابہ کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے فرمایا! پوچھو

ہم نے کہا! ہمیں حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بتائیں؟ آپ نے فرمایا! اللہ تبارک و تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ وہ ہمارے دین کیسے راضی تھے۔ ہم ان سے اپنی دنیا کیسے راضی تھے۔

اس روایت کی تحسیب خلعی اور ابن مہمان نے موافق میں کی:

۲۔۔۔ ابی اسحق سبیعی ابی کحجی سے روایت کرتے ہیں، ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منبر شریف پر معتقد بار یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ عز و جل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر ابوبکر کا نام صدیق رکھا ابی اسحاق نے ان کے فضاک میں نقل کیا

۳۔۔۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھ کر فرمایا! بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کانام "صدیق" آسمان سے اتارا۔

اس روایت کی تحریج سمرقندی اور صاحب صفوت نے کی۔

آسمانوں کی ہر چیز پر ابوبکر کا نام

حضرت ابوبکر ریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے آسمان کی طرف عروج کیا تو ہر چیز پر لکھا ہوا دیکھا محمد رسول اللہ اور ابوبکر صدیق میرا خلیفہ ہے ابن عسفر، عسکری اور ثقفی اور امہانی نے اس روایت کو نقل کیا۔

ابوبکر کی خلافت تھوڑا عرصہ ہے

زہری نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوع حدیث بیان کی۔ آپ نے فرمایا! میرے پیچھے بارہ خلفاء ہیں۔ ابوبکر صدیق تھوڑا عرصہ رہینگے اسے صاحب صفوت نے نقل کیا۔ اس سے پہلے یہ حدیث مناقب ثنائہ میں حضرت عمر کی روایت سے بیان ہوئی۔ اور اس میں تینوں خلفاء ابوبکر و عمر اور عثمان کا ذکر ہے۔ اس کی تحریج ابن صماک اور صفوری نے یحییٰ بن معین سے کی

دونوں صدیق ہیں

ان احادیث میں بعینہ کسی کے لئے معنی کی حجت نہیں بلکہ جائز ہوگا کہ اللہ در رسول نے دونوں کو صدیق کہا ہو۔ اور جب جائز ہوگا کہ دونوں میں سے ایک کو کہا ہو۔ اور جائز ہوگا کہ اس نام کے ساتھ اس کے وصف میں صدق کے ساتھ بالذات ہو۔ اور اس سے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں گواہی ہے۔ انہوں نے فرمایا!

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا۔

ما اظلمت الغبراء ولا اقلت الغبراء امدق لجمہ من ابوبکر۔

حضرت ابوبکر ریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے تو ایک گشتے میں طویل مدت تک ٹھہرے رہے پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرتے تو جبریل علیہ السلام نے عسریٰ کی یہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ابن ابی قحافہ ہیں؟

آپ نے فرمایا! اے جبریل (علیہ السلام) کیا یہ آسمان میں متعارف ہیں؟ جبریل نے عسریٰ کی! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا وہ آسمان میں زمین سے زیادہ مشہور ہیں۔ اور آسمان میں ان کا نام حلیم ہے۔ اس نے اسے فضائی میں اور علمائے اپنی سیرت میں نقل کیا

فصل تیسری

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حیلے کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ اُن سے بعض لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حیلے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اُن کا رنگ سفید تھا۔ اور جسم نحیف تھا۔ رخساروں پر بہت کم گوشت تھا۔ آپ کا پیٹ بڑھا ہوا تھا۔ اور تہ بند پہلو سے ٹھنک جاتا تھا۔ آپ کے جسم پر بہت کم گوشت تھا۔ یہاں تک کہ ہڈیاں نظر آتی تھیں۔ آپ کی آنکھیں دھنی ہوئی تھیں۔ اور پیشانی کی رگیں نمایاں تھیں۔ اس روایت کی تفسیر صحیح ابو عمر نے کی۔

حضرت قیس بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض الموت میں اپنے باپ کے ساتھ اُن کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ بہت ہی کم گوشت والے اور نحیف ہیں۔

اس روایت کی تفسیر صحیح ابو بکر بن محمد نے کی۔ اور مشہور ہے جو پہلے بیان ہوا کہ آپ کا رنگ گورا تھا اور آپ ہندی اور دھمکے کا خضاب لگاتے تھے۔ اس روایت کی تفسیر صحیح مسلم نے کی۔

اصحیٰ کا بیان ہے کہ ابو عمر بن مسلم نے کہا کہ حضور رسالت تک صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افسر تھے۔ کیونکہ اُن کی زلفیں کثیر اور لمبی تھیں۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصرع تھے۔ کیونکہ اُن کے سر کے درمیان جعد میں بالکل باں نہیں تھے اور سر کے کناروں پر حس شبہ کی طرح تھے۔ مرد کو افسر اور عورت کو فسر عام کہتے ہیں۔

ابن ربیع نے کہا فسر عام زیادہ بالوں والی عورت کو کہتے ہیں۔ اور مرد کو افسر کہتے ہیں۔ جب بڑی ڈاڑھی والا ہو۔ مرد کو اصرع افسر کی منہ کیلئے کہتے ہیں۔ لیکن یہ صفات معنوی ہیں۔ تو بیشک حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ دونوں کے باب میں حضرت علیؓ کی مدح میں اس کا بیان ہوا اور اللہ تعالیٰ آئندہ اُن کے کثیر فضائل میں بیان آئے گا۔

فصل چوتھی

حضرت ابو بکرؓ کے اسلام اور ابتداء اسلام کا بیان

حضرت ربیعہ بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام آسمان میں دھمکے کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر تجارت کیلئے شام کو گئے تو ایک خواب دیکھا جو بکیرا بکب کو سنایا۔

بکیر نے کہا، آپ کہاں سے آتے ہیں! فرمایا! مکہ سے، پوچھا کس قبیلہ سے ہیں! فرمایا! قریش سے، کہا! کیسے آنا ہوا! فرمایا! تجارت کے لئے۔

بیکرانے کہا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سچا خواب دکھایا ہے۔ آپ کی قوم میں ایک بنی مبعوث ہوئے۔ اور آپ ان کی زندگی میں ان کے وزیر ہوں گے اور ان کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے سنا تو ان کے دل کو مسرت حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی تو انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا،

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے دعویٰ کی کیا دلیل ہے؟
آپ نے فرمایا! وہ خواب جو تو نے شام میں دیکھا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے بغل گیر ہو کر آپ کی پشت اٹی کو چوم لیا اور کہا! میں گواہی دیتا ہوں! اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے اسلام سے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔ اس روایت کی تخریج فقہائے نے کی ہے۔

حضرت ابوبکر کے اسلام کی دوسری روایت

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کیلئے نکلے۔ اور وہ زمانہ جاہلیت میں آپ کے دوست تھے۔ جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی اے ابوالقاسم! آپ نے اپنی قوم کی مجالس چھوڑ دی ہیں اور ان کے باؤادریان پر میٹب بونے کی تمہمت لگاتے ہیں؟

آپ نے فرمایا! میں اللہ کا رسول ہوں اور تجھے اللہ عز و جل کی طرف راتا ہوں۔ جب آپ اس بات سے فارغ ہوئے تو! حضرت ابوبکر نے اسلام قبول کر لیا اور اس وقت آپ احنشین مکہ کے دو پہاڑوں کے درمیان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابوبکر کے اسلام سے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔ حافظ ابوالقاسم دمشقی نے الریضین طوال میں اور حافظ ابن مہر سلامی نے اس روایت کی تخریج کی۔

اسلام ابوبکر کی تیسری روایت

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اور دوست تھے۔ جب آپ مبعوث ہوئے تو قریش کے لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آتے تو کہاتے ابا بکر! تمہارا ساتھی یہ لوہہ ہو گیا ہے۔ معاذ اللہ حضرت ابوبکر نے کہا! وہ کیا کہتے ہیں؟

انہوں نے کہا! وہ مسجد حرام میں لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے ہیں اور ان کا گمان ہے کہ وہ نبی ہیں۔

حضرت ابوبکر نے کہا! یہ بات انہوں نے کی ہے؟

انہوں نے کہا! ہاں اور وہ یہ بات مسجد حرام میں کہہ رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کیلئے نکلے اور بیت اللہ شریف کے دروازے پر گئے تو آپ باہر تشریف لائے تھے۔ جب آپ نمودار ہوئے تو حضرت ابوبکر نے کہا اے ابوالقاسم! مجھے آپ سے کیا

پہنچا ہے؟

آپ نے فرمایا اے ابابکر تجھے مجھ سے کیا پہنچا ہے؟

انہوں نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دیتے ہیں اور آپ کا گمان ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟

آپ نے فرمایا: اے ابابکر مجھے میرے رب مسٹر وقل نے بشیر و نذیر بنایا ہے۔ اور مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا بنایا ہے اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا: خُدا کی قسم! مجھے آپ سے کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا۔ اور بیشک آپ خلیق بالرسالت، امین، اعظم اور صلہ رحمی فرمانے والے اور اچھے افعال کرنے والے ہیں۔ اپنا ہاتھ رکھائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ حضور رسالت اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس بڑھایا تو حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کی بیعت کی اور آپ کی تصدیق کی۔ اور اقرار کیا کہ آپ جو لیکر آئے ہیں وہ حق ہے۔ پس خُدا کی قسم جب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو اسلام کی طرف بلایا تو انہوں نے دیر نہیں لگائی۔

اس روایت کو ابنِ اسحاق اور صاحب فضائل نے نقل کیا۔

ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس میں جو مجھے پہنچا وہ آپ کا یہ فرمان ہے کہ میں نے جسے بھی اسلام کی دعوت دی اس نے توبہ کیا مگر ابوبکر بن ابی قحافہ نے بغیر کسی توبہ و درغور و فکر کے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے جب اس سے اسلام کا ذکر کیا تو اس نے انتفا نہ کیا۔

ایک اور تصدیق

ابنِ ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے حدیث بیان کی کہ عباس بن مرثد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ شعر تو نے کہا ہے۔

فاصح یبہی و نہب العبیدہ بن الاقرع و عیینہ

حضرت ابوبکر صدیق نے کہا: امین عیینہ والاقرع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دونوں ایک ہی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

”وَمَا عَلَّمْنَاہُ الشُّعْرَ وَمَا یَنْتَعِلُہُ“

یعنی، ہم نے اُسے شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی شعر اس کی شان کے لائق ہے۔

پہلے اسلام لانے کا بیان

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اور قبیلہ کی طرف سب سے پہلے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ لکریم نے نماز پڑھی۔ اس روایت کی تحفہ سراج ابنِ ہشام نے موافق میں کی ہے۔

حضرت حسان کی گواہی

مشعبی سے روایت ہے کہ ابوبکر لوگوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا؟

آپ نے فرمایا: کیا حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا۔

اذا ذكرت خجراً من اخي ثقة فاذكر اخاك ابا بكر ما خلا
خير البرية القبايا واعدلنا بعد البني وادف يا بما خلا
والثاني التالى محمود مشبهه واول الناس منم مدق الراس
جب تو ثقہ بھی کسی سے بہادر وں کا تذکرہ کرے تو اپنے بھائی ابوبکر کا ذکر
کر اس کے ساتھ جو اس نے کام کئے۔

جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خیر البریہ، متقی، منصف اور اس کے
بعد کو پورا کر نوا لائے جو بوجہ اس نے اٹھایا۔

جو ان کے محمود مشہد کے پیچھے چلنے والا دوسرا اور لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تعدیق کر نوا لایا پسلا ہے۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
کو فرمایا کہ کیا تو نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی کچھ کہا ہے؟
پس انہوں نے یہ شعر پڑھے اور ان میں جو حق شعر ہے

وثاني اثنين في النار المنيق قد طاف البؤس اذ مستد لبلا
اور وہ غارِ مینف میں دوسرا جب وہ ہاٹ رہا تھا رہے تھے تو دشمن ان کے
ساتھ چسک کاٹ رہے تھے۔

پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مسرت کرتے ہوئے فرمایا:
"احسنت يا حسان" یعنی اے حسان تو نے خوب کہا۔
اس روایت کو ابوعبسر نے نقل کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسان کا شعر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارک کھل رہی ہو گئیں، پھر فرمایا:

حسان تو نے سچ کہا۔ وہ ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا۔

اس روایت کو صاحب صفحہ نے ان کے نقائص میں نقل کیا ہے۔ کہا کہ ابوعبسر نے اس
میں یہ پانچواں شعر بھی نقل کیا ہے۔

وكان حب رسول الله قد عملوا من البرية لم يعدل به رجلا
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کر نوا لے میں اور لوگ جانتے ہیں
نیکیوں میں کوئی شخص ان کے برابر نہیں۔

صداقت پر ایمان تھا

فست بن سائب سے۔ روایت ہے کہ انہوں نے میمون بن مہران سے کہا: کیا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابوبکر پہلے ایمان لائے تھے یا علی ابن ابی طالب؟
انہوں نے کہا: خدا کی قسم ابوبکر بخیر راہب کے زمانہ میں آپ پر ایمان لائے تھے

اور اس میں ان کے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانے کا اختلاف ہے یہاں
تک کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور سے ہو گیا۔

اور یہ تمام واقعات حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت مبارک سے
پہلے کے ہیں۔ اور اس ایمان سے مراد آپ کی سچائی پر یقین ہے۔ اور حدیث میں جو
اس کی گواہی ہے۔ اس کا بقعہ اس کے بعد آئندہ بیان ہوگا۔

حضرت ابوسید خدری سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ
لوگوں میں اس امر کے زیادہ مستحق نہیں؟ کیا انہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول
نہیں کیا، کیا وہ ایسے نہیں ہیں؟

اس کے تحسین بگوی اور ابوعبسر نے کی۔

حضرت ابوبکر سے رام بنے کیا کہا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی تھے۔ وہ اٹھارہ سال کی عمر میں تجارت کی
خسران سے شام کو گئے۔ یہاں تک کہ وہ ایک منزل پر اترے تو حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیری کے ساتھ میں تشریف فرما ہوئے اور ابوبکر رابب کے پاس گئے
تو بھرا بھرا ہونے لگا۔ پوچھا: بیری کے ساتھ میں کون تشریف فرما ہے؟
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: وہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں
بھرانے کہا: خدا کی قسم! وہ اللہ کے نبی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سوائے
مسیح (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کوئی شخص اس بیری کے ساتھ میں نہیں بیٹھا۔ پس
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اس واقعہ سے یقین ہو گیا۔

دونوں نے اسے فقائق میں بیان کیا ہے۔ اور مہمون بن مہران کی روایت کی
تفسیر ہے۔ اور یقیناً اس سمران کی مراد ابوبکر کا اسلام ہے۔ جو ان کے دل میں یقین سے
ثابت تھا مگر حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح اور شام کی طرف سفر آپ کی بعثت مبارکہ کے بعد ہے۔
اور ابونضر نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے کہا: میں آپ سے پہلے اسلام لایا ہوں۔ یہ قول حدیث میں موجود ہے۔ تو حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے انکار نہیں کیا۔

پہلے اسلام لانے کی مزید روایات

ابونضر نے ابی سید سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق نے فرمایا: ایک میں پہلے

مسلمان نہیں ہوں!

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ کے ساتھ پانچ غلام، دو
عورتیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اس روایت کی تحریف صوفی نے یحییٰ بن معین سے کی ہے۔

۳ عمرو بن عبسہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ اور آپ عکاظ میں تھے۔ میں نے کہا: اس امر میں آپ کے ساتھ اور
کون ہے؟

آپ نے فرمایا: حارثہ بن عبد المطلب، یعنی آزاد اور غلام۔ اور آپ کے ساتھ اُس
وقت حضرت ابوبکر اور حضرت بلال کے سوا کوئی نہ تھا۔
اور کہا: میں چلا آیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے پھر اپنے نجیب کو
تمکین فرمایا۔

اور بعض طرق میں ہے کہ وہ مکہ میں آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوشیدہ
پایا۔ اس کی مسلم نے طویل بقیے میں تحریف کی۔

صحابی یقون الاسلام

جو ہر ایک نے زرع سے اُس نے عبد اللہ سے روایت کی! سب سے پہلے سات
اشخاص میں سے اسلام قبول کیا۔ اور وہ یہ ہیں،

حضرت ابوبکر، حضرت عمار، حضرت عمار کی والدہ حضرت مہمہ، حضرت عقیب
حضرت مقداد اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
پس حضرت ابوبکر کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ اور ابوبکر

کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُن کی قوم سے کروائی۔ اور باقی سب کو مشرکین نے پکڑ لیا۔ اور انہیں ایسے کی زرخیز پہاڑوں کے سامنے لٹا دیا۔

فانہ مات علیہ لفسر فی اللہ عزوجل و بان مسل قوم

پس کفار نے اُن کو پکڑ کر رکھوں کے حوالے کر دیا۔ رک کے حضرت بلال کو کہ مندر کی گھاٹیوں کا چکر لگواتے اور وہ احمد احمد پکارتے۔

احمد نے مندر میں اور ابن ہری نے اس کی تخریب کی۔ اُسی سے روایت ہے۔ سب سے پہلے تلواری کے ساتھ اسلام ظاہر کر نیوالے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر تھے۔

اس کی واحدی نے تخریب کی۔

پہلے اسلام لائیوالے کبار میں علمائے اقوال کا بیان اور اختلاف

اور مختلف فیہ احادیث کا مجموعہ

حضرت ابوبکر کے حق میں

محدثین کے درمیان حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اختلاف نہیں کہ وہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیوالے پہلے مرد ہیں۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت پیدا ہو چکے تھے یا نہیں۔ اور اس میں جو لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اول اسلام لانے کی طرف گئے ہیں وہ حضرت ابن عباس، حضرت حسان بن ثابت، حضرت ابوزری حضرت دوسی، حضرت اسماء بنت ابوبکر، خنی ابن یحیٰ، ثون، محمد بن منکر اور حسن ہیں۔ اس کا ذکر صاحب صفوۃ اور ابونعرو غیر ہمارے نے کیا ہے۔

حضرت علی کے حق میں

ابو عمر نے کہا جو لوگ مردوں میں سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اسلام قبول کرنے کی طرف گئے ہیں۔ اُن کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ حضرت سلمان، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت جناب، حضرت جابر، حضرت ابوسعید خدری اللہ حضرت زبید بن ارقم ہیں۔ اور یہ ابن خباب رضی اللہ عنہ، محمد بن کعب اور قتادہ کا قول ہے۔ اور اس امر پر سب کا مطلقاً اتفاق ہے کہ حضرت غدیجہ البکری رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو نازل ہوا اُس کی تصدیق کر نیوالے اور سب سے پہلے اسلام قبول کر نیوالے اور سب سے پہلے نماز پڑھنے والے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اور اُن کی عمر بعثت کے وقت دس سال تھی۔ اور یہ بھی کہا کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ پھر زبید بن حشاش نے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور پھر مسلمانوں کے ایک گروہ نے اسلام قبول کیا۔ ان میں سے حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اور ایسے ہی ابن قتیبہ نے معارف میں بیان کیا ہے۔

تطبیق یوں دی جا سکی

ان کے علاوہ بعض اہل علم نے کہا کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اور حضرت علی نے سب

سے پہلے اسلام قبول کیا جبکہ اُن کی عمر آٹھ سال تھی۔ اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا۔
اس روایت کی تحریج ترمذی نے کی۔

بہتر ہے کہ تمام روایات میں موافقت اور اس کی تصدیق ہے پس کہتے ہیں کہ مطلقاً سب سے پہلے جنہوں نے اسلام قبول کیا وہ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اور مردوں میں سب سے پہلے جنہوں نے اسلام قبول کیا وہ حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔ اور وہ اس وقت بچے تھے اور بیعت کو نہیں پہنچے تھے۔

جیسا کہ اُن کی عمر کے بارے میں پہلے بیان ہوا۔ اور انہوں نے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا۔ اور میں پہلے سری بالیٰ شخص نے اسلام قبول کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور موالی میں سے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور یہ امر بلا اختلاف متفق علیہ ہے۔ اور اس پر ہی حضرت مصطفیٰ وغیرہ کا یہ قول محمول کیا جائے گا کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق نے اسلام قبول کیا۔ یعنی بالغ مردوں میں سے۔

حضرت علی کا ظرف

اس کی تائید حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت کرتی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور کہا اے امیر المؤمنین! مہاجرین و انصار نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت پر سبقت کیسے کی، جبکہ آپ

اُن سے اسبق ہیں۔ اور آپ کی منقبت اُن سے زیادہ روشن ہے۔
حضرت حسن بصری کہتے ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! تیری بربادی ہو! ابوبکر مجھ پر چار باتوں میں سبقت رکھتے ہیں جن میں سے مجھے کوئی نہیں پہنچی۔ وہ مجھ سے اسلام ظاہر کرنے میں سبقت رکھتے ہیں۔
وہ بہت سے مجھ پر سبقت رکھتے ہیں۔

وہ عمار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصاحب تھے۔
اور وہ نماز قائم کرنے میں سبقت ہی اس میں مشعب میں اسلام کے اظہار و انقباض میں تھا۔ قسریٰ میری تمییز کرتے تھے۔

خدا کی قسم! اگر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ساتھ چھوڑ دیتے تو دونوں طرف دین نہ پہنچتا اور لوگ گمراہی کی طرح گمراہ ہوتے۔
اور فرمایا! تجھ پر افسوس! بیشک اللہ عزوجل نے لوگوں کی مذمت کی ہے۔ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

الَّا تَشْكُرُوهُ قَدْ نَعَمَ اللَّهُ بِالْآيَاتِ (سورة قمر آیت ۲۰)

اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرماتے۔ اور اسکی روح کو میرا سلام پہنچائے۔
اس کی تحریج فقہائے ابوبکر میں کی گئی ہے۔

اور غوث بن سلیمان نے اس مفہوم کی روایت بیان کی اور اس میں یہ زیادہ لکھا ہے کہ عہد الرحمن بن ابی زناد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک شخص آیا اور لوگوں کو چھوڑتا ہوا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! مہاجرین و انصار کو کیا ہو گیا کہ انہوں نے ابوبکر کو مقدم کر لیا! اور آپ کی منقبت اُن سے زیادہ روشن اور ظاہر ہے۔ اور آپ پہلے اسلام قبول کرنے والے اور سابق الاسلام لوگوں میں سب سے پہلے ہیں! زناد!

اگر تو قریشی ہو تا تو میں تیرا سختی سے محاسبہ کرتا ، پھر فرمایا :

بیشک ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار چیزوں میں مجھ پر سبقت ہے جن میں سے مجھے کوئی نہیں ملی :

۱۔ مجھ پر امامت یا تقدیم امامت ۔ ۲۔ بہتر و غار کی سبقت اور فرائض اسلام میں سبقت رکھتے ہیں ۔ اسے ابن سمان نے موافق میں نقل کیا :

اور اس پر یہ زیادہ کیا کہ پھر فرمایا : مجھ میں کوئی ایک بات نہیں جو مجھے ابوبکر پر فضیلت دے ۔ یہاں تک کہ اُس پر افتراء کی حد قائم کی جاتے ۔ یعنی اُسے اتنی کوڑے لگاتے جائیں جو مجھے اُن پر فضیلت دیتا ہے ۔

محمد بن حنفیہ کی روایت

محمد بن حنفیہ سے روایت ہے جب پوچھا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لائے ہیں ؟ فرمایا : نہیں !
انہیں کہا گیا : کون سی چیز اعلیٰ اور اسبق ہے ۔ یہاں تک کہ اُس کا ذکر دوسرے میں نہیں کیا گیا ؟

انہوں نے فرمایا : وہ اسلام لائے ۔ جس دن اسلام لائے ۔ اور وہ اسلام لانے والوں میں بہتر تھے ۔ اور اس پر ہمیشہ ہے ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فوت کیا ۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا : بیشک وہ اُن میں افضل ایمان لانے والے تھے ۔ یہاں تک کہ رحلت فرما گئے ۔

یہ دونوں روایتیں ابن سمان نے موافق میں بیان کی ہیں ۔

حضرت علی نے اسلام ظاہر نہ کیا تھا

محمد بن کعب سے روایت ہے ۔ اُن سے پوچھا گیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا حضرت علی یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ؟

انہوں نے فرمایا : اے ایمان اللہ ! علی پہلے اسلام لاتے والے ہیں ۔ اور اس میں لوگوں کو شک تھا ۔ کیونکہ حضرت علی نے اپنے اسلام کو حضرت ابوطالب سے چھپایا تھا ۔ اور ابوبکر نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا تھا ۔ اور ہمارے نزدیک اس میں شک نہیں کہ حضرت علی نے اُن سے پہلے اسلام قبول کیا ۔

اس کی تفسیر صحیح ابوعسرنے کی ۔ اور اسی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : اے ایمان ! وہ پہلا شخص ہوئے جس نے اپنا اسلام ظاہر کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے اسلام کو اپنے باپ سے پوشیدہ رکھا ۔ یہاں تک کہ حضرت ابوطالب نے اُن سے ملاقات کی تو پوچھا : کیا تم نے اسلام قبول کر لیا ہے ؟

حضرت علی نے کہا : ہاں !

حضرت ابوطالب نے فرمایا : اپنے ابن عم کی بات ماننا اور اُن کی امداد کرنا ۔ اور حضرت علی ، حضرت ابوبکر صدیق سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے ۔
اور اس کی تفسیر صحیح کی نے اربعین میں کی ۔

فصلے پانچویں

حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے والے

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب حضرت ابوبکرؓ نے اسلام قبول کیا تو حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر دس دن وہ حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت ابی عبیدہؓ، بن جراحؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت ابی سلمہؓ اور حضرت ارقمؓ کے پاس گئے تو وہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اس روایت کی تحریک ان نامرسلانے کی۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا تو اپنا اسلام ظاہر کر دیا۔ اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بلایا۔

حضرت ابوبکرؓ اپنی قوم کے مولف اور سانی پیدا کرنے والے تھے۔ وہ قریش کے سب سے بڑے نائب اور اچھے بڑے وقت میں اُن کا ساتھ دینے والے تھے۔ وہ اچھے اخلاق والے معروف تاجر تھے۔ اور لوگ اپنی مزدیات کیلئے اُن کے پاس آیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب وہ اسلام لے آئے تو اپنی مجلس میں بیٹھنے والوں کو اسلام کی دعوت دیتے تو وہ قبول کر لیتے۔

جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بلایا تو اُن کے حواری میں حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

آگ میں گرنے سے بچا لیا

محمد بن عبید بن عمر بن عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن عبید بن عامر قدیم الاسلام ہیں۔ اور اُن کا بھائی اُن کے بعد اسلام لایا۔ اُن کی ابتداء سے اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خود کو خواب میں آگ کے کنارے پھینکا جسکی وسعت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ اُن کے باپ کو اس آگ میں ڈال دیا گیا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمر سے پکڑ لیا۔ وہ یہ خواب کا منظر دیکھ کر گر گڑا نہ لگے اور کہا خدا کی قسم! یہ خواب سچا ہے۔ پس وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور انہیں خواب کا واقعہ سنایا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ان کی اتباع کرو اور اسلام تجھے اس آگ میں داخل نہیں ہونے دیگا جس میں تیرا باپ گر آیا گیا۔

پس انہوں نے مقام اجنادین پر حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یا محمدؐ آپ کس چیز کیلئے بلائے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اللہ و حسد لا شریک کی دعوت دیتا ہوں۔ اور محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور جو اس پر نہیں اُس سے الگ ہو جاتا ہوں۔ اس روایت کی تحریک فضائل ابی بکر میں کی گئی۔

یہ وجہ بھی تھی

حضرت ابوبکر صدیق اپنے گھر کے قریب مسجد بنا کر اس میں نماز پڑھتے اور تلاوت قرآن کیا کرتے۔ پس لوگ ان کے پاس جمع ہو جاتے اور ان کی تلاوت سنتے اور انہیں نماز پڑھتے اور روتے ہوتے دیکھتے یہاں تک کہ اس وجہ سے بھی ایک گروہ مسلمان ہو گیا۔ اور یہ ان کی مشہور طریقی ہے۔

پہٹی فصل

زمانہ جاہلیت میں حضور رسالت ص اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے درمیان محبت اور دوستی

راز دار مصطفیٰ

اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق کے اسلام کی ابتداء میں اس کا بیان ہوا۔ ابی میسران شریح سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب سے یا محمد کی ندا سنا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق آپ کے اس راز بیان آپ کے ندیم تھے۔

انہی سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ کو فرمایا: جب میں خلوت میں ایکلا ہوتا ہوں تو ایک آواز سنتا ہوں، واللہ! میں

اس امر کے ہونے سے ڈرتا ہوں۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عسریٰ کی احادیث اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کوئی ناپسندیدہ امر واقع نہیں کرے گا۔ خدا کی قسم! آپ امانتیں واپس کرتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں اور آپ کی بات کی تصدیق کی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ گھر پر موجود نہیں تھے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سے آگاہ کیا اور کہا اے عتیق! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ورقہ کے پاس جساٹیں پہنچے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو حضرت ابوبکر نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑا اور کہا: آئیں ورقہ کے پاس چلیں۔

آپ نے فرمایا: تجھے کس نے بتایا؟

حضرت ابوبکر نے عسریٰ کی احادیث خدیجہ نے۔ پس دونوں ورقہ کے اس تشریف لے گئے اور اُسے یہ واقعہ سنایا۔

اس سیاق کے ساتھ دونوں کے ورقہ کے پاس جانے کا بیان مشہور حدیث میں ہے۔ اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کا حضور رسالت صاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے یہ قول بخاری و مسلم نے نقل کیا۔ اور ایسی ہی ورقہ کی حدیث اور آپ کے لئے اس کا قول ہے۔

فصلے ساتویں

اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے اور آنحضرتؐ کا مشرکین سے دفاع کرنے اور مشرکین کو ڈرانے کے سلسلہ میں حضرت ابو بکرؓ کا تکلیفیں سے برداشت کرنا

اپنی جان پیش کر دی

اس سلسلہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی والدہ کے ایمان لانے کے بیان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث پہلے گزری چکی ہے۔

اور حضرت اسامہ بنت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے، اُن سے پوچھا گیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشرکین کا سب سے زیادہ تشدد کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: مشرکین مسجد حرام میں بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میں باتیں کر رہے تھے کہ آپ اُن کے معبودوں کے بارے میں اُن کے درمیان رہتے ہوئے ایسی باتیں کہتے ہیں۔

جب آپؐ مسجد حرام میں تشریف لاتے تو وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور جہات آپؐ سے پوچھنے آپؐ ٹیک ٹیک باتیں کرتے۔ پس انہوں نے کہا: کیا آپؐ ہمارے معبودوں کو ایسے ادب سے کہتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں، تو اُن لوگوں نے آپؐ پر حملہ کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ

کو کسی کی چیخ سنائی دی کہ اپنے ساتھی کو دیکھو۔ پس حضرت ابو بکرؓ نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں میں گھرے ہوئے پایا تو فرمایا: تمہاری بربادی ہو تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ اور تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں ہیں۔

حضرت اسامہؓ فرماتی ہیں: مشرکین نے حضورؐ کو سب سے پہلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا اور حضرت ابو بکرؓ کو بیٹھنے لگے۔

حضرت اسامہؓ کہتی ہیں: جب حضرت ابو بکرؓ ہمارے پاس آئے تو اُن کے مخلصوں سے کوئی چیز نہیں نہ کرتی تھی۔ مگر وہ اُس کے ساتھ آئے اور وہ کہتے تھے: بھارت یا ذوالجلال والاکرام۔

اس حدیث کی تفسیر سید ابوالعزیز وغیرہ نے کی۔

بے مثل بردباری

قائم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کعبہ شریف کو جاتے ہوئے قریش کے ایک بے وقوف صحابہ سے ملے تو اُس نے اُن کے سر پر مٹی ڈال دی۔ جب آپؐ ولید بن مغیرہ یا عامر بن وابک کے پاس سے گزرے تو اُس نے کہا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اس بے وقوف نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: تو اپنے نفس کے ساتھ یہ کرتا ہے؟ اُس نے تین بار کہا: کون سے رب نے تجھے بُردباری دی ہے۔

جاں نثار مصطفیٰ

عسیرہ بن زبیر سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمرؓ

العالم سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشرکین نے سب سے بڑی سختی کیا کی ہے؟

عبداللہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے آپ کی گردن میں کپڑا ڈال دیا اور اسے بل دے کر بڑی طرح آپ کا گلا گھونٹ دیا۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکرؓ نے آکر اُسے روکا۔ اور کہا تم ایسے شخص کو قتل کرنے کے دیرپے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور تمہا سب پر اس تمہا سب رب کی نشانیوں کے ساتھ آیا ہے۔

اس روایت کی تحفہ بخج بخاری نے کی اور اس نے عمرو بن العاص سے بنفسہ روایت بیان کی۔ اور اس میں کہا کہ آپ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور اُس کے بعض طسوق میں ہے کہ منور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہے کے پاس تھے کہ عقبہ بن معیط آیا اور اس نے آپ کی گردن میں چادر ڈال کر آپ کی گردن بٹا کر کس دی۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے اُسے کندھے سے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پرے پٹایا۔

ایک اور روایت

حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن چڑھے بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے کہ مشرکین کعبہ شریف میں داخل ہوئے اور آپ کا طواف منقطع کر دیا اور آپ کو کندھوں سے پکڑ لیا اور کہا: آپ ہمیں اُن ممبروں کی عبادت سے روکتے ہیں جن کی عبادت ہمارے باپ زاد کیا کرتے تھے۔ کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے تھے۔ انہوں نے مشرکین سے کہا: تم ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ

ہے۔ اور وہ تمہا سب پر اس تمہا سب رب کی نشانیوں کے ساتھ آیا ہے۔ اگر وہ جھوٹ کہتا ہے تو اُس کا جھوٹ اُس پر ہے۔ اور اگر وہ سچ کہتا ہے تو اسے اُس کا جیسہ ملے گا۔

حضرت ابوبکرؓ کی آنکھیں بھرا آئیں۔ یہاں تک کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ جھوٹ دیا۔

عمرو بن العاص نے اس قیسے کو آنکھوں سے دیکھا تھا۔ جبکہ اُس کے بیٹے کو اُس سے پہنچا ہے۔ اور اُس نے خود مشاہدہ نہیں کیا۔

دیوانہ بیٹا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مشرکین نے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر زرد و کوب کیا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ پس حضرت ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے کہا: سبحان اللہ تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ لوگوں نے کہا: یہ کون ہے؟ کئی نے کہا: ابوقحافہ کا دیوانہ بیٹا۔ "اخصبہ فافناہ"

ابولہب کی بیوی کی دیوانگی

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورت "بَقَّتْ فِیْ ذٰلِکَ الْمَیْمَیْنِ" نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی ام جہل بنت حرب ہاتھ میں پتھر لئے شور مچاتی ہوئی آئی اور کہا:

مذہمنا ابینا، و دینہ قتلینا، فامسک عصفینا،

ہمارے باپ بڑا اچھا آدمی تھا، دین بڑا برا ہے، ہمارے دین کو بڑا کتا ہے۔ اور اُس کا امر ہمارا نافرمانی ہے۔

جنور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر نے اسے دیکھا تو عرض فرمایا: یا رسول اللہ! وہ آ رہی ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھ لے گی۔ آپ نے فرمایا: وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ اور قرآن پڑھ کر اس کے نظیر روک دی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَذَكَرْكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِالْآخِرَةِ فَعَلْبًا مَّسْتُورًا ۝

اور اے محبوب! جب آپ نے قرآن پڑھا، ہم نے آپ میں اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں میں ایک پوشیدہ پردہ کر دیا۔

پس وہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس ٹھہر گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ سکی تو کہا: اے ابوبکر تمہارا ساتھی میری بھوک رہا ہے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا: نہیں اس گھر کے رب کی قسم! آپ تیری بھوک نہیں کرتے۔ یہ شور مچاتی ہوئی کہنے لگی: قریش مجھے جانتے ہیں، میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔

یہ روایت فضائل ابوبکر میں اس سیاق کے ساتھ تفسیر کی گئی تو ابن اسحاق کے نزدیک اس کا یہ مفہوم ہے کہ اس قول کے بعد کہا مجھے خبر نہیں ہے کہ وہ میری بھوک کرتے ہیں، خدا کی قسم! اگر انہیں پالیتی تو اس پتھر سے مارتی۔

ابن اسحاق نے کہا: قریش حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

مذمم کہتے اور چھ گالیاں دیتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے قریش کی اذیت سے بچالیا ہے۔ وہ مذمم کی بھوکرتے ہیں اور میں محمد ہوں۔ اور حضرت اسماء بنت ابی بکر ہی سے روایت ہے کہ ام جہل حضرت ابوبکر کے پاس آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تھے۔ پس اس نے کہا: اس ابن ابی قحطافہ ترے ساتھی کی کیا شان ہے کہ وہ خنجر کہتے ہیں؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا: خدا کی قسم میرا ساتھی ناسمجھ نہیں۔

ام جہل نے کہا: کیا اس نے نہیں کہا: اِنِّیْ جَزِیْرَةٌ اَجَلَتْ مِیْنَ قَسَدٍ ۝ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو فرمایا: اس سے پوچھو کیا اس نے کسی کو تیرے پاس دیکھا ہے؟ پس وہ نہیں دیکھ سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اور میرے درمیان پردہ عائل کر دیا ہے۔

حضرت ابوبکر نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: بلے ابن ابی قحطافہ سے مذاق کرتا ہے۔ میں نے کسی کو بھی تیرے پاس نہیں دیکھا۔ اس کی خنجر عائل میں ہوتی ہے۔

اللہ و رسول کی امان کافی ہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میرے من شعور سے پہلے ہی میرے والدین دین اسلام قبول کر چکے تھے اور کوئی دین ایسا نہیں گذر جس روز حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح شام درود ہمارے گھر تشریف لاتے ہوں۔

جب مسلمانوں پر عس و عداوت تنگ کر دیا گیا تو حضرت ابوبکر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ جب وہ یمن کے علاقہ میں مقام برک النصار پر پہنچے تو وہاں ان

کی ملاقات قارہ کے سردار ابن دغنے سے ہوئی۔

ابن دغنے نے کہا: اے ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟

حضرت ابوبکر نے کہا: میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ اور میں زمین میں سیاحت کرتے ہوئے اپنے پروردگار کی عبادت کروں گا۔

ابن دغنے نے کہا: اے ابوبکر! آپ جیسا شخص نہ نکل سکتے ہیں اور نہ ہی نکالا جاسکتے ہیں۔ آپ بے بہاروں کی امداد کرتے ہیں۔ ہمدی کرتے ہیں۔ لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کیستے پیش آینوالی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ میں آپ کو پناہ دیتا ہوں۔ آپ واپس جب کر اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن دغنے کے ساتھ واپس آگئے۔ ابن دغنے قریش کے سرداروں کے پاس گیا اور کہا: ابوبکر جیسا شخص نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جاسکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکال دینا چاہتے ہو جو عسریہوں کا مددگار، صلہ رحمی کرنے والا، بے بہاروں کا بوجھ اٹھانے والا، ہمان نواز اور حق کی راہ میں پیش آینوالے مصائب میں معاونت کرنے والا ہے؟

قریش نے ابن دغنے کی امان کو جھٹلانے کی بجائے کہا: ابوبکر کو کبھی نہ کہہ اپنے گھر میں مسدود رہتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کیا کریں۔ اپنے گھر میں ہی نماز ادا کریں اور وہیں پر جو چاہیں پڑھیں۔ وہ ہیں اپنے پڑھنے کی آواز سے تکلیف نہ پہنچاتیں۔ اگر انہوں نے بلند آواز سے پڑھا تو ہمیں خدشہ ہے کہ ہمارے غور میں اور بچے اس فتنے کی لپیٹ میں نہ آجائیں۔

ابن دغنے نے یہ باتیں حضرت ابوبکر کو بتادیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے گھر کے سامنے مسجد بنالی اور وہاں پر نماز پڑھنے اور تلاوت کرنے لگے۔

قریش کی عورتیں اور بچے آپ کے پاس جمع ہونے لگے۔ اور آپ کو نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے ہوئے تعجب کے ساتھ دیکھتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت رقیق القلب تھے۔ جب وہ قرآن کی تلاوت کرتے تو ان کی آنکھیں بے اختیار آنسو بہا کر تھیں۔

قریش کے سرداروں کو یہ بات پسند نہ آئی تو انہوں نے ابن دغنے کو بلا کر کہا: ہم نے ابوبکر کو تیری امان پر اس شرط کے ساتھ امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں مسدود ہو کر اپنے رب کی عبادت کریں۔ مگر انہوں نے اس شرط سے تجاوز کیا ہے۔ اور اپنے گھر کے سامنے مسجد بنا کر اس میں اعلانیہ نماز پڑھتے ہیں اور تلاوت کرتے ہیں۔ ہمیں خدشہ ہے کہ اس وجہ سے کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنے میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ تم انہیں ایسا کرنے سے روک دو۔ اگر وہ تمہاری بات مان کر خود کو اپنے گھر تک محدود کر کے عبادت کرنے پر رضا مند ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے اپنی امان واپس لے لیں۔ کیونکہ ہمیں نہ تو یہ پسند ہے کہ تمہاری تدبیریں ہوا و نہ ہی ہم یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ ابوبکر اعلانیہ طور پر اپنے امور بجالاتے۔

ابن دغنے ابوبکر صدیق کے پاس آیا اور کہا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے لئے مشروطہ وعدہ کیا تھا۔ اگر آپ کو اس شرط پر قائم رہنا منظور نہ ہو تو میری ذمہ داری واپس کر دیں۔ میں نہیں چاہتا کہ عسریہ بات سنیں اور میں کسی شخص کے لئے عہد کر کے ذلت اٹھاؤں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تیری امان واپس کرتا ہوں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امان پر خوش ہوں۔

اس روایت کو بخاری اور ابوداؤد نے نقل کیا اور ابن اسحاق نے اس کی تخریج کرتے ہوئے کہا: حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت کی

اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت عطا فرمادی پس حضرت ابوبکر عجلتہ کے لئے نکلے۔ جب انہیں مکہ معظمہ سے گئے ہوئے ایک یا دو دن ہوئے تو ان کی ملاقات ابنِ دغنه سے ہوئی۔ پھر اس مفہوم کو بیان کیا۔

فصل آٹھویں

حضرت ابوبکر صدیق کا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا اور دونوں کے ساتھ پیش آنی والے راستے اور فار کے واقعات اور مدینہ منورہ میں تشریف لے جانا

ہجرت کا شرف

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو فرمایا! مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان نخلستان میں واقع ہے۔ چنانچہ اس کے بعد جس نے بھی ہجرت کی وہ مدینہ منورہ میں پہنچا۔ اور حبشہ کو ہجرت کر کے جانے والے بعض حضرات بھی وہاں سے مدینہ منورہ چلے گئے۔

حضرت ابوبکر نے مدینہ منورہ کو جانے کا سامان تیار کیا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا! ابھی تمہیں مجھے بھی اجازت ماننے کی امید ہے حضرت ابوبکر نے عسریٰ کی! میرا! آپ پر قربان! آپ کو بھی ہجرت

کی امید ہے؟ آپ نے فرمایا! ہاں

بعد ازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور علیہ السلام کے لئے رُک گئے اور اپنی دواؤں میں سے کو چار ماہ تک بول کے بتوں کا پارسہ کھلاتے رہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز دو پہر کے وقت ہم اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی کہنے والے نے حضرت ابوبکر سے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رُخِ اقدس پر کھڑا اُٹے تشریف لارہے ہیں۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو پہر کے وقت بمائے گھر تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔ اسلئے حضرت ابوبکر نے عسریٰ کی! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ اس وقت کسی خاص کام کیلئے تشریف لاتے ہیں! حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر اجازت مانگی تو حضرت ابوبکر نے اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ اندر داخل ہوئے اور فرمایا! اپنے گھر والوں کو یہاں سے ہٹا دو۔

حضرت ابوبکر نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ تو آپ کے اپنے اہلِ خانہ ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔

حضرت ابوبکر نے کہا! یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا؟

آپ نے فرمایا! ہاں تم میرے ساتھ چلو گے۔

حضرت ابوبکر نے کہا! یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میری ان دواؤں میں سے ایک آپ لے لیں۔

آپ نے فرمایا! ہم ایک اونی قیمتیں گے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، پھر ہم نے اُن کیلئے اچھی قیمت کا زادِ راہ تیار کیا اور حبشہ کی تحصیل میں کچھ کھانا رکھ دیا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کمر بند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اُس تحصیل کا منہ باندھ دیا۔ اسی لئے اُن کا نام ذات النبطی یعنی کمر بند والی پڑ گیا۔

بعد ازاں حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشہ کے ایک غار میں تشریف لے گئے اور وہاں پر تین راتیں چھپے رہے۔ اس روایت کی تصریح بخاری اور ابوحسام نے کی اور ابنِ کثیر نے یہ روایت مزید بیان کی۔

قریش کی خبریں لانیوالا

حضرت ابوبکر کے نوجوان بیٹے حضرت عبداللہ اچھی سوجھ بوجھ کے مالک تھے۔ وہ رات حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس بسر کرتے اور علی الصبح قریش مکہ کے پاس پہنچ جاتے اور یوں معلوم ہوتا کہ وہ رات کو بھی وہیں تھے چنانچہ وہ قریش مکہ کی دکانوں کا حال سن کر تارکی کہتے ہی دونوں حضرات کو آکر بتا دیتے تھے۔

علاوہ ازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیر بھی اُن کے فریب بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب رات کا اندھیرا پھیلتا تو وہ بکریاں اُن کے پاس لے آتے اور دونوں حضرات دُور چلی کر رات بسر کر لیتے۔ عامر بن فہیر تین راتیں ایسے ہی اُن کے پاس رات کے اندھیرے میں بکریاں پکارتے رہے۔

راستہ بتانے والا

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی دیل کے ایک شخص کو جو بنی عبد بن عدی سے تھا، اُجست پر رکھ لیا تاکہ وہ راستہ بتاتا رہے۔ وہ شخص راستہ بتانے میں بہت زیادہ مہارت رکھتا تھا۔ اور وہ بنی عاص بن وائل بھی کا حلیف اور کفارِ قریش کے دین پر تھا۔ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اُسے بنی بنایا اور اپنی سواریاں اُس کے سپرد کرتے ہوئے اُس سے وعدہ لیا کہ وہ تین راتیں گزر جانے کے بعد اُن کی سواریاں بسر آجائیں گا چنانچہ جب چھ دن کی صبح ہوئی تو عامر بن فہیرہ اور وہ رہبر حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لیسکیرا حل کے ساتھ ساتھ عزام سفر ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ اُس رہبر نے عاص بن وائل کو جان بڑا دینے کا حاف دیا تھا تاہم اس میں اُن کے ساتھ ساحل کے راستے اذخر کا راستہ بکڑا۔ ابی حاتم کے نزدیک ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا: میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جب دونوں کو لیسکر نکلے تو اُن میں سے ایک حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ اور یہی واقعہ جبریلؑ ہے۔ پس دونوں سواری ہوئے یہاں تک کہ غلام میں آئے پھر اُس کے بعد حواقرہ بیان ہوا ہے۔

تشریح

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابوبکرؓ کو اونٹنی کی قیمت ادا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بخت کے خالص غراب میں کسی کی شرکت نہ ہو۔ ورنہ تو آپؐ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال میں اپنے مال کی شہرت ہی متصرف تھے جس کا بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکر و عثمان لیسکر حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دونوں میں سے بہتر اونٹنی آپ کی خدمت میں پیش کی اور کہا: میرے مال باپ آپ پر قربان ہوا رہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: یہ اونٹ میرے لئے نہیں۔

عرض کی: یا رسول اللہ! یہی آپ کے لئے ہے۔ آپ نے فرمایا: نہیں! مگر اس کی قیمت لینا ہوگی۔

خوشی کے آنسو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے گھر میں صبح شام دو مرتبہ آنے میں کبھی غلطی نہیں کی۔ یہاں تک کہ وہ دن آگیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کیلئے اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس عبیدہ میں آئے پھر آپ نے مذکورہ حدیث بیان کی۔ اور اس قول کے بعد کہا: پس حضرت ابوبکر نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ کا ساتھی بنوں گا؟ آپ نے فرمایا: تو ساتھی ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: خدا کی قسم میں نے اس دن سے پہلے کسی کو اس طرح روتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جس روز حضرت ابوبکر کو اس روز خوشی سے روتے ہوئے دیکھا۔

امانتیں لوٹانے والا

اس روایت کی تفسیر صحیح ابن اسحاق نے کی اور سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت کیلئے نکلنے کا کسی کو پتہ نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت علی کو اپنے جانے کے متعلق ارشاد فرمایا: وہ پیچھے رہیں اور آپ کے بعد آپ کے پاس جو لوگوں کی امانتیں تھیں انہیں ان کے مالکوں کو لوٹادیں۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگوں کی امانتوں اور صدقہ کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہ تھی جو خدشے کا باعث ہوتی۔ چنانچہ جب آپ نے ہجرت کی تیاری کی تو حضرت ابوبکر کے گھر سے کھڑکی کے راستے نکلے اور غار ثور میں تشریف لے گئے۔

غار ثور مکہ کی اتراتی میں ایک پہاڑ ہے اور حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو فرمایا کہ وہ دن کو قسریں مکہ کی خبریں سنیں اور رات کے وقت انہیں اکٹہ بتا دیا کریں۔ اور اپنے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیر کو فرمایا کہ دن کو اس پہاڑ پر بکریاں چرایا کرے اور شام کو بکریاں لیسکر غار میں آجایا کرے۔

ذات النطاقین

حضرت اسماء بنت ابوبکر دونوں کیلئے کھانا تیار کر کے رات کو لے آئیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین شب دروغار میں قیام پذیر رہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج کے ساتھ ہے۔ جب کہ قریش مکہ نے تنو

اوشنیوں کے ساتھ ان کی تلاش جاری رکھی۔ جب تین دن گزر گئے تو لوگ دونوں سے مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر اُحسبت پر لیا گیا شخص ان کے دونوں اونٹ اور اپنے لئے ایک اونٹ لے کر آگیا اور حضرت اسمائت ابوبکر دونوں کیلئے کھانا لے کر آئیں تو تحصیل کامنہ باندھنے کی رسی بھول گئیں۔ جب آپ چلنے لگے تو انہوں نے کھانے کی تحصیل پیش کی، مگر اُس کامنہ کھلا تھا۔ پس انہوں نے اپنا کمر بند کاٹ کر اُس سے تحصیل کامنہ باندھ دیا۔ یعنی اسی بنا پر انہیں ذات النطاق یعنی کمر بند والی کہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: میں نے ایک سے زیادہ اہل علم سے سنا کہ انہیں ذات النطاقین یعنی دو کمر بندوں والی کہتے تھے۔ اور اس کی تفسیر ہے کہ انہوں نے اپنا کمر بند کاٹ کر ایک جیسے سے تحصیل کامنہ باندھا اور ایک کو کمر بند کے طور پر استعمال کیا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا حضرت ابوبکر کے گھر میں تیار کیا گیا تھا۔ جب آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو اُس وقت نہ کھانے کے پھیلے کو باندھنے کیلئے رسی تھی اور نہ پانی کے مشکیزے کامنہ باندھنے کیلئے، چنانچہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں عرض کی، خدا کی قسم میں سوائے اپنے کمر بند کے کوئی چیز نہیں پاتی۔

آپ فرماتی ہیں، پھر میں نے کمر بند کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک سے کھانے کی پھیلی کامنہ باندھ دیا اور ایک سے پانی کے مشکیزے کامنہ باندھ دیا۔ پس اسلئے میرا نام ذات النطاقین پڑ گیا۔ (بخاری)

ابن سمان نے موافق میں روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسماء کو ایک درہم عطا کر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا تیار کرو تو وہ گوشت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اُس گوشت کو پسند فرمایا۔

اور کہا! حضرت ابوبکر غار میں داخل ہوئے تو تمام سوراخوں کو بند کر دیا مگر ایک بڑا سوراخ باقی رہ گیا تو اُس میں اپنے پناہ گاہ رکھ دیا۔ پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تشریف لے آئیں۔

ابوبکر کو سانپ کا ڈسنا

کہا! پھر مثنیٰ بن الحنفیہ ہو کر نکلا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچ گئے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر گوشت پر کارہی تھیں وہ چمک لیکر باہر نکلیں۔ کافری نے حضرت اسماء سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں اپنے کام میں مصروف ہوں۔ پس وہ وہاں سے نکلے اور آپ کو قتل کرنے کیلئے سواونٹ لے کر آپ کی تلاش شروع کر دی۔ یہاں تک کہ غار کے دروازے پر آ گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کے نشانات محو کر دیئے اور آپ ان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔ ان میں سے ایک شخص پیشاب کرنے کے لئے بیٹھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے دیکھ کر عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: انہیں اے ابوبکر وہ ہمیں نہیں دیکھ پاتے اور اگر وہ دیکھ لیتے تو یہ شخص ہمارے سامنے پیشاب کرنے نہ بیٹھ جاتا۔ پس وہ لوگ متفرق ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رات سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے بڑی تکلیف سے بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپہیں فرمایا! اے ابوبکر! کیا ہے! کیونکہ
اُن کا جسم متورم ہو گیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی، یا رسول اللہ! سانپ نے کاٹ لیا ہے۔

حضرت علیہ السلام نے فرمایا! تو نے مجھے کیوں نہ بتایا؟

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی! مجھے آپ کو پریشان کرنا اچھا نہ لگا تھا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت ابوبکر صدیق پر
رکھا تو اُن کے جسم سے تکلیف دور ہو گئی۔ اور وہ نشان لگی کی طرح تھا پھر اس
کے بعد کا ذکر کیا۔

ابوہریرہ کی کمینگی

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر شریفؓ گئے تو ہمارے پاس قریش کے لوگ
آتے جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا۔ پس وہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے دروازے پر
کھڑے ہوئے تو میں اُن کی طرف نکل۔

انہوں نے کہا! اے ابوبکر کی بیٹی تیرا باپ کہاں ہے؟

میں نے کہا! واللہ! میں نہیں جانتی میرا باپ کہاں ہے؟

حضرت اسماء فرماتی ہیں، ابوجہل غیث نے گالیاں دیتے ہوئے اپنا
ہاتھ اٹھا یا اور میرے ٹھکانے پر قبضہ کر لیا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔

رجن کا اعلان

حضرت اسماء فرماتی ہیں، ہم نے تین دن گزار دیے، مگر میں نہیں جانتی

تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ اقدس کہاں ہے۔ یہاں تک کہ ایک چن
مکہ کی ترائی میں پہنچا تو اُس نے عربوں کے ترنم میں گاتے ہوئے شعر پڑھے
لوگ اُس کی آواز سن کر آواز کی طرف گئے مگر اُسے نہ دیکھ سکے۔ یہاں تک کہ وہ
مکہ کی بلندی سے یہ کہتا ہوا نکلا،

حسبہ اللہ رب الناس خیر اعزائہ رفیقین حسبا خیمتی امم مبد
ہما نزل بالبرغم تروحا فافلح من اسی رفیق محمد
لیہن بنی کعب مکان فتاتہم ومقعدہ المؤمنین بمرصد
اس روایت کی تفسیر سراج ابن اسحاق نے کی اور اس کا ذکر انشاء اللہ
اس فصل کے تیسرے بیان حضرت ام مہدی کے قصہ میں آئے گا۔

اور قریش کا حضرت ابوبکر صدیق کی اس بیٹی کے پاس آنا ہر پہلے
کے علاوہ ہیں جنہیں ابن ہشام کی حدیث متضمن ہے۔ اور اگر یہ اُن میں سے بعد
کی بات ہے تو کیا تو نے دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہیں، میں نہیں جانتی اُن کا
چہرہ کہاں ہے!

اور اُسی وقت وہ جانتی ہیں کہ آپ غار میں ہیں کیونکہ پہلے بیان ہوا کہ وہ اُن
کے لئے کھانا لے کر آتی تھیں۔ اور اُن کا کہنا ہے کہ ہم تین دن سے مقیم ہیں اور میں نہیں
جانتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ کہاں ہے۔ یعنی دونوں کی غار
سے چلے جانیکے بعد ہے۔ واللہ اعلم

اور جب اُن نے کہ اُس کے قریب یہ پہلے یا بعد ہو کہ جب وہ غار میں تھے
تو اُس وقت نہیں جانتی تھیں پھر اس کے بعد جان گئیں سوائے اس کے کہ اُن

کا یہ قول کہ ہم تین دن سے قائم ہیں اور نہیں جانتی۔ یہ پہلے تین دن پر محمول
نہیں ہوگا۔ یقیناً یہ مدت اُن کے غار میں قیام کی ہے۔ اور وہ اس بات کو جانتی

تھیں۔ پس اس میں اُن سے پوچھا ہوگا۔ اور وہ ظاہر چیز سے باعث کے حال میں ہو، اور اُن کا قول ہم تین دن سے مقیم ہیں کے بعد انہیں علم ہوا ہو۔ پھر وہ غار سے چل دیتے۔ واللہ اعلم

جب سب چلے گئے

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل غار سے بیعت لے لی اور اپنے اصحاب کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھائی بناتے ہیں اور گھر مقرر کرتے ہیں۔ جن میں تم امن سے رہو۔ پس وہ نکلے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اذن کے انتظار میں مکہ معظمہ ہی میں اقامت گزیر رہے۔ اور سولتے قیدیوں یا فتنہ زدوں یا حضرت صلی کریم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ کے آپ کا کوئی مصالحتی پیچھے نہ رہا اور حضرت ابوبکر نے بہت مرتبہ آپ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: جس قدر نہ کرو، شاید اللہ تعالیٰ تمہیں میرا ساتھی بناتے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے ساتھ جانے کا لالچ پیدا ہو گیا۔

ہمارا قیصر اللہ ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے انہیں بتایا کہ ہم غار میں تھے تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی اگر مشرکین میں سے کوئی شخص آپ کے نشاناتِ قدم دیکھنا چاہے تو اسے میرے قدموں کے نیچے نظر آئیں۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر کیا تیرا

گمان ہے کہ ہم دو ہیں، ہمارا قیصر اللہ ہے۔
اس روایت کی تفسیر ابوسلمہ نے کی۔

ہجرت صدیق بزبانِ مبارک

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اُن کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا تو وہ رونے لگے اور کہا کاش میرے تمام اعمال بیکر غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی کا ایک دن یا ایک رات بدل جاتی۔

پس جب وہ دونوں غار کی طرف گئے تو ابوبکر نے کہا، خدا کی قسم! میں آپ کو داخل نہیں ہونے دوں گا۔ یہاں تک کہ آپ سے پہلے خود اندر جاؤں گا۔ پس اگر کوئی چیز ہوگی تو وہ آپ کے بغیر مجھے پہنچے گی۔ پس وہ غار کے اندر گئے اور اُسے غور سے دیکھا تو اس کے اطراف و جوانب میں سوراخ تھے جنہیں آپ نے اپنی چادر چھا کر بند کیا۔ اور دو سوراخ باقی بچ گئے تو اُن میں اپنے دونوں پاؤں رکھ دیئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی، اندر تشریف لے آئیں چنانچہ آپ اندر تشریف لے گئے اور اُن کی گود میں سر مبارک رکھ کر محو خواب ہو گئے۔

حضرت ابوبکر کے پاؤں کو سوراخ میں سے سانپ کے ڈسنے کی تکلیف پہنچی مگر انہوں نے اس ڈر سے پاؤں کو حرکت نہ دی کہ ایسا کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی استراحت میں خلل واقع ہو جائے گا اور آپ بیدار ہو جائیں گے۔ پس اُن کے انہو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک پر گرے تو آپ نے بیدار ہو کر پوچھا: اے ابوبکر تجھے

کیا ہوا؟

کہا! میرے ماں باپ آپ پر قربان! سانپ نے کاٹ لیا ہے۔
آپ نے اس جگہ پر اپنا لعابِ دہن مُبَدَل لگایا تو زہر کا اثر زائل
ہو گیا۔ پھر زہر ان کی موت کا باعث بنا۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو اہلِ عسرب مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ
ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! اگر کسی نے زکوٰۃ کی
ایک رسی بھی روک لی تو میں اُس سے جہاد کروں گا۔

میں نے کہا! اے خلیفہ رسول لوگوں کی تالیفِ فساد میں اور ان کے
ساتھ مہربانی سے پیش آئیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! جاہلیت میں جابر اور اسلام میں کمزور! بیشک
وحی منقطع ہو گئی ہے اور دین پورا ہو گیا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں پھر وہ وصال
فرما گئے۔ اور ہم زندہ ہیں۔ (نسائی)

ابوبکرؓ درجہ رسول میں

صفوت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فار کے واقعہ کے آخر
میں ہے۔ پس جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
اے ابوبکر! تیرا کپڑا کہاں ہے؟ انہوں نے اُس کے سوراخوں میں استمال
ہونے کے واسطے میں بتایا تو آپؐ نے فرمایا! الہی ابوبکر کو قیامت کے
دن میرے درجے میں جگہ دینا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی طرف وحی
بھیجی کہ آپؐ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔

نگاہِ فاروقؓ میں شہیدِ صدیقؓ

حافظ الامام الحسن بن بشران اور امام نے سیرت میں میمون بن مہران سے روایت
کی کہ جنابِ جنہ بن محسن غنوی نے کہا! بصرہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہمارے گورنر تھے۔ انہوں نے خطبہ دیا تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے دعا کی۔

مجھے اس بات پر سوت غصہ آیا تو میں نے اُن کی طرف اٹھ کر کہا! آپ کہاں ہیں کیا
اپنے ساتھی سے انہیں افضل سمجھتے ہیں؟

پس انہوں نے تین مرتبہ یہی عمل کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
میری شکایت لکھ بھیجی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خط لکھا جس میں مجھے
اپنی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔ حسبِ الحکم میں بصرہ سے اُن کے پاس
گیا اور وہاں جا کر اُن کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ میرے لئے باہر تشریف لائے
اور فرمایا! تو کون ہے؟

میں نے کہا! میں جنہ بن محسن غنوی ہوں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! تیرے لئے زمرجا ہے اور نہ اہلا و ہلال ہے۔

میں نے کہا! رہا مرجبا! تو اللہ عزوجل کا احسان ہے، رہا اہلا و ہلال تو نہ
میرے اہل و عیال ہیں اور نہ میرے پاس مال ہے۔ کیا یہ آپ کے لئے جائز تھا
کہ آپ مجھے اپنے شیر میں بلاتے؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا! تیرے اور تیرے گورنر کے درمیان کیا نزاع
واقع ہوا تھا؟

میں نے کہا! اے امیر المومنین آپ کو اس وقت اُس واقعہ کی خبر مل چکی ہے کہ

جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مدد و سلام کے بعد آپ کیسے دعا کی تو میں غضبناک ہو کر ان کی طرف اٹھا اور انہیں کہا: آپ کہاں ہیں؟ کیا انہیں آپ اپنے ساتھی سے افضل گردانتے ہیں تو انہوں نے آپ کی طرف میری شکایت لکھی بھی۔ پھر میں مد نے لگا

حضرت عمر فاروق نے مجھے روتے سے ہٹا دیا تو میں نے حضرت ابوبکر صدیق کا مرثیہ کہا: پھر حضرت عمر نے کہا: تو ابوموسیٰ اشعری سے زیادہ لقا در زیادہ ارشد ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے کی تو میرا گناہ معاف کر دے گا؟

میں نے کہا: اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ بعد ازاں دُروے روتے روتے واپس جانے لگے تو مجھے فرمایا: خدا کی قسم! حضرت ابوبکر کی ایک رات عمر سے بہتر ہے۔ کیا میں تجھے ان کی رات اور دن کا وقفہ سناؤں؟ میں نے کہا: ہاں اے امیر المومنین ضرور سناتیں۔

انہوں نے فرمایا: رات کی بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل مکہ سے تنگ آکر رات کو ہجرت کیسے نکلے تو حضرت ابوبکر صدیق نے ان کی اتباع کی۔ پس جب آپ چلے تو حضرت ابوبکر کبھی آپ کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے، کبھی راتیں چلتے اور کبھی باتیں چلتے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا: اے ابوبکر! یہ کیا ہے! میں تیرے اس کام کو نہیں جان سکا!

حضرت ابوبکر نے عسریٰ کی: یا رسول اللہ! اگر کوئی گھات میں ہوگا تو میں آگے ہوں گا۔ اگر کوئی تلاش میں ہوگا تو میں پیچھے ہوں گا۔ اور باتیں باتیں اس لئے ہوتا ہوں کہ آپ ہر طرف سے مامون رہیں۔

رات کو چلنے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں کی انگلیوں

کے گوشے ستورم ہو گئے تو آپ ننگے پاؤں چلنے لگے۔ حضرت ابوبکر نے آپ کو ننگے پاؤں دیکھا تو آپ کو اپنی گردن پر اٹھایا۔ یہاں تک کہ غار کے منہ پر آکر آپ کو اتارا۔ پھر عسریٰ کی! قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا جب تک میں غار کے اندر جب کر دیکھ نہ لوں کہ وہاں کوئی خطرناک چیز نہیں ہے آپ کو اندر نہیں جانے دوں گا۔ چنانچہ وہ غار کے اندر گئے اور جا کر دیکھ لیا کہ وہاں ایسی کوئی چیز نہیں تو آپ کو اٹھا کر اندر لے گئے۔

اُس غار میں سانپوں کے سوراخ تھے جن کی وجہ سے حضرت ابوبکر کو ڈر تھا کہ کوئی موزی جس نور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچائے۔ چنانچہ انہوں نے سوراخ میں اپنے پاؤں رکھ دیے تو سانپ نے ان کے پاؤں کو ڈس لیا۔ سانپ کے زہر سے ان کو درد محسوس ہوا تو ان کی آنکھوں سے گرم گرم آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ٹپک پڑے۔ آپ نے فرمایا: یا ابابکر! لا تحزن ان اللہ معنا یعنی اے ابوبکر! غم نہ کر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ "فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَةً" پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پر سکینہ اتار دیا۔ تو اُس رات حضرت ابوبکر کیلئے طمانیت تھی۔

رہا ان کا دن! تو جب آپ کا وصال ہوا، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ واقعہ بیان فرمایا جو اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ پھر ابوموسیٰ اشعریٰ کو خط لکھا جس میں انہیں ملامت کی گئی تھی۔

علامہ سیرت میں اور صاحب فضائل نے اس روایت کو نقل کیا۔ اور انجندہ نے یہ روایت نقل کرتے ہوئے حضرت ابوبکر کے لگے پیچھے چلنے کے ذکر کے بعد یہ الفاظ لکھے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا ابابکر! لو کان شیء اجبت ان یکون بک

حضرت ابو بکرؓ نے کہا: ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور پھر اس کے بعد کا مفہوم بیان کیا۔ پھر غار کے سوراخ بند کرنے کے بعد عرض کی، یا رسول اللہ! تشریف لے آئیں پس آپ اندر تشریف لے گئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اُن کیسے یہ ایک رات اہل عمر سے بہتر ہے۔

تائید میں روایت

اس روایت کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے حضرت ابو بکرؓ نے کہا اگر تو مجھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غار پر چڑھتے دیکھتی تو بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے تھے اور اُن سے خون کے قطرات ٹپکتے تھے۔
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ننگے پاؤں واپس ہوئے اور نہ ڈر اور شقوت سے۔ (خروجہ فی فضائلہ)

شائد وہ غار کا راستہ بھول گئے ہوں اور مسافت دور ہو گئی ہو اور اس پر یہ قول دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو چلے سولے اس تقدیر کے ساتھ غیر طریق کے راستے سے رات کو چلنا معمول نہیں ہو گا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا یہ قول کہ یا رسول اللہ! اتریں۔ غار کا دروازہ بند ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس کی تائید انجندی کی حدیث کرتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ غار میں داخل ہوئے تو اس کی بندی سے باہر آئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غار میں رات آئی تو آپؐ نے اپنے ساتھی حضرت ابو بکرؓ کو فرمایا: کیا تم سوؤ گے؟
انہوں نے عرض کی: نہیں اور بیشک یا رسول اللہ! میں آپ کی پاسبانی کروں گا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔

آپؐ نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ ان سوراخوں سے اُن کا بکرہ اُٹھے اور تجھے تکلیف نہ پہنچائے،
حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کہاں ہے؟ اپنے بتایا تو انہوں نے سوراخ بند کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو نے میری تصدیق کی۔ جب لوگوں نے میری امداد روک دی تو نے میری امداد کی۔ جب لوگوں نے میرا انکار کیا تو مجھ پر ایمان لایا۔ اور میری پریشانی میں میرا ایس بنا۔ ایس میرے نزدیک تجھے ساکون ہے۔
(مخرجہ فی فضائلہ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف گئے تو ابو بکرؓ اندر گئے، پھر کہا: یا رسول اللہ! آپ وہیں رہیں، پس پاؤں کی ٹوکری سے کپڑوں کو اڑایا اور چکر لگا کر دیکھا۔ جب اندر کوئی چیز نظر نہ آئی تو عرض کی: یا رسول اللہ! تشریف لے آئیں جہاں ہے جب آپ غار میں داخل ہوئے تو وہاں سوراخ تھا، اُس میں حضرت ابو بکرؓ نے پاؤں رکھ دیا کہ کوئی چیز نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچائے اور غار کے منہ پر

اس روایت کو بخاری، مسلم، ابوداؤد و غیرہم نے بہت سے طرق سے نقل کیا ہے۔ اور اس میں اُس پہلے بیان پر دریل ہے کہ غار کا دروازہ غار سے اونچا تھا۔

ابو مصعب مکی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا اور اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شبِ فارک کی حدیث سنی، افسر آیا! اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے درخت اُگ آیا اور اُس نے آپ کو چھپایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے کبوتروں کے جوڑے کو غار کے منہ پر ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔ پھر قریش کے زوجان مسلح ہو کر تلواریں لئے آئے یہاں تک کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے تقریباً چالیس گز کے فاصلے پر تھے۔ پس اُن میں سے ایک شخص غار میں دیکھنے کیلئے آیا تو غار کے منہ پر کبوتروں کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ گیا۔ اُنہوں نے کہا: اُو نے غار میں کیوں نہیں دیکھا؟ اُس نے کہا: غار کے منہ پر دو کبوتر بیٹھے تھے ہیں تو میں نے جان لیا کہ غار میں کوئی نہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی باتیں سن لیں اور جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کو یہاں بٹھایا ہے۔ پس آپ نے کبوتروں کیلئے وعافہ فرمائی اور اُن کیلئے برکت طلب کی اور اُن کا بدلہ واجب کر لیا۔ اور اُنہیں حرم میں اُتارا۔ (بخاری فی فضائلہ)

ابو عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر

سرایا ایشار
حضرت جناب بن عبد اللہ بن ابوسفیان علقی سے روایت ہے کہ جب حضرت
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار کی
طرف نکلے تو ان کے ہاتھ کو کسی چیز سے تکلیف پہنچی، انہوں نے انگلی سے خون صاف
کرتے ہوئے فرمایا !
ہل انت الا اصبع دمیت وفی سبیل اللہ والقیت

غار کاروانزہ اونچا تھا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ہم غار میں تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کو دیکھے گا ہم اس کے پاؤں کے نیچے دیکھ سکیں گے؟

آپ نے فرمایا! اے ابو یحییٰ کیا تیرا گمان ہے کہ ہم دو ہیں؟ بمبارا تیسرا
الہ تعالیٰ ہے۔

کے غار میں ٹھہرنے کی مدت میں اختلاف ہے پس پہلے باب کی حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث جیسا ہند سے روایت ہوئی کہ عن ربین یقن روز قیام کیا تھا۔ اور اس پر مشہور محدثین ہیں۔ حدیث مرسل میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے غار میں اپنے ساتھی کے ساتھ نو دس روز قیام کیا اور وہاں ہمارے لئے سوائے خشک کھجوروں اور پیلوں کے پھل کے اور کوئی غذا نہ تھی۔ اور یہ روایت درست نہیں۔ اور اسے غار گور پر حمل کرنا غلط ہے۔ بیشک غار میں ان کے لئے کھانا موجود تھا۔ جیسا کہ پہلے اس کا بیان ہوا جو اس قصہ میں ہے۔ ملاحظہ

پیلو کب کھائے

پیلو کا پھل آپ نے ان دنوں کھایا جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قبائل عرب کے سامنے اپنی رسالت کو پیش کریں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا لیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ کے ساتھ ہجرت کے سفر میں تھے۔

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے تشریف لائے تو ایک شخص نے اٹھ کر کہا، یا رسول اللہ! کھجوروں نے ہمارے پیٹ جلادئے ہیں۔ یعنی کھجوریں کھانے سے ہمیں گرمی ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا! میں اور میرا ساتھی ابوبکر نکلے تو ہمارے پاس سوائے پیلوں کے پھل کے کوئی کھانا نہ تھا۔ پس ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس آئے تو ہم نے ان کے کھانوں میں شرکت کی اور ان کا اعلیٰ کھانا کھجور ہے۔ اور خدا کی قسم! اگر تمہارے لئے روٹی پاتا تو اسے کھلاتا۔

اس روایت کی تحفہ صحیح فضائل میں کی اور سعد بن ہشام راوی، تابعی

ہیں۔ اور زہری اور حضرت انس اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں۔

جنت کی نہر غار ثور میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار میں تھے تو انہیں شدید پیاس محسوس ہوئی۔ انہوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا! غار کے صدر کی طرف جا کر پانی پی لیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں، میں گئی تو وہاں سے شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید پانی پیا۔ اور اس پانی سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا! پی لیں۔ میں نے عرض کی! جی ہاں آپ نے فرمایا! اے ابوبکر تجھے بشارت دوں؟ میں نے کہا! ہاں یا رسول اللہ۔

آپ نے فرمایا! اللہ تبارک و تعالیٰ نے مولیٰ فرشتے کو جنت کی نہر کا حکم دیا تو وہ ابوبکر کو پانی پلانے کیلئے جنت الفردوس سے صمدِ بغارت تک نہر لے آیا۔ میں نے عرض کی! میرے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ قدر و منزلت ہے؟ آپ نے فرمایا! ہاں اور اس سے زیادہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی مبعوث فرمایا۔ تجھ سے بغض رکھنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اگرچہ اُس کے اعمال مشربنیوں کے برابر ہوں۔ اس روایت کی تحفہ صحیح فضائل نے سیرت میں کی۔

ہجرت کا واقعہ سنائیں

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عازب سے تیرہ درہم کا کجاوہ خرید لیا اور عازب کو فرمایا: براء سے کہیں اسے میرے گھر والوں کے پاس پہنچا دے۔ عازب نے کہا، نہیں یہاں تک کہ مجھے آپؐ وہ واقعہ سنائیں کہ جب آپؐ اور حضورؐ رسالت کا مکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے نکلے اور مشرکین آپؐ لوگوں کو تلاش کر رہے تھے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم مکہ سے رات کو نکلے اور ایک دن سفر کرتے رہے یہاں تک کہ دوپہر کا وقت ہو گیا میں نے چاروں طرف نظر دوڑا کر سایہ دار جگہ دیکھی اور ایک سایہ دار چٹان کے پاس آگئے، پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے فرش بچھایا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ لیٹ جائیں۔ پس آپ لیٹ گئے تو میں نے جا کر دیکھا کہیں کوئی آدمی نظر آجائے اسی اثناء میں ایک چرواہا نظر آیا جو اپنی بکریوں کو بانگ کر اسی چٹان کے سائے کی طرف آ رہا تھا میں نے پوچھا تو کس کا لڑکا ہے؟ اُس نے کہا: فلاں شخص کا لڑکا ہوں۔ وہ شخص قسریٰ تھا اور میں اُسے جانتا تھا۔ میں نے کہا: تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اُس نے کہا: ہاں

میں نے کہا: کیا تو میرے لئے دوسرے گا؟

اُس نے کہا: ہاں۔ میں نے اُس کی بکریوں سے ایک بکری لانے کو اور اُسے دوہنے کیلئے کہا تو اُس نے ایک بکری کی ٹانگیں باندھ دیں، میں نے اُسے کہا اس کے تھنوں کو اس طرح صاف کر لو میں نے حضورؐ رسالت کا مکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک منہ بند چھال رکھی ہوئی تھی اُس میں دودھ ڈال کر پانی ملا یا تو وہ تہہ تک ٹھنڈا ہو گا۔

پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ جاگ رہے تھے۔

میں نے کہا: یا رسول اللہ دودھ نوش فرمائیں۔ تو آپؐ نے دودھ پی لیا۔ پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم چل پڑے ہیں اور لوگ ہمیں تلاش کر رہے ہیں۔

سراقہ سے ملاقات

ہم نے اُن میں سے یعنی اہل مکہ سے سوائے سراقہ بن جعشم کے کسی کو نہیں دیکھا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے آپؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! یہ ہماری تلاش میں ہے اور ہم تک آپؐ پہنچا ہے۔ اور میں رو پڑا۔ آپؐ نے فرمایا: لَا تَحْزَنُ إِنَّ اللَّهَ مَنَّا، یعنی غم نہ کریں اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

جب سراقہ ہمارے قریب آگیا تو وہ ہم سے دو یا تین نیزوں کے فاصلے پر تھا میں نے روتے ہوئے عرض کی، یا رسول اللہ یہ ہماری تلاش میں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تم روتے کیوں ہو!

میں نے عرض کی: خدا کی قسم میں اپنے لئے نہیں روتا، لیکن میں آپؐ کیلئے روتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اور فرمایا،
”اللّٰهُمَّ اكْفِنَا بِمَا شِئْتَ“

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں، سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا سراقہ نے کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں جانتا ہوں کہ ایسا آپؐ نے ہی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میری نجات کی دعا فرمائیں۔ خدا کی قسم! میرے پیچھے

کوئی شخص آپ کی محاش میں نہیں۔ یہ میرا ترکش ہے۔ آپ اس سے تیرے لیں۔
اور میرے اونٹ پر سوار ہو کر چلے جاتیں۔ میرے مکان میں بکریاں ہیں۔ ایسے
اور ایسے۔ ان میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیں۔
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے اونٹ کی ضرورت
نہیں، پھر آپ نے اُس کیلئے دُعا فرمائی تو وہ آزاد ہو کر اپنے ساتھیوں کے
پاس واپس چلا گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آغازِ سفر کر دیا۔
یہاں تک کہ ہم رات کے وقت مدینہ منورہ پہنچے تو آپ کو ٹھہرانے کے بارے میں انصار
آپس میں جھگڑا کرنے لگے۔ ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اُس کے ہاں نزولِ اجلاس فرمائیں۔ پس آپ نے فرمایا: اہم بنی نجار
کے پاس اُن کے اکرام کیلئے آئیں گے کیونکہ وہ حضرت عبدالطلبؓ کے ماموں
ہیں۔ پس جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو لوگ راستوں میں نکل آئے اور گھروں
پر رٹ کے اور رٹکیاں جمع ہو کر کہہ رہے تھے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تشریف لے آتے، پھر وہ صبح ہوئی تو واپس گئے۔

اولین مہاجر

حضرت برادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین میں سے سب
سے پہلے بنی عبدالمطلب کے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہمارے پاس تشریف لائے
ہم نے اُن سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں تشریف نہیں لاتے؟
انہوں نے کہا: آپ اور آپ کے اصحاب اپنے مقام پر ہیں اور میری خبر پر
آئیں گے۔ پھر اُن کے بعد بنی فہر کے حضرت عبداللہ بن ابی مکتوم تشریف لائے
جو کہ نابینا تھے۔ ہم نے اُن سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ

کے اصحاب آپ کے پیچھے ہیں۔

انہوں نے فرمایا: وہ اس وقت میری خبر پر ہیں۔ پھر اُن سے حضرت عمار
بن یاسرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت بلال
رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے۔ بعد ازاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
میں سواروں کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائے۔ پھر اُن کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔
براہِ کتب میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف نہیں
لائے۔ یہاں تک کہ قرآن سے دس سورتیں پھولیں پھر ہم نکلے تو قافلے سے ملاقات ہوئی
تو ہم نے انہیں ڈسے ہوئے پایا۔

اس روایت کی تفسیر صحیح تمام رازی اور بخاری، مسلم وغیرہ ہمارے حدیث
ہجرت الی بلوغ المدینہ میں کی ہے۔

ایک اور روایت، ایک روایت میں ہے اسکا گھوڑا پیٹ تک زمین میں
دھنس گیا تو اُس نے کہا میں جان گیا ہوں کہ مجھے پرہیز امر آپ دونوں کی دعا سے واقع ہوا
ہے آپ میرے لئے دعا کریں میں لوگوں کو واپس کر دوں گا تاکہ آپ کو نقصان نہ پہنچائیں آپ نے اُنکے
لئے دُعا فرمائی تو وہ اپنے گھوڑے سمیت زمین سے نکل آیا اور واپس چلا گیا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کیلئے لوگوں کو واپس کرنے لگا۔

پہلے مہاجر اور تھے

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ زاد اللہ شرفاً
میں آنے والے حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی ہیں۔ یہ بیتِ عجب سے
پہلے اُس وقت ہجرت کرتے تھے۔ جب قریش نے انہیں حبشہ سے آتے ہوئے
تکلیف سنبھالی تھی۔ انہیں انصار کے اسلام لانے کا پتہ چلا تو مدینہ منورہ

کی طرف ہجرت کر آئے۔

بعد ازاں بنی کعب بن عدی کے حلیف حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بیوی حضرت یسلی بنت ابی خیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہجرت کر کے آئے پھر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل و عیال اور اپنے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمیت تشریف لاتے۔ حضرت عبداللہ بن جحش کو ابوالحسن کہتے ہیں اور ان کی بیٹائی نہ تھی مگر اس بے بھری کے باوجود وہ بغیر قائد کے مکہ معظمہ کے اونیچے مقامات کا چکر کاٹ لیتے تھے اور وہ شاعر تھے۔

تضاد نہیں

پھر بھی ہوتے مہاجرین پہنچے تو اس میں اور پہلی بیان کردہ روایت میں تضاد نہیں۔ پہلے مطلقاً حضرت ابوسلمہ آئے ہوں گے اور بیعت النہاس کے بعد پہلے ہجرت کر نوالے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

رہا ابن اسحاق کا بیان کہ ابی سلمہ کے بعد تو یہ بھی بیعت عقبہ سے پہلے جائز ہو گا جیسا کہ حضرت ابی سلمہ اور اس کے بعد جائز ہو گا جیسے کہ حضرت مصعب بن عمیر اور ابن اسحاق کو حضرت مصعب بن عمیر پہلے مہاجر ہونا نہیں پہنچا ہو گا۔

بکری کے بچے نے دودھ دیا

جناب زر حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بھوٹی عمر میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چسراتا تھا جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے

نے فرمایا اے لڑکے تیرے پاس دودھ ہے؟ میں نے کہا ہاں لیکن میں خسان نہیں۔ آپ نے فرمایا: ایسی بکری لائے جس کے قریب نہ گیا ہو۔ میں نے چار پانچ ماہ کا بکری کا مادہ بچہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی تو اس کے تھن نمودار ہو گئے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ کوئی چیز لائے تو اس میں دودھ دوہا اور حضرت ابوبکر کو فرمایا: پی لیں۔ حضرت ابوبکر نے دودھ دیا اور اس کے بعد حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی دودھ نوش فرمایا۔ پھر آپ نے دودھ بھرے تھنوں کو سکڑنے کا حکم فرمایا تو وہ غائب ہو گئے۔ اور بکری کا بچہ ویسے ہو گیا جیسا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھے اس کلام یا قرآن کی تقسیم دیں؟ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: اے لڑکے تو یقیناً مسلم ہے۔ پس میں نے ستر سورتوں میں سے اخذ کیا جن میں میں نے نزاع بشر نہ پایا۔

دوسری روایت

ایک روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں مکہ معظمہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چسراتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین مکہ سے فرار ہو کر آئے تو میں ان کے پاس آیا، انہوں نے فرمایا: اے لڑکے تمہارے پاس ہمارے پیٹنے کیلئے دودھ ہے؟ میں نے کہا: میں امانت دار ہوں اور آپ کو

دودھ نہیں پلا سکتا۔

آپ نے فرمایا! تیرے پاس بکری کا چھوٹا بچہ ہے جس کے قریب
نزدہ گیا ہو؟

پچھنے کہا! ہاں! پس میں نے دونوں کو بکری کا بچہ لاکر دے دیا
تو حضرت ابو بکر نے اُسے رسی سے باندھا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے تھنوں پر ہاتھ رکھا تو تھن نمودار ہو گئے۔ پھر
حضرت ابو بکر مٹی کا برتن لائے تو اُس میں دودھ دیا۔ پھر آپ نے اور
حضرت ابو بکر نے بیا اور مجھے پلایا۔ پھر آپ نے تھنوں کو مسکڑ جانے کا
حکم دیا تو وہ مسکڑ گئے۔

جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ امر دیکھا تو
عرصہ کی یا رسول اللہ مجھے سکھائیں۔ آپ نے میرے سر کو مسح کرتے ہوئے
فرمایا! اللہ تجھ میں برکت دے، تو سقم لڑ کا ہے۔ پس میں نے اسلام
قبول کر لیا تو آپ نے مجھے قرآن سکھایا۔ اور ہم حصار میں آپ کے پاس
تھے جب سورہٴ مرسلات نازل ہوئی۔

یہ روایت طبرانی نے معجم میں نقل کی ہے۔ اور ان سے عسائی نے اپنی
معجم میں بیان کی۔

یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے

ظاہر ہے کہ یہ معاملہ دوسرا ہے۔ چنانچہ حضور رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں ہجرت
سے پہلے ہی بعض سفروں میں لکھے ہوتے تھے۔ کیا تو نے دونوں بکریاں

چرانے والوں اور ان کے حال کا فرق اور دودھ کا اختلاف دیکھا؟

امم مبعده کی بکری

صحابی رسول حضرت حبیش بن خصال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو جانے
کیلئے نکلے تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور انکا مولیٰ عامر بن فہیرہ اور دونوں کا
سہرلیٹ بن عبد اللہ بن اریقظ تھا۔ یہ لوگ اُمم مبعده خنداعیہ کے خیمہ پر
آئے۔ اُمم مبعده نے قبہ کے پاس میدان کی سخت زمین پر خیمہ لگا رکھا تھا۔ وہاں
پر انہوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ پھر اُسے کہا کہ ہم بھجوریں اور گوشت خریدنا
چاہتے ہیں۔ مگر انہیں اُس سے یہ چیزیں دستیاب نہ ہو سکیں۔ وہ لوگ ریگستان اور
ایسی زمینوں میں قیام کرتے جہاں سے گھاس چرانی لگتی ہو۔ حضور رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے خیمہ کے ایک گوشے میں ایک بکری دیکھی تو فرمایا!
اُمم مبعده یہ بکری کیسی ہے؟

امم مبعده نے کہا! یہ کمزوری کی وجہ سے بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے۔

آپ نے فرمایا! کیا یہ دودھ دیتی ہے؟

امم مبعده نے کہا! یہ دودھ دینے کے قابل نہیں۔

آپ نے فرمایا! کیا تو مجھے اس کا دودھ دہنے کی اجازت دے گی؟

اُس نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر قسریان! ہاں اگر آپ اس کا دودھ
دیکھتے ہیں تو دودھ لیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے منگوا
اور اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اُس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اُس کا دودھ بہنے
لگا جس سے تمام برتن بھر گئے۔

یہاں تک کہ آپ نے اُس کا دودھ اُمّ مہدیہ کے حوالے کر دیا۔ تو اُمّ مہدیہ نے دودھ پیا۔ بعد ازاں باقی دودھ آپ کے ساتھیوں نے پیا۔ پھر اُن کے آخر میں آپ نے پیا۔ پھر بارہ دودھ دیا یہاں تک کہ برتن بھر گئے۔ پھر باقی دودھ اُس کے پاس چھوڑ دیا پھر اُس سے بہت لی اور روانہ ہو گئے۔ بتوڑی دیر کے بعد اُمّ مہدیہ کا شوہر ابو مہدیہ آیا اور اُس نے بھرے ہوئے برتن دیکھے۔

ابو مہدیہ نے دودھ کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا: اے اُمّ مہدیہ! تجھے کہاں سے ملا جبکہ بکری لاغر اور بھنڈ رہے اور گھر میں دودھ نہیں تھا؟ اُمّ مہدیہ نے کہا: نہیں خُدا کی قسم! مگر ہاں اے اور ایسے حال میں ایک برکت والا شخص آیا تھا۔ یہ سب اُس کی وجہ سے ہے۔

ابو مہدیہ نے کہا: اے اُمّ مہدیہ! مجھے اُن کے اوصاف بتائیں۔ اُمّ مہدیہ نے کہا: وہ شخص حسن و جمال والے، چمکتی پیشانی والے، سنّاٹا غلاں والے، نہ بڑے پیٹ والے، نہ چھوٹے سروالے۔

خوبصورت اور تعلیم فرماتے والے، سیاہ آنکھوں اور قوسین ابروؤں والے، نرم آواز اور پتلی گردن والے، گھنی ڈاڑھی مبارک والے، وجیہ و جمیل۔ جب خاموش ہوتے تو بڑے وقار ہوتے۔ کشادہ پیشانی والے، سب لوگوں سے زیادہ حسن و جمال والے، دُور سے درختندہ، قسریں سے حین تراور حلاوت والے، شیریں گفتار، نہ سخت مزاج نہ تیوری چسٹھانے والے۔ اُن کی گفتگو ایسے چبے موتیوں کی ٹڑی، قد نہ لبانہ چھوٹا بلکہ دریا نہ، آپ کے رُخ انور پر لامنت ترد تا رنگ اور نرمی تھی۔ آپ اپنے ساتھیوں میں قدر و منزلت والے تھے۔ آپ بات کہتے تو آپ کے ساتھی خاموش رہتے۔ آپ جو حکم کرتے اُس کی فوراً تعمیل کرتے۔ آپ خلقت رُوح تھے۔ آپ کے چہرے پر رُخسگی کے آثار نہ تھے۔

ابو مہدیہ نے کہا: خُدا کی قسم! یہ قسریں مکہ میں سے وہی شخص ہیں جن کے امر کا ذکر ہمارے پاس ہوتا ہے۔ اگر میں اُن کی طرف راستہ پاؤں تو اُن کی صحبت کا شرف حاصل کروں۔

غیبی آواز

صبح کو اہل مکہ نے مکہ معظمہ میں بلند آواز سے کہی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ مگر اُسے دیکھ نہ سکے۔

جَزَى اللّٰهُ رَبَّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَاءٍ
بِمَا نَزَّلَا بِالْبَيِّنَاتِ
فِي الْقُرْآنِ مَا زَوَى اللّٰهُ عَنْكُمْ
يَسْبِقُ بَنُو كَبْ مَكَانُ فَتَسْتَأْذِنُهُمْ
سَلُّوا أَسْتَكْم عَنْ شَاتِهَارًا مَّائِيهَا
وَعَسَا يَأْتِيَنَّكُمْ حَاسِبًا فَمَقْلِبَتُ
فَقَدْ دَرَّ مَارِهَا لَدَيْهَا كَغَالِبٍ

رَفِيقَيْنِ حَسَلًا خِمَتِي اُمّ مَعْبِدٍ
فَقَدْ قَاَزَ مِنْ اُمِّي رَفِيقِ مُحَمَّدٍ
بِمِنْ فَعَالٍ اَوْفَتْ بِرَوْسُوْدٍ
وَمَقْعَدًا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدٍ
فَبَنُكُمْ اَنْ تَا لَوَا اِلَا تَشَاهِدُ
عَلَيْهَا مَرْيَا فَزَرَّةُ اِلَا تَزِيْدُ
يَزِدُّ قُرْبًا فِي مَقْدَرِ غَمٍّ مُّوَرِّدُ

لوگوں کا یہ شعر گارا اللہ تعالیٰ اُسے جزائے خیر عطا فرمائے۔ اُمّ مہدیہ کے خیمہ میں دونوں اچھے ساتھی تشریف فرما ہیں۔

دونوں نے ہدایت کے ساتھ نزول اجلال فرمایا تو ہدایت ہوئی، پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو بھی ساتھی بنا ف نزل المرام ہوا۔ اے آلِ قحطی! تم میں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں سرداری اور افتخار کے ساتھ جن لیا ہے۔

مشرکین بنو کعب کے مکانوں کے پیچھے آتے اور مومنوں کی گھات میں بیٹھ گئے

تم اپنی بہن ام مہربہ سے اس کی بکری اور اس کے بڑوں کے بارے میں پوچھو۔ اور اگر تم پوچھو گے تو بکری گواہی دے گی۔
پس بکری کو بلایا گیا تو اس کے دودھ سے مٹے ہوئے تھنوں پر تھیل چڑھائی۔ اس سے پہلے اس کا دودھ دودھ لیا تھا۔

اہل مدینہ کا انتظار

عبدالرحمن بن عوف بن ساعدہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے قبیلہ کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے حدیث بیان کی جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہ منظر سے مدینہ منورہ میں تشریف آوری کا سنا تو ہم آپ کے استقبال کیلئے نکل آئے اور صبح کی نماز سے ظہر کی گزشتک آپ کا انتظار کرتے رہے۔ خدا کی قسم! ہم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے یہاں تک کہ شورش ہمارے سائے کی جگہ پر غالب آگیا۔ جب ہم نے سایہ نہ پایا تو گھروں میں داخل ہو گئے۔ یہ گہمی کے دن تھے جب حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی۔ اُس روز ہم اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے جس طرح ہر روز بیٹھ کر انتظار کرتے تھے۔ جب سایہ راقی نہ رہا تو ہم اپنے گھروں میں داخل ہو گئے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدومِ میمنت لزوم فرمایا تو ہم اُس وقت گھروں میں تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا جو ہمیں آپ کا انتظار کرتے دیکھا کرتا تھا۔ اُس نے بلند آواز سے چیخ مچا لے بنی قبیلہ یہ تھا کہ جسے تشریف لے آتے۔ پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نکلے تو آپ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔

پھر کچھ ہم میں سے بہت سے لوگوں نے آپ کو پہلے نہیں دیکھا تھا اور نہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق کو ملتے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دقت کا سایہ ہٹ گیا اور حضرت ابوبکر نے آپ پر اپنی چادر کا سایہ کر دیا تو ہم نے آپ کو اس طرح سے پہچان لیا۔

اس روایت کی تخریج ابن اسحاق نے اس بیاق کے ساتھ کی اور بخاری نے بالغی روایت بیان کی۔

میرے ساتھ رہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابوبکر بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوان معلوم ہوتے تھے۔ پس ایک شخص نے حضرت ابوبکر سے ملنے کی اور اُن سے پوچھا آپ کے سامنے یہ کون ہیں؟

حضرت ابوبکر نے فرمایا! یہ مجھے راستہ بتاتے ہیں۔ حساب لگانے والے نے حساب لگایا کہ آپ انہیں راستہ دکھاتے ہیں۔ اور بیشک آپ خیر کا راستہ دکھاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اُس کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ گھوڑے پر سوار تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ سنا رہم تک آپ نہیں چاہتے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! الیٰ اے بیٹے! تو گھوڑے نے اُسے پٹخ دیا۔ پھر اُس نے کھڑے ہو کر کہا! اے اللہ کے نبی جو آپ چاہتے ہیں حکم کریں پس آپ نے فرمایا! اپنے مقام پر بٹھ جا۔ ہمارے ساتھ ملنے والے کسی کو نہ چھوڑے۔

تھے۔ اور آپ مدینہ منورہ کے ایک غیر آباد مقام پر پرشیدہ تھے۔ پھر آپ نے اہل باہر سے ایک شخص کو انصار کے پاس بھیجا تو تقریباً پانچ سو انصار آپ کے استقبال کو نکل آئے۔ جب ان کی ملاقات آپ سے ہوئی تو انہوں نے کہا: اے دوامان فیئہ والو اور اطاعت کرنے والو، تشریف لے آئیں۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے صحابہ تشریف لے آئے تو اہل مدینہ گھروں سے نکل آئے یہاں تک کہ ان کی عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر کہنے لگیں: یہ کون ہیں؟ یہ کون ہیں؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کا نظارہ کیا ہے۔ اور آپ کے یوم وصال کا منظر دیکھا ہے۔ ان دونوں جیسا منظر کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ (اخرجہ فی فوائد)

ایک روایت میں ہے کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سمیت مقام حسہ پر نزول اجلال فرمایا اور لوگوں کو انصار کے پاس بھیجا چنانچہ انصار نے حاضر خدمت ہو کر کہا: اے دوامان فیئہ والو اور اطاعت کرنا والو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کوئی دن ایسا منظر منورہ و حنین تر نہیں دیکھا جیسا وہ دن تھا جب حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تھے۔ اور نہ ہی میں نے آپ کے وصال کے دن جیسا بے نور اور غیر حسین دن دیکھا ہے۔ (بخاری، مسلم)

تیرے ساتھ تیر چلا میں گے

ممدہ بن خبیب اکی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ آپ کے پیچھے سوار رہے۔ اور آپ اس راستے کو جانتے تھے۔ پس حضرت ابوبکرؓ کو جاننے والا ایک شخص ملا تو اس نے کہا: اے ابوبکرؓ تیرے سامنے یہ کون نوجوان ہے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یہ مجھے راستہ دکھاتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور اکثر روایات میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ لوگوں نے کہا: اے ابوبکرؓ یہ کون ہیں؟ چنکی تو اس قدر تعلیم کرتا ہے۔ تو انہوں نے کہا: یہ مجھے راستہ دکھاتے ہیں۔ اور یہ مجھ سے راستہ کو نیا دہ جاننے والے ہیں۔

ردیف کون بنا؟

روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے ان کے مولیٰ عامر بن نفیرہ بیٹھے تھے۔ کیونکہ وہ ان کی خادم تھے چنانچہ راستہ بتانے والے سمیت یہ کل چار اشخاص تھے۔ ان دونوں روایات کے درمیان تضاد نہیں جبکہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیقؓ بیٹھے ہوں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پیچھے بیٹھے ہوں۔ البتہ بعض طرز میں اتفاقاً تضاد مندرجہ ہے۔

ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں لوگوں کے ہمراہ آپ کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا، مگر آپ مجھے نظر نہ آئے جبکہ لوگوں نے کہا کہ آپ تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال

اہل مدینہ دن کے پہلے بہر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گئے اور دن کے آخری پہر تک آپ کے منتظر رہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حشر کی جانب نزولِ اجلال فرمایا! پھر آپ نے انصار کو پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دونوں پر سلام پڑھا اور کہا آمین و صل علیہن سوا ربوبیاتیں۔ پچنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہو گئے اور ان کے علاوہ باقی لوگ مسلح ہو کر پیدل چل رہے تھے۔

کہا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسانی سے مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ حضرت ابویوب انصاری کے گھر پر نزولِ اجلال فرما کر آپ نے پوچھا! یہ کس کے گھر میں؟

حضرت ابویوب نے عسرن کی، یا نبی اللہ! یہ میرا گھر ہے اندر میرا دروازہ ہے۔ اس روایت کی تحریف بخاری نے کی۔

تشریح

اس حدیث کے بعض طسوق میں آیا ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر کے پیچھے سوار تھے۔ جب انہیں قریش کے سردار ملے تو انہوں نے کہا اے ابوبکر! تیرے ساتھ یہ کون آدمی ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا! یہ شخص مجھے راستہ دکھاتا ہے۔ اس کی تحریف حسدانی نے صحیح کی شرط پر کی ہے۔

محبت کر کے تشریف لائے تو راستے میں آپ کی سواروں سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا! اے ابوبکر! پوچھیں یہ کس قیلے کے لوگ ہیں؟ ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا! بنی سہم سے۔ آپ نے فرمایا! اے ابوبکر! یہ تیرے ساتھ تیرے چلائیے گئے۔

پہلے کہاں قیام فرمایا

حضرت عسود بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو مسلمانوں سے حشر کے پیچھے ملاقات کی۔ پھر ان کے ساتھ دس طسوق چلے۔ یہاں تک کہ آپ نے بنی عسار بن حوف کے ہاں نزولِ اجلال فرمایا۔ اور یہ ماہ ربیع الاول اور پیر کا دن تھا۔ پس حضرت ابوبکر صدیق لوگوں سے بات کرنے کیلئے کھڑے ہوئے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حشر مویشی سے بیٹھ گئے۔

بوزان انصاری نے شریعت ہو گئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا کہ حضرت ابوبکر کے پاس سبے پچنانچہ جب سوزج سر پر آ پہنچا تو حضرت ابوبکر نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی چادر کا سایہ کیا تو لوگوں نے آپ کو اس طرح پہچان لیا۔ (بخاری)

مدینہ منورہ کے بچوں کا ترانہ

ابی الغفل بن حباب جمعی کہتے ہیں! میں نے ابن عائشہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس کے باپ نے کہا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو بچے، عورتیں اور لڑکیاں یہ کہتے تھے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ قُنْيَاتِ الْيَوْمِ

وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا عَالَ اللَّهُ حَاسِبًا
ہم پر وداع کی گھٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا
جو اللہ کی طرف سے بلائے ہوئے ہیں۔ ہم پر شکر واجب ہے۔

ابن اسحاق کی روایت قیام

ابن اسحاق نے کہا! حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرد بن عوف
کے بھائی کلثوم بن حدم کے ہاں اترے۔ دوسروں نے کہا! بلکہ آپ نے
سعد بن خثیمہ کے ہاں نزول اجسال فرمایا۔ کیونکہ وہ مجسّر تھے اور ان کا
گھر نہیں تھا۔ اور حضرت ابو بکر بنی حارث بن خضر جرح کے بھائی حبیب
بن اساف کے ہاں اترے اور کہتے ہیں! بنی حارث بن خضر جرح کے بھائی
خارجہ بن زید کے ہاں اترے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے پیرا منگل، بدھا اور جعتر کو بنی عوف کے ہاں قیام فرمایا۔ پھر ان سے
جمعة المبارک کے دن وداع ہوئے تو بنی سالم بن عوف میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔
پس آپ نے بطن وادی کی مسجد میں نماز پڑھی۔ قرآن پڑھا جمعة المبارک تھا جو
آپ نے مدینہ منورہ میں ادا فرمایا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل قبائل انصار میں اکابر
دوسرے صحابہ کو شریف لے جانے لے رہے اور ساتھ ساتھ چنانچہ آپ جس
قبیلہ کے پاس سے گزرتے وہ لوگ یہ کہتے اور کہتے یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قیام فرمائیں۔ ہمارے یہاں قیام کریں گے۔

ابن اسحاق نے کہا! یہ سن کر وہ بے شک یہودیوں کی طرف سے
بے مروتانہ۔ جب آپ نے مالک بن نبت کے گھر والے کے پاس آئے

تو اس جگہ پر جہاں آپ کی مسجد کا اندازہ ہے، ٹھہر گئے۔ اور اس جگہ
ان دنوں دو قیم ملکوں کی کھجوریں تھیں جو بنی مالک سے تھیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ مبارکہ بیٹھ گئی تو آپ اس
سے نہ اترے۔ وہ متورط اسد صمد بیٹھ کر آٹھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اس کی ہمار کو چھوڑ دیا تو اس نے آگے جا کر پیچھے کی طرف توجہ دی اور پھر وہیں
پر آگئی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔ اور وہاں پر بیٹھ گئی۔ پھر اس نے حرکت کی اور اپنے
حسل سے آواز لگائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے اتر آئے
اور ابو ابوب انصاری نے کہا وہ اٹھایا اور آپ کو اپنے گھر لے آئے پھر مرید
سے پوچھا اور اس کے مکان کو مسجد بنایا۔

اور یہ سیاق ابن اسحاق کی روایت کا ہے۔ بخاری کے نزدیک یہ روایت
تغییر لفظی اور الفاظ کی تاخیر و تقدیم سے ہے۔

فصل نویں

حضرت ابو بکر صدیق کے خصائص کے بیان میں

آپ کے خصائص متعدد ابواب اور شعبین کے باب میں پہلے بیان
ہو چکے ہیں۔ اور اس سے پہلے بیان ہوا کہ پہلے اسلام قبول کرنے میں اختلاف
ہے۔ تاہم آپ نے سب سے پہلے اپنا اسلام ظاہر کیا۔ اور جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے بلا تاخیر و تردد قبول
کر لیا۔ یہ آپ کے اسلام کی فعل میں بیان ہو چکا ہے۔ ان کی صدیقیت کے اختتام
کے بارے میں ان کے نام کی فعل میں بیان ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف جلتے والے آپ سب سے پہلے خلیفہ ہیں۔ اس کا بیان
اُن کے والدہ کے اسلام لانے کی فصل میں گذر چکا ہے۔ اور بیشک حضور رسالت اک
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُن کی قبر شق ہوگی۔

شیخین کے مناقب میں پہلے بیان ہوا کہ سوائے حضرت ابوبکر کے مہاجرین
میں سے کسی کے والدین اسلام جمع نہیں ہوئے۔ اس سے پہلے حضور رسالت اک
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت میں خاص محبت اور آپ کی خدمت کرنے
کے بیان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث باب ہجرت میں گذر چکی ہے
عشرہ مبشرہ کے علاوہ باب میں اور اصحاب ثلاثہ کے باب میں اُن کا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام امت سے وزن میں راجع ہونا بیان ہو چکا ہے اور
اُن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بڑائی نہیں پہنچی۔
اسی عشرہ کے علاوہ باب میں بیان ہوا۔

حضرت علیؑ اور حضرت ابوبکرؓ کی محبت و غصوت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسالت اک
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے چھ دن بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؑ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے تو حضرت علیؑ نے حضرت
ابوبکرؓ کو فرمایا: اے خلیفہ رسول آپ بوقت فرمائیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں اُس شخص سے کیسے آگے بڑھوں جس کے
باسے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ
علیؑ مجھے ایسے ہے جیسے میں اپنے رب کیلئے ہوں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں اُس شخص پر بہت نہیں کروں گا جس کے

باسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے
سوائے ابوبکرؓ کے کوئی ایسا نہیں جس نے مجھے نہ ٹھٹھایا ہو۔ اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں
جس کے دروازے پر سوائے ابوبکرؓ کے دروازہ کے اندھرانہ ہو۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ
فرمان سنا ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: ہاں

پس حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اکٹھے داخل ہوئے۔
اس کی تحسین صحابہ نے موافق میں کی اور شائد دروازہ اُن کا میل ہو۔
اور اللہ ہی اس کو جانتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ سے حضورؐ کی موانست و غصوت

حضرت ربیعہ سلمیٰ سے روایت ہے کہ میرے اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان
تلع کلان ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے مجھے ناپسندیدہ کلمہ کہا۔ اور پھر اُس بدنام ہو
کر کہا: اے ربیعہ! مجھے ایسا ہی کلمہ کہہ دے تاکہ قصاص ہو جائے! میں نے کہا:
میں ایسا نہیں کروں گا۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: کہتے ہو یا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس لے جاؤں؟

میں نے کہا: میں ایسا نہیں کروں گا۔

حضرت ابوبکرؓ حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں تجھے گھسیٹ کر لے جاؤں گا۔
پھر وہ انہیں گھسیٹ کر حضور رسالت اک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لیجانے
لگے تو مسلمانوں نے جمع ہو کر کہا: ابوبکرؓ پر اللہ رحم کرے۔ آپ کے درمیان

کس چیز کا نزاع ہے؟

حضرت ربیعہ فرماتے ہیں، میں نے کہا: کیا تم انہیں دیکھ رہے ہو؟ ابو بکر میں یہ ثانی اتین اذہما فی الغبار ہیں" تم اس طرف توجہ نہ دو، اور جو تم دیکھتے ہو اس پر میری مدد نہ کرو۔ اگوتہ ناراض ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے تو ان کی ناراضگی سے ناراض ہو گئے۔ اور ان دونوں کی ناراضگی سے اللہ عزوجل ناراض ہو جاتے گا تو ربیعہ ہلاک ہو جائیگا۔

لوگوں نے کہا! ہمیں کیا حکم ہے! ربیعہ نے کہا! واپس جاؤ۔ پھر حضرت ابو بکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور میں ایک لای ان کے پیچھے چلا آیا، تو انہوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا، آپ نے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے ربیعہ! جو ستمیہ مدینہ کے مابین کیا بات ہے؟

میں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ اصرار ہے ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے ناپسندیدہ بات کہی اور مجھے فرماتے ہیں کہ میں انہیں بدلہ میں ایسی ہی بات کہوں مگر میں نے انکار کر دیا ہے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم انہیں یہ بات نہ کہو، بلکہ کہو: اے ابابکر اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرماتے۔ پس میں نے کہا اللہ تعالیٰ ابو بکر کی مغفرت فرماتے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر روتے ہوئے واپس تشریف لے گئے۔

بلکہ ابو بکر ساتھ ہوتے

حضرت قاسم بن حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک

شخص نے مجلس میں کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تو صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکیم ہی ان کے ساتھ ہوتے۔ تاہم نے کہا: اسے برا در قسم نہ کھائیں بلکہ ٹھہر جائیں اور یہ کہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

و ثانی اتین اذہما فی الغبار

اس روایت کی تحریج ابو عسیر نے کی۔

پہلے طریقہ والے خصوصیت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج کا دن رہبان یعنی ضمانت کا ہے اور کل کا دن سباق ہے یعنی سبقت والا ہے اور عرصہ جنت ہے جو آگ میں داخل ہوا اُس کیلئے ہلاکت ہے۔ میں آؤں ہوں، ابو بکر نمازی ہیں ہجر تلاوت کر رہے ہیں۔ اور لوگ پہلے طریقہ پر بعد میں ہیں پس اول اول ہے۔ اس روایت کی تحریج ہندی باللہ نے اپنے مشائخ کے تذکرہ میں کی۔ اور پہلے شیخین کے باب میں بیان ہوئی۔

اگر خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔ خصوصیت۔

حضرت جندب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دھال پاک کے پانچ دن پہلے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ عزوجل کی طرف اُس سے بری ہوں جو تم میں سے مجھے خلیل بنائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنا خلیل بنایا۔ پس اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیل بنانا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بنانا۔
(مفرداتِ مسلم)

میرا خلیل ابوبکر ہے خصوصیت۔

ابن امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ اور بیشک کوئی ایسا نبی نہیں جس کی امت سے اس کا خلیل نہ ہو یقیناً میرا خلیل ابوبکر ہے۔

واحدی نے اپنی تفسیر بیضاوی میں اس کی تفسیر کی۔

ابوبکر میرا ساتھی ہے خصوصیت۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیل بنانا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بنانا۔ لیکن ابوبکر میرا بھائی اور میرا دوست ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب کو اپنا دوست بنایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو اپنا خلیل بنانا تو ابوبکر کو بنانا۔ لیکن ابوبکر میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے۔ "بخاری"

اور روایت میں ہے اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیل بنانا تو ابوبکر کو بنانا لیکن اسلام کی اخوت افضل ہے۔ "بخاری"

حدیث "اِنَّ الشَّامِ عَلٰی الْبُؤْرُ" کے متن میں اس کا مزید بیان آئے گا اور اس کی تفسیر ابی بن کعب کی حدیث میں حافظ ابوالحسن علی بن عمر حلی سمری

نے کی ہے۔ اور اس میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ ابی بن کعب نے کہا تمہارے نبی کے ساتھ میرا لوگوں سے یہ بات کرنے کا عہد ہے کہ حضور رسالت مآب نے اپنے وصال پاک سے پانچ یوم قبل فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں جس کی امت میں اس کا خلیل نہ ہو اور میری امت سے میرا خلیل ابوبکر بن ابی قحافہ ہے۔ اور آپ نے یہ بات اپنے ہاتھ مبارک کو اٹھاتے ہوئے فرمائی۔ اور فرمایا: خبردار اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا۔

یہ حدیث خلت کی نفی کرتی ہیں۔ احادیث خلت کی نفی کرنیوالی احادیث زیادہ صحیح اور درست ہیں۔ اور اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت ابوبکر کے ساتھ آپ کے اشتیاق خلت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی خلت سے بریت نہ کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہوگی۔ اگر آپ کے خلیل بنانے میں اللہ تعالیٰ کی خلت اُن کے مانس ہونے کی رعایت اُن کی طرف ابوبکر کی شان کی عظمت کیسے ہوگا۔ اور یہ اللہ عزوجل کی خلت سے بھرنا نہیں بلکہ دو خلیتیں ثابت ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اس ضمن میں ایک حدیث حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف کیسے ہے اور دوسری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شرف کیسے ہے۔

حضرت ابوبکر کا دروازہ مسجد میں کھلا رہے گا خصوصیت۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے راستوں میں کھلنے والے دروازے بند کر دیئے سوائے حضرت ابوبکر کے۔

اس روایت کی تفسیر ترمذی نے کی اور ابن اسحاق نے اسے نقل کرتے ہوئے اس کے آخر میں یہ زیادہ کیا کہ بیشک میں ایسے شخص کو مانتا ہوں جو اس سے صحابیت

میں افضل بنو۔

حضرت جبریل سے روایت ہے کہ یہ وہ دروانے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں کھلتے تھے تو آپ نے اس کے ساتھ حکم دیا کہ سوائے ابوبکر کے سب کے دروانے بند کر دیئے جائیں صحابہ نے کہا: آپ نے اپنے خلیل کے علاوہ ہمارے دروانے بند کر دیتے ہیں۔

آپ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے اُن میں کھڑے ہو کر فرمایا: کیا تم کہتے ہو کہ میں نے تمہارے دروانے بند کر دیتے ہیں اور اپنے خلیل کا دروازہ چھوڑ دیتا ہوں؟ اگر تم میں سے میرا کوئی خلیل ہوتا تو وہی میرا خلیل ہوتا۔ لیکن میرا خلیل اللہ تعالیٰ ہے۔ کیا تم میرے لئے میرے ساتھی کو بھڑکائے دیتے؟ بیشک وہ اپنے مال و جان سے میرا مؤنس ہے اور اُس نے میری تصدیق کی اور تم میری تکذیب کرتے تھے۔

اس روایت کی تفسیر صاحب فضائل نے کی۔ اور یہ مرس روایت ہے۔ اس کے بعد اس کا ذکر آئے گا۔

دروازہ نہیں، درجہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے ابوبکر کا اس کی صحبت اور اُس کے مال کے سلسلہ میں مجھ پر احسان باقی ہے۔ اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ لیکن آخرت اسلام ہے اور سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے کسی کی کھڑکی مسجد میں باقی نہیں۔

(مسند احمد، ترمذی، ابوحاتم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض وصال میں سرسبارک پر پٹی باندھی اور منبر پر بیٹھ

کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا:

”لوگوں میں سے مجھ پر سوائے ابن ابی قحافہ کے جان و مال سے کسی کا احسان نہیں۔ اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن خلت اسلام ہے۔ میں نے مسجد میں کھلنے والی سب کھڑکیاں سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے بند کر دی ہیں۔“

تشریح

ابو حاتم کے الفاظ ہیں کہ سوائے حضرت ابوبکر کے سب کی کھڑکیاں بند کر دیں اس امر پر دلیل ہے کہ تمام لوگوں کو سوائے حضرت ابوبکر کے خلافت سے روک دیا گیا ہے۔

میں کہتا ہوں اُس کا یہ ایک قول دلالت میں قائم نہیں ہوتا۔ اور قرآن حال کو ضم کرنے سے یقیناً یہ مراد حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ آپ کا حالت مرض میں منبر پر تشریف لانا اور لوگوں کو حضرت ابوبکر کے حق میں اُن کی تعریف کیسے متوجہ کرنا اور ذلیلت کے تذکرہ میں اُن کی نفیست بیان کرنا ایک اطلاع ہے کہ بیشک ابوبکر میرے بعد میرے خلیفہ میں۔ اور یہ قول ایسے ہے جیسے انہیں وصیت فرمائی گئی ہو کہ ابوبکر آپ کے وصال پاک کا وقت خیر ہے تھا اس لئے صحابہ کرام نے آپ کے قال اور حال کو سمجھ لیا تھا۔

۳ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجتہ الوداع سے مراجعت پر منبر شریف پر بیٹھ کر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا اور جو اُس میں پھولوں اور عسرت سے ہے اُمم سے جو چاہے پسند فرمائے اور ہمیشہ اس میں رہے

یا اس کے نزدیک جو جنت ہے اُسے اختیار فرماتے ہیں اُس نے جو اللہ کے پاس اور جنت میں ہے اُسے پسند کر لیا۔

یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ رونے لگے اور عرض کی یا رسول اللہ! ہماری مائیں اور ہمارے باپ آپ پر قربان، چنانچہ دنیا کی بجائے جنت کو اختیار کرنے والے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے۔ لیکن ہم نہ جان سکے۔ اور حضرت ابوبکرؓ انور کو ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

صحیح ہے دلیل خلافت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ پر کسی کی صحبت اور مال کا احسان نہیں، مگر ابوبکرؓ کے مال اور صحبت کا احسان باقی ہے۔ اور اگر میں کسی کو خلیفہ بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ مگر ان سے اسلامی اخوت ہے۔

پھر فرمایا! سوائے ابوبکرؓ کے کسی کی کھڑکی مسجد میں باقی نہ رہے۔ پس ہم نے جان لیا کہ آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔

اس روایت کی تحریج حافظ ابو قاسم دمشقی نے کی اور کہا اس کا متن وصحت ہے اور اسناد قریب میں۔

میں اللہ کا خلیفہ ہوں

حضرت ابی المصلیٰ زید بن لوزان انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگوں میں ابوبکرؓ کا مجھ پر احسان ہے۔

ایسے ہی حدیث ابوسعیدؓ کا سیاق ہے اور اس قول کے بعد فرمایا! اگر کسی کو خلیفہ بنانا تو ابی بکرؓ کو بنانا۔ لیکن دو یا تین مرتبہ فرمایا! اور بتی اور اخوت ایمان ہے۔

اور تمہارے صاحب اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔

اس روایت کی تحریج ترمذی اور حافظ دمشقی نے کی اور کہا اس کا متن وصحت اور اسناد قریب میں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ پر لوگوں میں سے ذات، جان اور ہاتھ سے ابوبکرؓ کا احسان ہے۔ اگر میں کسی کو خلیفہ بنانا تو اُسے بناتا، مگر اُس سے اخوت اسلامی ہے۔ اور قبیلہ میں سوائے حضرت ابوبکرؓ کے سب کے درپے بند کر دیتے۔

اس روایت کی تحریج اُن کے ملاحی میں کی کہ بند کئے گئے دیہیوں میں دلیل منطوقہ ہے "قبلہ میں" کا مفہوم یہ ہے کہ قبلہ منہ ہونے کے علاوہ جو درپے مسجد میں تھے وہ بند نہیں کر دئے تھے۔

ابوبکرؓ کا احسان باقی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے نزدیک تم میں سے کوئی بھی ابوبکرؓ سے اعظم نہیں۔ اُس نے جان و مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی کو میری زوجیت میں دیا۔
"خسر جہ فی فغانہ"

۲ حضرت ہبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگوں میں اپنی صحبت، ذات اور اپنے مال سے ابوبکرؓ کا مجھ پر احسان ہے۔ پس یہ امت پر اُس کی محبت، اُس کا شکر اور اُس کی حفاظت یعنی اُن سے کفرِ بتان سرفرازی ہے۔

اس روایت کو خلیفہ نے تالیف بغداد میں اور صاحب فغانی نے نقل کیا۔

مخصوصیت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مجھے کبھی کے مال نے کوئی فائدہ نہیں دیا مگر ابوبکر کے مال نے فائدہ دیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے کہا، یا رسول اللہ! میرا مال آپ ہی کا مال ہے۔

اس روایت کی تفسیر صحیح احمد بن حنبل، ابومساتم، ابن ماجہ اور حافظ دمشق نے موافقات میں کی۔

۴ حضرت مسیح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مسلمانوں میں سے کسی شخص کے مال نے مجھے ابوبکر کے مال سے زیادہ نفع نہیں دیا۔

وہ بھی غنی یہ بھی غنی۔ خصوصیت۔

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا، جو لوگوں میں اپنے نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ قریبی اور اُن میں سے سب سے بڑے غنی اور اُن میں سب سے زیادہ منزلت والے کو دیکھنا چاہیے تو علی ابن ابی طالب کی طرف دیکھو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا، اُنہوں نے شاید لوگوں پر شفقت کی وجہ سے فرمایا ہے۔ اور بیشک وہ غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اور لوگوں میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے ہاتھ اور ذات میں سب سے بڑے غنی ہیں۔ (خسر حید ابن السمان)

اللہ کا رسول کافی ہے۔ خصوصیت۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا، ہمارے نزدیک کسی کیلئے ہاتھ نہیں، مگر ہم اس کے ساتھ اُس کے لئے کافی ہیں۔ ابوبکر ہمارا دوست ہے۔ اُس کے لئے ہمارے پاس ہاتھ ہے۔ اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کیلئے کافی ہے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی اور کہا غریب ہے۔

ابوبکر کے دل کا دروازہ روشن ہے۔ خصوصیت۔

مقدم بن سعدی کرب سے روایت ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا تو حضرت ابوبکر نے اُن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت کی وجہ سے اُن سے اعراض کر دیا۔ مگر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کی شکایت کر دی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا، کیا تم میرے لئے میرے ساتھی پر دعویٰ کرتے ہو؟ تمہاری شان کیا ہے اور اُس کی شان کیا ہے؟ خُدا کی قسم! تم میں کوئی شخص نہیں، مگر اُس کے دل کے دروازے پر اندھیرا ہے، سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔ بیشک اُس کے دروازے پر روشنی ہے۔

خُدا کی قسم! تم نے میری تکذیب کی اور ابوبکر نے میری تصدیق کی۔ تم نے آپ سے دُک لے لی اور اُس کا مال میرے کام آیا۔ تم نے مجھے اپنی ذات سے رسوا کیا اور اُس نے میری سزا دی۔ (خسر جہاد ابی الفخائل)

ہمارے بڑے جو روایت ابی القاسم عبد الرحمن بسط سے اُس نے اپنے دروازے اُسے سلفی سے اپنی سند کے ساتھ بیان کی ہے کہ جو نفع مال نے دیا، ابوبکر کے مال نے دیا۔

مجھے ایذا نہ دو

حضرت ابی برداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی چادر کا گوشہ پکڑے ہوئے آئے۔ یہاں تک کہ چادر ان کے کندھوں سے گر گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا: کیا تمہارے ساتھی کسی سے لڑ کر لاتے ہیں؟ حضرت ابوبکر نے سلام عرض کیا اور کہا: عمر بن خطاب اور میرے درمیان کوئی بات ہوتی تو میں نے فوراً اُس کی طرف رجوع کیا اور اظہارِ بندامت کرتے ہوئے اُس سے معافی مانگی، مگر اُس نے معافی لینے سے انکار کر دیا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: اے ابابکر اللہ تیری مغفرت فرماتے۔ پھر حضرت عمر نامہ ہو کر حضرت ابوبکر کے گھراتے تو انہوں نے کہا ابوبکر گھر پر نہیں ہیں۔ پھر وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کا رخ انور متغیر ہو گیا۔

حضرت ابوبکر بہت متحزن مال دیکھ کر ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل ہو کر دو مرتبہ کہا: یا رسول اللہ! مجھ سے ظلم ہوا۔ آپ نے دو مرتبہ فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے میری تکذیب کی اور ابوبکر نے کہا: صدقت، اور اُس نے جہانِ دمال سے میری مدد کی، کیا تم میرے لئے میرے ساتھی کو پھوڑ دو گے؟ اور اس کے بعد مجھے ایذا نہیں دو گے، اس روایت کے اختصار میں بخاری کی انفرادیت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرماتے۔ اور اُسے جزائے خیر عطا فرماتے۔ اُس نے جان و مال سے

اللہ کے رسول کی مدد کی۔ (خسرۃ مافظہ سلفی)

خدا کو چھتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس عبادِ ادل سے بیٹھے تھے جس کے سینے کے خسل کو کانٹے کا بٹن لگا کر پورا کیا تھا۔ پس جبریل امین آئے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا محمد! میں ابوبکر کی عباد کو کیسی دیکھ رہا ہوں۔

آپ نے فرمایا: اس نے اپنا تمام مال قبلِ نفع مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔

حضرت جبریل نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام پڑھا ہے اور آپ کو فرمایا ہے، ابوبکر سے پوچھیں کہ تجھ سے اللہ تعالیٰ نے جو چاہا ہے، تو تجھ پر خوش ہے یا ناراض؟

پہنچاؤں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجھے سلام بھیجا ہے اور تجھ سے پوچھا ہے کہ تو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟

حضرت ابوبکر نے عرض کی: میں اپنے پروردگار سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے خوش ہوں۔ میں اپنے رب سے خوش ہوں، میں اپنے رب سے خوش ہوں۔ اس روایت کی تحریف مافظہ بن عید، صاحبِ صفوت اور فضائی نے کی۔

تشریح

اس روایت کے ظاہر سے اُس نے حجت پکڑی ہے جو اس طرف گید ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

”لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَالَ كَلَّ“

تم میں سے برابر نہیں، جس نے فتح کے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کیا اور جنگ لڑی۔

پہلی حدیث اس اختصار کی صراحت کرتی ہے جو اس پر اس کے بعد معمول ہوگا۔ مطلقاً مقید بر محل ہوگا۔

سب کچھ پیش کر دیا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چالیس ہزار دینار خرچ کئے۔ ابوہامہ:

حضرت عسروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے تو ان کے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو انہوں نے رب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ادنیٰ سبیل اللہ خرچ کیتے۔

مال کی بجائے خیر کثیر چھوڑی ہے

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کیلئے نکلے تو حضرت ابو بکر صدیق کے پاس پانچ یا چھ ہزار دینار تھے جو انہوں نے اپنے تمام مال کے ساتھ اٹھائے، اسی اثناء میں ہمارا دارا ابوقحافہ ہمارے پاس آیا تو اس کی بیٹائی ختم ہو چکی تھی۔ اس نے کہا: خدا کی قسم، میں دیکھتا ہوں کہ ابو بکر نے اپنے جان و مال کے ساتھ تمہیں معیت میں بٹلا کر دیا ہے۔ میں نے کہا، نہیں بابا جان انہوں نے ہمارے لئے خیر کثیر چھوڑی

ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میرے والد گرامی گھر میں جہاں مال رکھا کرتے تھے۔ وہاں انہوں نے کپڑا ڈال کر اوپر پتھر رکھ دیتے تو میں نے پوچھا: ابا جان آپ نے یہاں مال رکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے تمہارے لئے یہاں کوئی مال نہیں چھوڑا۔ مگر میں نے چاہا کہ اس بٹسے کو سکون حاصل ہو جائے۔ اس روایت کی تفسیر ابی اسحاق نے کی اور اس میں اور اس سے پہلے بیان کردہ روایت میں تضاد نہیں۔ المختصر

حضرت ابو بکر نے سات مسلمان آزاد کروائے

حضرت عسروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات غلاموں کو آزادی دلوائی جو اللہ کی راہ میں معذب ہوتے تھے۔ ان میں حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اس روایت کی تفسیر ابی عمر و نے کی۔

ہشام بن عسروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے سات افراد کو آزاد کر دیا جو اللہ کی راہ میں معائب برداشت کرتے تھے۔ اور وہ یہ ہیں۔

حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت زبیرہ، حضرت ام حبیس، حضرت نہدیہ اور اسکی بیٹی اور عمرو بن مومل کی کنیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس روایت کی تفسیر ابی سعید نے کی۔

بلال کی قیمت

سمیل بن قیس سے روایت ہے، کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حضرت بلال کو پانچ اوقیہ سونے کے عوض خریدا۔ تو پھر وہ اس سے اُن کا چہرہ مدق تھا۔ لوگوں نے کہا: اگر آپ انکار کر دیتے تو ہم اسے ایک اوقیہ سونے کے عوض فروخت کر دیتے؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر تم انکار کر دیتے تو میں تم سے اسے نوا اوقیہ سونے کے عوض خرید لیتا۔ (خرید فی صفت)

ابن اسحاق نے کہا: حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام حسانہ تھا۔ حضرت بلال عادیق الاسلام اور طاہر القلب تھے: امیہ بن خلف انہیں گرم باٹے سے لکاتا تو رادی بلی میں اُلٹا لٹا کر کہتا کہ اس کی کمر پر بڑا سا پتھر رکھ دو۔ پھر اپنے خادم کو کہتا: اسے ہمیشہ اسی حالت میں رہنے دو یہاں تک کہ با تو اسے موت آجائے۔ یا پھر ”مُحَمَّدٌ“ کا انکار کر کے لات دھری کی بدستنی کرے۔ جبکہ حضرت بلال اس مصیبت اور بلا میں اُحد اُحد پکارتے تھے۔ جناب درقہ بن نوفل اُن کے پاس سے گزرے تو اس عذاب میں اُحد اُحد کا درد کر رہے تھے۔

ورقہ نے کہا: اے بلال خدا کی قسم، اُحد اُحد ہے۔ پھر وہ امیہ بن خلف کے پاس بنی حج کے گھروں میں آئے تو اسے کہا: میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو کہ اُس نے مجھے والے کو رب مانا ہے۔ پھر وہ حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ کے پاس آئے تو انہیں بتایا کہ کافروں نے حضرت بلال پر یہ بھم بھاکر رکھا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق کا گھر بنی حج کے گھروں میں تھا۔ وہ امیہ بن خلف کے پاس آئے اور اسے کہا: کیا تو اس مسکین کے بارے میں خدا سے نہیں ڈرتا، یہاں تک کہ مر جائے؟

امیہ نے کہا: کیا اُس نے فساد نہیں ڈالا، آپ اسے پھڑائیں۔

حضرت ابو بکر نے کہا: میرے پاس ایک سیاہ نام غلام ہے جو اس سے زیادہ طاقت ور اور جسیم ہے۔ اس کے بدلے میں تجھے وہ غلام لے دیتا ہوں۔ امیہ نے کہا: مجھے قبول ہے۔ حضرت ابو بکر نے کہا: وہ تیرا ہو گیا۔ پس حضرت ابو بکر نے وہ غلام امیہ کو دے کر حضرت بلال کو آزاد کر دیا۔

بینائی واپس مل گئی

پھر انہوں نے عت سے قبل چھ مسلمان افراد کی گردنیں پھڑائیں۔ اور حضرت بلال اُن میں ساتویں تھے۔ ان لوگوں میں حضرت عمار بن فیروہ کے ملاوہ خرت امیہ اور حضرت زبیر و قیس۔

جب حضرت زبیر و رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزادی ملی تو اُن کی عبارت جاتی رہی۔ قریش نے کہا: اتیری عبارت لات اور عسٹری نے جین لی ہے۔ حضرت زبیر نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو، بیت اللہ کی قسم لات و عسٹری نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی بینائی واپس کر دی۔

مالک کا حق

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن غلاموں کو آزادی دلائی تھی اُن میں حضرت تہدیہ اور اُن کی بیٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنی عبدالدار کی ایک عورت کی کنیز تھیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے گزرے تو وہ اُس عورت کیلئے چکی میں رہی تھیں اور وہ انہیں کہہ رہی تھی: واللہ میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گی۔

حضرت ابوبکر نے اُسے فرمایا: اے اُم فلاں! تیرے لئے یہ قسم جائز ہے،
اُس نے کہا: جائز ہے تو ان دونوں کو اکساتا ہے تو انہیں آزاد کر دے۔
حضرت ابوبکر نے فرمایا: کیا ہوگی؟ اُس نے کہا: ایسے اور ایسے لوگ۔
حضرت ابوبکر نے کہا: منظور ہے اور اُس نے جو مال کا ادا کر دیا۔ اور انہیں
ان کی آزادی کے بارے میں بتایا۔ اور فرمایا: اُس کا اٹا حوالے کر دو انہوں
نے کہا: اے ابوبکر! اُس کے کام کو بڑا کرنے کی اجازت دیں گے؟ اُس نے
فرمایا: یہ تمہاری مرضی ہے۔

اسلام نہیں چھوڑ دیں گی

قبیلہ بنی عدی کے بنی ثعل کے پاس سے گذرے تو عمر بن خطاب
ایک کینز کو رہے تھے کہ وہ اسلام چھوڑے۔ ان دنوں حضرت عمرؓ شریعت
جب اس کینز کو بلایا تو اُس نے تڑپتے ہوئے کہا، میں تڑپتی رہوں گی مگر
اسلام نہیں چھوڑوں گی۔ اور کہتی تھی، اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ بھی ایسا ہی کرے۔
پس حضرت ابوبکر نے اُسے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے: ہمارے سردار حضرت
ابوبکر نے ہمارے سردار حضرت لال کو آزاد کر دیا۔ حضرت لال نے حضرت ابوبکر
کی خدمت میں عسریٰ کی۔ اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خرید لیا ہے تو مجھے روک لیں۔
اور اگر اللہ کیلئے خرید لیا ہے تو مجھے چھوڑ دیں۔ (بخاری)

محبوب خدا کا محبوب

اس سے پہلے باب العشر میں مسلم: احمد اور ابوالحسن کی نقل کردہ روایت

کی حدیث بیان ہوئی اور حشرہ کے علاوہ ترمذی کی بیان کردہ اُم المؤمنین حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حسن و جمیل حدیث بھی نقل کی جا چکی ہے۔
علاوہ ازیں یہ مسند احمد فرماتیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ
آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ
لوگوں نے کہا: ہمارا مقدمہ دونوں سے جو چھینا تھا؟

آپ نے فرمایا: اُس کا باپ۔ ترمذی، ابن ماجہ، سنن قزوینی
۲۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ
اُم المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وفات کے بعد حضرت
عثمان بن مظعون کی بیوی اُم المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی،
یا رسول اللہ! کیا آپ شادی کریں گے؟ آپ نے فرمایا: کس سے؟ جناب سودہ
نے کہا: اگر آپ جاہیں تو کنواری سے اور اگر جاہیں تو مطلقہ سے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کنواری کون اور مطلقہ کون؟
حضرت سودہ نے کہا: کنواری اُس کی بیٹی ہے جو آپ کو مخلوق خدا میں
سب سے زیادہ محبوب ہے۔ یعنی عائشہ بنت ابوبکر صدیق۔ اور مطلقہ سودہ بنت
زمرہ ہے جو آپ کے ساتھ ایمان لاتی ہے۔ اور آپ کی پیروی کرتی ہے۔ پھر
آپ کی تزویج مبارک کا ذکر کیا۔

اس روایت کی تفسیر ابوجہم باہلی نے اور صاحب فضائل نے کی۔ اور
فضائل از واج مطہرت میں اس تزویج کا بیان آئے گا۔

ابوبکر کیلئے حضور کا تبسم "غصوبیت"

زہری سے روایت ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح کے دن عورتوں کو گھوڑوں پر شراب کے داغ لگاتے دیکھا تو حضرت ابوبکر صدیق کھنکھاتے ہوئے فرمایا: "ابنہ ماق"۔

امت کے ساتھ رحم دلی "غصوبیت"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر میری امت پر امت کے ساتھ رحم کرنے والا ہے۔ اس روایت کی تحسین جبار زراق نے اور لغوی نے معانیج الحسان میں کی۔ ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امت پر اس کے نبی کے بعد ابوبکر رحم کرنا ہے۔ (خریج فی فضائلہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ چار لاکھ افراد کو بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عسری کی یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دنوں تمہیلوں کو جمع کر کے فرمایا: ایسے ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اے ابوبکر! تیری مرضی ہوگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اے عمر! میں دعا کروں گا اور جو تجھ پر ہے اگر ہم سب کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے۔

حضرت عمرؓ نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمام مخلوق کو ایک بھیل سے جنت

میں داخل کرے۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمرؓ نے فتح کہا۔ اس روایت کو طبرانی نے معجم میں اور ابوقاسم دمشقی نے معجم البلدان میں نقل کیا۔

افضل اور بہتر "غصوبیت"

پیش از یہ حدیث غصوبیت اور بخاری، مسلم وغیرہ کی تحسین کر دے جسے احادیث و آثار کا خلفاء اربعہ ثلاثہ اور شیوخ بنی اللہ عنہم کے ابوبکر میں بیان ہوا۔ حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو امام بنا کر فرمایا: اے ابا درداء! میں نے تمہارا اہل سے بنایا ہے جو تجھ سے دنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد کسی شخص پر سونچ کا طبع و غریب نہیں ہوا جو ابوبکر سے افضل ہو۔ اس روایت کی تحسین فہرست فیہ فیہ نے تمہید میں کی اور دارقطنی نے اسے نقل کرتے ہوئے انبیاء کے ساتھ مرسلین کا الفاظ میں نہیں کیا۔

تفسیر صادق

سمان نے الموفق میں حضرت امام حنفی صادق بنے امام محمد باقر علیہما السلام سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ہم اس میں نہیں کہتے، ہم اس میں نہیں کہتے، مگر خیر یا فرمایا: ہم اس حدیث کے بعد ان کے حق میں سوائے خیر کے کچھ نہیں کہتے، مجھ سے میرے باپ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا: مجھ سے میرے والد گرامی حضرت امام علی زین العابدین نے اپنے والد گرامی حضرت امام حسین علیہم السلام سے

حدیث بیان کی انہوں نے فرمایا! میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے سنا، انہوں نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فخرتے ہوئے سنا "ما طلعت شمس ولا غروبہ الا و علی بن ابی طالب نے مذکورہ بالا پوری حدیث بیان کر کے فرمایا! اگر میں نے تیرے لئے یہ روایت خبر دی بیان کی ہو تو مجھے میرے نانا کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ اور میں قیامت کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔

حضرت جابر کی گواہی

۱ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا! تمہارے پاس ایسے شخص آئیں والا ہے کہ میرے بعد جس سے بہتر اور افضل اللہ تعالیٰ نے کسی کو پیدا نہیں کیا۔ اور اُس کی شفاعت ابیہ کرام علیہم السلام کی شفاعت جیسی ہوگی۔ ہم ابھی وہاں سے بیٹے نہ تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر انہیں بوسہ دیا اور بٹھایا۔

اس روایت کی تحریج حافظ خلیل ابوبکر احمد بن ثابت بغدادی نے کی۔

۲ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے اصحاب میں سے ابوبکر بہتر ہیں۔

۳ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مہاجرین و انصار کے کچھ لوگ حضور رسالت اکابر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر کھڑے تھے اور ہماری آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے پاس تشریف لاتے اور فرمایا! تم میں کس بات کا نزاع ہے؟

ہم نے عرض کی! ہم فضائل کا تذکرہ کر رہے تھے۔

آپ نے فرمایا! تم میں سے کوئی بھی ابوبکر پر سبقت نہیں رکھتا۔ بیشک وہ دنیا و آخرت میں تم میں افضل ہے۔

یہ دونوں روایتیں صاحب فضائل نے نقل کیں۔

۴ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ابوبکر اللہ تعالیٰ نے تمہارے امر کو تمہاری بھلائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ثانی اثنین اذہب فی الفار اور تم لوگوں سے بہتر یہ جمع فرمایا۔ خیرہ بخاری

فاروق اعظم کا عقیدہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ابوبکر ہمارے سردار ہم سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہم سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس روایت کی تحریج ترمذی نے کی اور کہا حسن صحیح ہے۔

۲ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! میں نے آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا، تو انہوں نے فرمایا! کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اُس نے کہا! نہیں۔

حضرت عمر نے فرمایا! اگر تو کہتا کہ دیکھا ہے تو میں تیری گردن اتار دیتا۔ پھر فرمایا! کیا تو نے ابوبکر کو دیکھا ہے؟ اُس نے کہا! نہیں۔

فرمایا! اگر تو کہتا دیکھا ہے تو میں تجھے سزا دیتا۔ خیرہ القلی
۳ زہری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! میں نے تجھ سے افضل کسی کو یا کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ تو حضرت

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے فرمایا: کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں۔ پوچھا کیا تو نے ابوبکر کو دیکھا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تو نے ابن دونوں میں سے کسی کو دیکھا ہے تو تجھ پر مصیبت نازل کر دیتا۔

اس روایت کی تحریج فضائل میں کی گئی اور کہا حدیث حسن ہے مگر مرسل ہے کیونکہ زہری نے حضرت عمر کو نہیں دیکھا۔

حضرت علی کی دفا حینس

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا: کیا آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن خلافت کو تم پر چھوڑ دوں گا۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر چھوڑا تھا، ہم نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! کیا خلافت ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر اللہ کے علم میں تمہاری بھلائی ہے تو وہ تم پر تمہارے بہتر شخص کو عامل بنائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے علم میں ہماری بھلائی تھی۔ چنانچہ اُس نے حضرت ابوبکر کو ہم پر عامل بنا دیا۔ "الموافق لابن سمان"

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ تمہاری بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے تو تمہیں خیر پر جمع کر دیگا۔

۳ موسیٰ بن شداد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سنا، آپ فرماتے تھے، حضرت ابوبکر ہم میں افضل تھے۔

شیبہ بن عسک کے سردار غوثیت اسماعیل بن خالد سے روایت ہے

کہ مجھے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث پہنچی ہے۔ انہو نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: اے عرب! کہ سردار آپ نے فرمایا، میں اولادِ آدم کا سردار ہوں، تیرا پسر کے بوطھوں کا سردار ہے، اور علی عسک کے جوانوں کا سردار ہے۔

حضرت ابن مسعود کا مشورہ

اس روایت کی تحریج ابونعیم بصری نے کی اور اُس نے غیلانی سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اپنا امام اپنے بہتر آدمی کو بناؤ، بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد ہمارا امام ہمارے بہتر کو بنایا۔ "خروجہ ابونعیم"

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہمارے والی ابوبکر مدیق ہیں۔ پس وہ بہتر خلیفہ، ہمارے ساتھ رحمدل اور ہم پر مہربان ہیں۔ "الموافق ابن سمان"

یث بن سعد نے کہا: حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی صحابی ابوبکر سے افضل نہیں۔

سب سے زیادہ بہادر "فصیحہ مصیبت"

محمد بن عقیل سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے لوگوں سے پوچھا: سب سے بہادر کون ہے؟

لوگوں نے کہا: اے امیر المؤمنین آپ۔

حضرت علی نے فرمایا: مگر میں میدان میں کسی ایک شخص سے رٹا کرتا تھا۔

جبکہ سب سے بہادر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے خیمہ لگایا تو ہم نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہیں، ہو سکتا ہے مشرکین آپ پر حملہ کر دیں۔ پس خدا کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب نہ تھا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار لے آپ کے سر پرانے کھڑے تھے۔

مزید فرمایا: جب مشرکین مکہ اگلے ہو کر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکہ منکر میں حسد اور ہوتے تو انہوں نے کہا: آپ نے ایک مبیود مقرر کر رکھا ہے۔ پس خدا کی قسم! ہم میں سے سوائے ابوبکر کے کوئی آپ کے قریب نہ گیا۔ انہوں نے انہیں روکتے ہوئے فرمایا: تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا مومن آل فرعون بہتر ہے یا ابوبکر؟

لوگ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا: تم جواب کیوں نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! حضرت ابوبکر کی ایک ساعت مومن آل فرعون سے بہتر ہے۔ مومن آل فرعون وہ شخص تھا جس نے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایمان ظاہر کر دیا تھا۔ الموافق ابن سمان، فغافل ابوبکر۔

تشریح

اس کے بعد یہ ذکر مناسب ہے اور مشہور ہے کہ شدید حادثوں کے وقت بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آتی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے انجمن اناس ہونے کی گواہی دی جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق ثبات القلب تھے۔ جس میں ابوشریحہ

کہ روایت ہے کہ نبی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منبر پر سرفرمانے ہوئے سنا کہ حضرت ابوبکر ثبات القلب تھے۔

جنگ بدر میں حضرت ابوبکر کا کردار

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دن اپنے خیمہ میں فرمایا: اہل میں تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ اپنی اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے؟ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر عرض کی یا رسول اللہ! آپ کا اپنے رب کے حضور میں یہی گواہی دانا کافی ہے پھر وہ زرہ پہنے یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ یہ مردہ بگایا جانے والا ہے اور اس کی پشت پر جاسٹل بلکہ آنکھ دعدے کی گھڑی آہنچی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کی کہ بدر کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار اور آپ کے ساتھیوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔ تو آپ نے قبضہ رخ ہو کر دعا کے لئے ہاتھ لیے کر لئے۔ پس آپ اپنے پروردگار سے یہ دعا کرتے: اہل! مجھے وہ دعا فرما جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اگر اس جنگ میں اہل اسلام ہلاک ہو گئے تو زمین پر کبھی عبادت نہ کی جائیگی۔ پس آپ قبلہ سو ہو کر اپنے پروردگار کے سامنے مسلسل ہاتھ لیے کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے شانہ ہاتھ اقدس سے آپ کی ردا مبارک گر گئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی ردا لے آؤں اٹھا کر آپ کو اوٹھائی۔ پھر آپ کے پیچھے بیٹھ کر عرض کی: اے اللہ کے! آپ کا پروردگار آپ کی سختیوں میں آپ کی کفالت فرمائے گا

اور آپ کے ساتھ جو وعدہ اُس نے کیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

”اذ تستغيثون ربكم فاستجاب لهم اني ممددكم من ملائكتي مرففين“
جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے تمہاری سُن لی۔ وہ تمہیں ہزار فرشتوں سے مدد دینے والا ہے۔

۳۔ ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کے دن صفوں کو درست فرما کر اپنے خیمے میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اُس خیمہ میں آپ کے علاوہ بھی تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو وعدہ نصرت یاد دلاتے ہوئے عرض کی: اے اللہ! اگر اس جنگ میں یہ مسلمان لوگ شہید ہو گئے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے تھے: یا رسول اللہ! آپ کا رب آپ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرمائے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمے میں معروف التجاء تھے۔ پھر آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کو متوجہ ہو کر فرمایا: اے ابوبکر! تجھے بشارت ہو، اللہ تعالیٰ نے تجھے نصرت عطا فرمادی۔ اس اُڑتے غبار میں یہ جبریل اپنے گھوڑے کی عنان پکڑے ہوئے ہیں۔

۴۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب میدان کارزار گرم تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھ مبارک اٹھا کر اللہ تبارک و تعالیٰ سے موجود نصرت کا سوال کر رہے تھے۔
”اے اللہ! اگر مسلمانوں کی اس جماعت پر مشرکین غالب آ گئے تو تیرا دین

قائم نہیں رہے گا۔ اور حضرت ابوبکر عسریٰ کرتے تھے: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کی ضرورت مدد فرمائے گا اور آپ کے چہرے کو روشن فرمائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے کناروں پر ایک ہزار فرشتے مسل نازل فرمائے اور آپ نے حضرت ابوبکر کو فرمایا: ابوبکر! تجھے خوش خبری ہو یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو زمین و آسمان کے درمیان زبرد و عمامہ رانندہ ہیں اور اپنے گھوڑے کی عنان تھامے آ رہے ہیں۔ اور جب وہ زمین پر اترے تو اُس لمحہ مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر غائب ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ آپ کی دعا کو نصرت عطا فرمائی ہے۔
”خسرتی ما صاحب فضائل“

صلح حدیبیہ میں حضرت ابوبکر کا کردار

۱۔ زہری بن عسیر اور مروان بن الحکم دونوں نے حضرت عمر سے روایت کی کہ انہوں نے حدیبیہ کے باسے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔

میں نے کہا: ہمارے دین میں دنیا نہیں دی گئی؟
آپ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور اُس کا حبیب نہیں ہوں پس وہ میرا مددگار ہے۔

میں نے کہا: کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ شریف کا طواف کریں گے؟
آپ نے فرمایا: کیا میں نے تجھے اسی سال کی خبر دی تھی؟

میں نے کہا: نہیں،
آپ نے فرمایا: تو آئے گا اور کعبہ کا طواف کرے گا۔

میں نے کہا! کیا ہم خدیو برادر ہمارے دشمن باطل پر نہیں!
آپ نے فرمایا! ہاں کیوں نہیں۔

میں نے کہا! ہمارے دین میں دُشیا نہیں دی گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے شخص بیشک آپ اللہ
کے رسول ہیں۔ یہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کا مددگار ہے۔ پس
تو آپ کی کتاب تمام کر رکھ، خدا کی قسم! یقیناً وہ حق پر ہیں۔

میں نے کہا! کیا آپ نے ہمارے ساتھ بات نہیں کی تھی کہ ہم بیت اللہ شریف
کا طواف کریں گے؟

حضرت ابوبکر نے کہا! کیا تجھے یہ خبر دی تھی کہ تو اسی سال بیت اللہ شریف
میں آئے گا۔

میں نے کہا! نہیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا! تو آئے گا اور اس کا طواف
کرے گا۔

(بخاری، مسلم)

آخری ملاقات

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام کیلئے اپنے مسکن سے گھوڑے پر تشریف
لائے۔ یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور بغیر کسی سے گفتگو کئے ان
کے گھر تشریف لائے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا
تو آپ چادر اوڑھے استراحت فرما رہے تھے۔ پس آپ نے ان کی طرف ہو کر
انہیں بوسہ دیا اور رونے لگے۔ حضرت ابوبکر نے کہا! میرے ملا باپ آپ پر۔

قربان! اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے دو موتوں کو جمع نہیں کیا۔ رہی موت جو آپ
پر لکھی ہوئی ہے تو وہ اگلی۔

حضرت ابوبکر کا ثبات

حضرت ابوبکر کہتے ہیں مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر
دی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
لوگوں سے مخاطب تھے اور کہتے تھے، بیٹھ جاؤ۔ لوگوں نے انکار کر دیا تو
انہوں نے پھر کہا! بیٹھ جاؤ۔ لوگوں نے پھر انکار کر دیا۔ اسی اثنا میں
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے تو لوگ حضرت عمر کو چھوڑ
کر ان کی طرف ہو گئے۔

پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اما بعد! جو شخص حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو آپ رحلت فرما چکے ہیں
اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسی لایموت ہے اور اللہ
تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

”وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ
مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ
فَلَنُيَصِّرَنَّ اللَّهُ وَجْهَهُ لِرَبِّهِ الْكَافِرِينَ يَكُونُ لَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ“

اور محمد تو ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ
انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم آٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور جو لوگ پاؤں پھرے
گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ اور غریب اللہ شکر والوں کو مدد دے گا۔
اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، خدا کی قسم

کہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے تلاوت کی تو لوگ اُس سے بے پس ایک شخص ایسا نہ تھا جو اسے تلاوت نہ کرتا ہو۔

دوسری روایت

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق کو کوئی کام درپیش آگیا۔ اسی آثار میں حضرت عمرؓ نے اٹھ کر کہا: اے خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موت نہیں آئی۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روتے اقدس کھول کر آپ کو بوسہ دیا اور عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قسّم! ان آپ در ال سے قبل بھی اور وصال کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جن کے قبضے میں میری جان ہے آپ دوبار موت کا ذائقہ نہیں چکھیں گے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لاتے اور حضرت عمرؓ کو فرمایا: اے قسم کھانے والے میرے کام لے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: خبردار جو شخص محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت لایموت ہے۔ اور فرمایا:

”اِنَّكَ مَيِّتٌ وَانْتُمْ مَيِّتُونَ“
”بیشک تو میت ہے اور بیشک وہ میت ہیں۔“

پہری آیت تلاوت کی

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبِهِ فَلَنْ يَفْرَحَ اللَّهُ مِنْهُ وَلَيَسْجُزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝

اور محمد تو ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا۔ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ اور عنقریب اللہ لشکر کرنے والوں کو صدمہ دے گا۔

پس لوگوں نے بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ ”خسریٰ البخاری“

تیسری روایت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک ہوا تو حضرت ابوبکرؓ ہمارے پاس تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور کہا اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے معبود تھے اور تم ان کی عبادت کرتے تھے تو تمہارے معبود کا انتقال ہو گیا۔ اگر تمہارا معبود آسمان میں ہے تو بیشک تمہارا معبود حقیقی لایموت ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبِهِ فَلَنْ يَفْرَحَ اللَّهُ مِنْهُ وَلَيَسْجُزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝

اور محمد تو ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر

وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور جواتے پاؤں
پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کے نیوالوں کو مدد دیگا۔

پہنچی روایت

نہری نے کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! وہ کیا ہے مگر حضرت ابوبکرؓ نے
یہ آیت تلاوت کی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

پانچویں روایت

سالم بن عبید اشجعی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا وصال پاک ہوا تو سب لوگ جسزاع فزع کرنے لگے۔ حضرت عمر بن خطاب
تلوار لیکر کھڑے ہو گئے اور کہا: جس شخص نے بھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، میں اپنی تلوار اس پر چلا دوں گا۔
لوگوں نے کہا: اے سالم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی
کو تلاش کریں۔ پچانچہ میں مسجد کی طرف آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے مجھے روتے دیکھ کر فرمایا: اے سالم! تجھے کیا ہوا؟ رسول اللہ صلی
علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا؟

میں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ جس نے کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں میں اس پر تلوار چلا دوں گا۔

پس حضرت ابوبکرؓ نے تو لوگ انہیں دیکھ کر ان کی طرف ہوتے تو وہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے بیت الشرف میں داخل ہو گئے۔ اندر جا کر دیکھا تو حضور
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخ انور پر چادر مبارک پڑی ہوئی تھی۔
پس حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے چہرہ اقدس سے چادر ہٹائی تو آپ کا وصال ہو چکا
تھا پھر وہ باہر آ کر ہمارے طرف متوجہ ہوئے اور کہا:

”وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ
أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَخَنَّ لِلَّهِ
سُيُوفًا وَسِيْفٌ يَنْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ“

اور محمد تو ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ
انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور جواتے پاؤں پھرے
گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کے نیوالوں کا مدد دے گا۔

پس فرمایا: اے خداوندی ہے! اِنَّكَ صَدِيقٌ وَنَصِيحٌ
پچانچہ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوجتا تھا تو ان کا خیال ہو گیا ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم گویا کہ میں نے یہ آیت کبھی
تلاوت نہ کی تھی۔

لوگوں نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحلت فرم گئے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں
تو انہوں نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ندیم! آپ کو غسل کون
دے گا؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: ان کے قریب ترین پھر قریب ترین گھر والے۔
لوگوں نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی! آپ کا مدفن

کہاں ہوگا؟

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا! اسی بقعہؒ تو میں جہاں اللہ عزوجل نے آپؐ کی روح قبض فرمائی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ایسا ہی روح وہیں قبض فرماتے ہیں۔ جہاں اُن کی تدفین ہونا ہوتی ہے۔

اس سیاق کے ساتھ حافظ ابو احمد حمزہ بن محمد بن حارث نے اس روایت کی تصریح کی۔ اور ایسے ہی صاحب فقہائے اُن کے دفنانے کی بیان کیا۔

اسی مفہوم کی روایت

ترمذی نے اس مفہوم کی پوری روایت نقل کرنے کے بعد مزید کہا کہ لوگوں کو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کے وصال پاک کی خبر دی تو لوگوں نے کہا! آپؐ سچے ہیں۔ اور تدفین کے ذکر کے بعد کہا! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی روح نہیں قبض فرمائی، مگر پاکیزہ مکان میں۔ آخری جہان فی فضا کہ۔

نماز جنازہ کیسے پڑھی

ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نشین! کیا آپؐ پر نماز پڑھی جائے گی۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا! ہاں لوگوں نے کہا! آپؐ پر کیسے نماز پڑھی جائے گی؟

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا! لوگ آئیں گے۔ بیکسر پڑھیں گے اور نماز پڑھیں گے اور آپؐ کیلئے دعا کریں گے۔ وہ چلے جائیں گے تو اور لوگ آئیں گے یہاں تک کہ نارسا ہو جائیں گے۔

لوگوں نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی! آپؐ کہاں دفن ہوں گے! پھر حدیث بیان کی اس کی تصریح تفصیل ابو بکرؓ نے کی۔

ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا

حضرت امام جعفر صادقؑ بنے حضرت امام محمد باقرؑ علیہما السلام اپنے والدِ گرامی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک ہوا تو حضرت ابو بکرؓ وہاں موجود نہیں تھے اور وہ اپنی بیوی بنتِ خاربہ کے پاس تھے۔ پس حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنگی تموار لیکر کہا!

کون کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں! اور کہتے تھے کہ وہ اپنے رب کی طرف اسی طرح تشریف لے گئے ہیں جس طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنی قوم سے چالیس روز تک کے لئے گئے تھے۔ خدا کی قسم! مجھے امید ہے کہ میں لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا۔

اسی اثنا میں حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کام سے واپس تشریف لے آئے، یہاں تک کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اُن کی آمد کا پتہ چل گیا۔ پس وہ اجازت لیکر اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ و اقدس سے کپڑا پٹا دیا۔ پھر آپؐ کو بوسہ دیا اور رونے لگے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یا رسول اللہ! آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ ہو، آپؐ اپنی زندگی میں اور وصال کے بعد پاکیزہ ہیں۔ پھر وہ تیزی سے مسجد کی طرف تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو کہا، بیٹھ جاسو۔ لوگ خاموشی سے بیٹھ گئے تو شہادتِ حق کی گواہی دے کر

فرمایا! بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحلت کی اطلاع دی اور وہ تمہاری پشتوں کے درمیان زندہ ہے۔ اور تمہیں تمہاری جانوں کیلئے اطلاع ہے اور وہ موت ہے۔ یہاں تک کہ سوائے ایک اللہ تعالیٰ کے کوئی باقی نہیں، اللہ عز و جل نے فرمایا ہے،
 وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
 إِنَّكَ مَيِّتٌ وَأَنْتُمْ مَيِّتُونَ اور فرمایا،
 كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ اور فرمایا،
 كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ اور فرمایا،
 كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَسْتَأْذِنُ بَعْدَ بَرْكَةِ ذِي الْحِجَّةِ وَالْاِحْكَامِ
 پھر فرمایا! اللہ عز و جل نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کو باقی رکھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا دین قائم ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا امر ظاہر ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی روح قبض فرمائی اور یہی اُس کی شان ہے کہ تمہیں راستے پر لا کر چھوڑا۔ پس ہلاک ہو کر ہلاک نہیں ہو گا۔ مگر قرآن کا بیان چھوڑنے کے بعد جزا و عقاب اور نوبت ہے۔ تو جس کا الا اُس کا پرویز کا رہے تو بیشک وہ جی لایموت ہے تو اُس کی عبادت کرے۔ اور جس کے پرویز کا حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اُس نے انہیں اپنا الہ دیکھا ہے تو اُس کے الہا انتقال ہو گیا ہے۔ پس اُسے لوگو! قبول کرو اور اپنے دین کے ساتھ حفاظت کرو اور

۱۔ آل عمران آیت ۱۴۴ ۲۔ الزمر آیت ۳۰ ۳۔ آل عمران آیت ۱۸۵
 ۴۔ القصص آیت ۴۴ ۵۔ الرحمن آیت ۲۷

اپنے پرویز کا رہے تو کل رکھو۔ بیشک اللہ کا دین قائم ہے اور کلمہ باقی ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ اپنے دین کا نام رہے۔ اور اہل دین کو عزت دینے والا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے درمیان ہے۔ اور وہ نور اور شفاء ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت نصیب فرمائی اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کا بیان ہے اور نہیں خدا کی قسم! مجھے پرویز نہیں کہ حق خواب پر جمع ہوئے ہماری نگی تلواریں ہیں جو ہم اس کے بارِ وضع کریں گے۔ اور ہم مخالفین سے جہاد کریں گے۔ جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبعوث میں جہاد کرتے تھے۔ پس موت کی اطلاع نہیں ہے۔ مگر اپنی جان پھر آپ واپس چلے گئے۔ اس روایت کو صاحب نفاذ ابو بکر نے نقل کیا اور کہا غریب ہے۔

وصال سرورِ عالم

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقتِ وصال میں بعض امور دیکھے۔ میرے سر کو درختا تو میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ہائے میرا سر چھٹ گیا۔ آپ نے فرمایا! بلکہ ہائے میرا سر چھٹا۔

کہنا: پھر آپ نے میری اجازت سے اپنی ازواجِ مطہرات کو بلائے کیلئے فرمایا! تو میں نے آپ کو اجازت سے دی۔ اور آپ اُن دنوں بیمار تھے۔ اسکی انشاء میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ! میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ گوہر کہ آپ کو آج کا دین دیکھ سکوں گا مجھے اندر آنکی اجازت عطا فرمائیے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت

عمل فرمائی اور آپ میرے سینے سے ٹیک لگا کر یوں دیکھ رہے تھے جیسے سنی
شخص اپنے اپنے دل سے کوئی چیز دیکھتا ہے۔ پھر آپ نے میری طرف نظر کی
تو آپ میرے سینے کی طرف جھک گئے۔ چنانچہ مجھے گمان ہوا کہ آپ پر غش طاری
ہے۔ جب حضرت ابو بکر گھوڑے سے اتر کر اندر آئے تو کہا: اے پیڑ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا حال ہے؟ میں نے کہا: خدا کی قسم میں نہیں جانتی
جو آپ کا حال ہے۔ مگر میں نے آپ کو اپنے سینے کا سہارا سے رکھا تھا کہ آپ
میرے سینے کی طرف جھک گئے، تو میں نے آپ پر چادر ڈال دی اور میں نہیں
جانتی کہ پر غش ہے یا آپ کا حال ہو گیا ہے۔

اس روایت کی تحفہ صحیح حافظ حمزہ بن حارث نے کی۔

حضرت ابو بکر نے حضور کی پیشانی چوم لی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسالت کا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحن پاک کے بعد حضرت ابو بکر آپ کے پاس آئے
تو اپنا منہ آپ کی پیشانی مبارک پر رکھ دیا اور اپنے ہاتھ آپ کے کانوں کے قریب
رکھ کر دیتے اور کہا: وائے میرے نبی! وائے میرے خلیل! وائے میرے پسندیدہ۔
اس روایت کی تحفہ صحیح ابن مسعود عبیدی نے کی۔ تو اس کے صحیح ہونے کی
مؤرخ میں پہلی روایت کے اور اس کے درمیان تغاوت نہیں جو اس ضمن
میں بیان ہوئی۔

عزیم ابو بکر

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
آپ کے خلیفہ بنے تو عسکریوں میں سے انکار کیا، جس نے انکار کیا، میں نے
حضرت ابو بکر سے کہا: لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ میں تجھے لوگوں سے جنگ کا حکم دیتا ہوں، یہاں تک کہ وہ لا الہ
الا اللہ کہیں۔ تو جو لا الہ الا اللہ کہے میں اس کے جان و مال کا محافظ ہوں
مگر جو اس کا حق و حساب اللہ تعالیٰ پر ہے؟

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! نماز و زکوٰۃ کے
درمیان فسق کر نیوالوں کے ساتھ جنگ کی جاتی تھی۔ کیونکہ زکوٰۃ بیت المال کا حق
ہے۔ خدا کی قسم! اگر وہ زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روکیں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دیتے تھے، تو میں ان سے جنگ کروں گا۔

حضرت عمر فرماتے ہیں، خدا کی قسم! وہ کیا ہے مگر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ
نے حضرت ابو بکر کے سینے کو جنگ کیسے کھول دیا، تو بیشک انہوں نے حق کو
پہچان لیا۔ "بخاری، مسلم"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ جب عسکری
مرد ہو گئے اور انہوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں ادا کریں گے تو حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر انہوں نے مجھ سے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روکی
تو میں اس پر ان سے جنگ کروں گا۔ پس میں نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ، اللہ لوگوں کی تائید فرماتا ہے اور اس کے ساتھ
میرا ہوتا ہے۔

حضرت ابو بکر نے فرمایا: جاہلیت میں زبردست اور اسلام میں کمزور
ناکوان؟ وحی کے انقطاع کے بعد دین پورا ہو گیا یا کم ہے اور ہم زندہ ہیں؟

اس روایت کی تختہ بنائی نے اس جانت سے کی اندر بخاری، مسلم میں روایت بالمعنی پائی جاتی ہے۔

حضرت ابو بکر کو حضرت علی کا مشورہ

اس سے قبل غار کے واقعہ میں اس کا ذکر مع شرح کے ہو چکا ہے۔ اور یحییٰ بن عمر اپنے باپ سے وہ اپنے دام سے روایت بیان کرتے ہیں۔ جو بعض لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو اکٹھے کر کے اس سلسلہ میں مشورہ طلب کیا چنانچہ اس میں اختلاف ہو گیا تو حضرت ابو بکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا اے ابوالحسن آپ کیا فرماتے ہیں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے ہوئی کسی چیز کو چھوڑیں گے تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف کریں گے۔

حضرت ابو بکر نے کہا: میں نے کہا ہے کہ اگر انہوں نے زکوٰۃ کی ایک سی بھی سو لی تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ "اخرج ابن السمان فی الموفقی"

ہم ہلاک ہو جاتے

ابن حبشہ علف ردی سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو لوگوں کا اجتماع دیکھا۔ اور دیکھا کہ ایک شخص نے ایک شخص کے سر کو جوڑ کر کہا: ہم آپ پر فدا ہوں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ پس میں نے کہا: کس نے چوما ہے اور کس کو چوما ہے؟

کہا کہ یہ حضرت عمر فاروق تھے جنہوں نے حضرت ابو بکر صدیق کے سر کو بوسے کر ان مرتدین سے جنگ کے واسطے کہا تھا جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ زکوٰۃ کے ساتھ ذیل کر کے لائے گئے۔
خبر: فی الصغرة فی فضائلہ

ہم نے انہیں حق پر پایا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اسے ناپسند کرتے تھے۔ پھر ہم نے بے حد تعریف کی۔ اور ہم نے انہیں راہ ہدایت پر پایا۔ چنانچہ اگر ابو بکر یہ کام نہ کرتے تو لوگوں کیسے قیامت تک زکوٰۃ کی مدد نہ ہوتی۔
خبر: فی الصغرة فی فضائلہ

ہم آپ کو کھونا نہیں چاہتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب مرتدین سے لڑائی کے دن میرے ابا جان تلوار لیکر اپنی اذنی پر سوار ہو کر نکلے تو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر ان کی اذنی کی مہار پکڑ لی اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سیفہ! کہاں چلے، میں آپ کو وہ بات کہوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن کہی تھی۔ آپ اپنی تلوار میان میں ڈالیں، ہم آپ کی ذات کا غم برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ مدینہ منورہ کو لوٹ جائیں۔ خدا کی قسم! اگر ہمیں آپ کی مصیبت نہ سچی تو آپ کے بعد کبھی نظم و نسق برقرار نہیں رہ سکے گا۔ پس وہ واپس آ گئے۔

اس روایت کی تختہ بنائی نے اور موفقی میں ابن سمان نے اور صاحب فضائل نے کی۔ اور یہ زیادہ کیا کہ پھر لشکر گذر گیا۔

حضور کا بھیجا ہوا شکر واپس نہیں بلاؤں گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: قسم ہے اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، مگر وہ اگر حضرت ابوبکر خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت کرتی ہوا کوئی نہ ہوتا۔ پھر دوسری بار کہا پھر تیسری بار کہا: انہیں کہا گیا اے ابوہریرہ! کیسے؟

انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمان میں سات سو افسر اور شکر شام کی طرف بھیجا۔ جب وہ ذی خشب کے مقام پر آئے تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا اور مدینہ منورہ کے گرد عسرب دین سے پھر گئے۔ پس حضرت ابوبکر صدیق کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جمع ہوئے اور کہا: اے ابابکر! روم کی طرف جانو! شکر کو واپس بلا لیں کیونکہ عسرب مُرتد ہو گئے ہیں۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا: قسم ہے اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہ، اگر کتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاؤں کاٹنے لگیں تو جب بھی میں اُس شکر کو واپس نہیں بلاؤں گا۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے اور نہ ہی اُس پر ہم کو سمیٹوں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

اگر مجھے بھیڑ یا کھا جائے

ایک روایت میں ہے، خدا کی قسم اگر میں جان لوں کہ اگر میں نے شکر

کو واپس نہ بلایا تو بھیڑ یا میرے پاؤں نونجے گا۔ تو جب بھی اُس شکر کو نہ بلانا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے، اور حضرت اسامہ کو اُس شکر کے ساتھ جانے کا حکم دیا ہے۔

۲ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! عرب مُرتد ہو گئے ہیں۔ اور ان کے ارتداد کے پیچھے کفار ہیں۔ جیسا کہ مجھے علم ہے۔ چنے اور آپ چاہتے ہیں کہ حضرت اسامہ کا شکر نافذ رہے۔ اور اسامہ کے لشکر میں عرب کی جماعت اور باطل لوگ ہیں، اگر آپ اُس شکر کو روک لیں تو وہ عسرب کے مُرتدین کی سرکوبی کے لئے آپ کی تقویت کا باعث ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: اگر میں جان لوں کہ مجھے اِس شہر میں بھیڑ یا کھا جائے گا تو بھی اسامہ کے لشکر کو نافذ رکھتا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! اسامہ کا لشکر جائیگا۔ اور ہمیں وہ چیز ہرگز نہیں پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نہیں لکھی۔ کہا کہ حضرت اسامہؓ شکر کو روک کر تشریف لے گئے جب کہ جو ارتداد کرنا چاہتے تھے وہ لوگ کہتے تھے اگر اُن کے پاس ایسی قوت اور ہوتی تو وہ ہمیں اپنے پاس بلانے کی بجائے ہم پر چڑھاتی کرتے۔ یہاں تک کہ حضرت اسامہ کے لشکر نے روم میں جا کر رومیوں کو شکست دی اور انہیں قتل کیا اور خیر و عاقبت اور سلامتی کے ساتھ واپس آ گیا۔

اس روایت کی تفسیر بوجہ ابوجہیدہ نے کتاب الاحداث میں، ابوالحسن علی بن محمد القرشی نے کتاب الروۃ والفتوح میں، رازی نے فضائل میں اور علامہ نے سیرت میں کی۔

اسامہ کی سرداری قائم رہے گی

ابوالحسن علی بن محمد قسری سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق حضرت اسامہ بن زید کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ان کا لشکر مدینہ منورہ سے نکل چکا تھا۔ آپ نے انہیں فرمایا: اے ہاں! آپ پر اللہ رحم فرمائے، آپ کی سرداری کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ اور میں آپ کے امر میں کمی نہیں کروں گا۔ پس اگر میں دیکھتا تو عمر بن خطاب کیلئے اذن دیتا جو میرے نزدیک اس کا مقام ہے۔ پس مجھے اُس سے اُنس ہے اور اُس کی رائے سے مدد دیتا۔

حضرت اسامہ نے کہا: اے ہاں! اور اسامہ اُس مقام کی طرف تھے جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خروج کا حکم دیا تھا۔

تلوار میان میں نہیں ڈالوں گا

حضرت ہشام بن عسافر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: بنی سلیم کے لوگ مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر نے ان کی طرف حضرت خالد بن ولید کو بھیجا۔ انہوں نے ان لوگوں کو جنگ میں جمع کیا۔ پھر اسے ان پر آگ سے جلادیا۔ یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو وہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا: لوگوں کو اللہ کے عذاب سے منع کیا گیا ہے!

حضرت ابوبکر نے فرمایا: خدا کی قسم میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر تلوار میان سے نکال چکا ہوں اُسے میان میں نہیں ڈالوں گا۔ یہاں تک کہ وہ اُسے میان میں ڈال دے۔ پھر انہوں نے میلہ کذاب کی طرف ایک لشکر کو جانے کا حکم دیا۔

”خبر جہ ابو معاویہ“

زندگی کی آخری بات

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کا وقتِ وصال آیا تو میں نے چاہا کہ اُن سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے پاس میں بات کروں۔ پھر جب اُن کا سانس اکھڑنے لگا اور اُس کے ساتھ بیڈنگ ہو گیا تو آپ نے، وَجَّاءَتْ سَاحِبَةُ الْمُؤْتِ بِالْحَقِّ طَحَالِے مَا كُنْتُ مِنْهُ تَحِيدُ (اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتے ہو) پڑھ کر فرمایا: اے بیٹی بیٹھ جا۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گئی تو انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا کر کہا: ”اللَّهُمَّ إِنِّي لَعَلِّي“ یعنی الہی میں فسر نہیں ہوں گا۔

حضور کی بات سمجھنا اور صحابہ کے امور ان سے زیادہ جانتا

خصوصیت۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیل ہے کہ وہ دنیا کو اختیار کرے یا اُس کو اختیار کرے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو اُس نے اُسے پسند کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور عرض کی آپ پر ہمارے باپ اور مائیں قربان ہوں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کے پاس جانا پسند کرنے والے تھے اور حضرت ابوبکرؓ سے ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

اس کی تخریج احمد اور ابوحاتم نے کی

حضور کو اختیار دے دیا گیا مزید روایات

بخاری کے نزدیک اس قول کے بعد یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ رونے لگے تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بندے کی پسندیدگی کی خبر سے اُن کے رونے پر متعجب ہوئے جب کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی پسند کے بارے میں ہی تھی اور حضرت ابوبکرؓ ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

ترمذی کے نزدیک ابی سلی کی روایت سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا: ایک شخص اپنے رب کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ دنیا کو پسند کرے اور جو چاہے دنیا سے کھلے یا اپنے

پروردگار سے ملاقات کرے تو اُس نے اپنے رب سے ملنا پسند کیا، کہا پس حضرت ابوبکرؓ رونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ نے کہا، کیا اس بوڑھے پر تعجب نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صالح شخص کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دنیا کے درمیان رہنا پسند کرے یا اپنے پروردگار سے ملاقات کرے۔ تو یہ رونے لگے، کہا! حضرت ابوبکرؓ سے اُن سے زیادہ جانتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا پس ابوبکرؓ نے کہا: بلکہ آپ پر ہمارے باپ اور اموال قربان ہوں۔

اس روایت کو حافظ دمشقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان غفلوں کے ساتھ روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجة الوداع سے واپسی پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا اِنَّ عَبْدًا، پھر اس مفہوم کی روایت بیان کی اور کہا حضرت ابوبکرؓ انہوں کو ہم سے زیادہ جانتے والے تھے، اور اس سے پہلے بیان ہوا کہ وہ لوگوں میں اپنی محبت اور اپنے مال سے زیادہ احسان کرنے والے تھے، صاحب فضائل نے حضرت ابوسعیدؓ سے ان غفلوں کے ساتھ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرضِ ارتحال میں ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے سر پر چٹی بندھی ہوئی تھی آپؐ کو ہم نے سہارا دیا تو آپؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے شک میں ایک ساعت حوض پر قیام پذیر ہوں پھر فرمایا: اے ہم سے پر دہیا اور اُس کی زینت پیش کی گئی تو اُس نے آخرت کو اختیار کیا، پس لوگوں میں سے کوئی بھی اس بات کو نہ سمجھ سکا مگر حضرت ابوبکرؓ انہوں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان بلکہ آپ پر ہمارے مال، ہماری جانیں اور ہماری اولادیں قربان ہوں، پھر آپؐ منبر سے تشریف لے گئے اور آپؐ ایک ساعت ہی منبر پر رہے تھے اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

علم توحید پر گفتگو

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں حضور رسالتک مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اور حضرت ابوبکرؓ علم توحید پر گفتگو فرما رہے تھے، پس میں اُن کے درمیان بیٹھ گیا گویا کہ میں جیسی ہوں اور جو وہ کہتے ہیں اُسے نہیں جانتا،

”خصوصیت: علم کا دودھ نوش کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے دیکھا گویا کہ مجھے دودھ سے بھرا ہوا بڑا پیالہ دیا گیا ہے یہاں تک کہ میں نے اُس سے سیر ہو کر پیا تو دیکھا کہ وہ میری جلد اور ہڈیوں کی درمیانی رگوں میں دوڑ رہا ہے، جو اُس سے باقی بچاؤ میں نے ابوبکرؓ کو دے دیا، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا اور آپ نے سیراب ہو کر جو زیادہ تھا حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دیا، آپ نے فرمایا تم نے ٹھیک کہا، خرچہ، ابو حاتم،

”خصوصیت: ماہر نسب ہونے پر حضور کی گواہی

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: جلدی نہ کریں ابوبکرؓ کو آنے دودھ انساب قریش کو نہ زیادہ جلتے ہیں یہاں تک کہ تجھے میرا نسب سکھائیں۔ فضائل میں نقل کر کے لکھا ہے کہ حدیث حسن ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس میں روایت بیان کی فرمایا: جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ دیا کہ خود کو قبائل عرب پر پیش کریں تو میں نکلا اور ابوبکرؓ میرے ساتھ تھے پس ہم مجاہد عرب کی طرف گئے تو ابوبکرؓ مجھ سے آگے تھے اور وہ خیر میں آگے ہوتے اور وہ ماہر انساب تھے پس انہیں سلام کیا اور کہا تم کس قوم سے ہو؟

انہوں نے کہا: ربیعہ کی قوم سے

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: کون سے ربیعہ تم اُس کے ہایا اُس کے ہازم سے ہو؟

انہوں نے کہا: ہم ذہل اکبر ہیں

فرمایا: تم میں عوف ہے جس کے لئے کہتے ہیں کہ دادی عوف میں کوئی آنلا نہیں انہوں نے کہا: نہیں

فرمایا: تم میں بادشاہوں کو قتل کرنے والا اور اُن کی جانیں سلب کرنے

والا عوفزان ہے؟

انہوں نے کہا: نہیں

فرمایا: تم میں صاحب دستارِ فروہ مزدلف ہے؟

انہوں نے کہا: نہیں

فرمایا: تم میں غم کیلئے بادشاہوں سے دامادی رشتے والا ہے؟

انہوں نے کہا: نہیں

فرمایا: تم ذہل اکبر نہیں ہو تم ذہل اصغر ہو۔

اُن میں سے بنی شیبان کا دغفل نامی لڑکا اُٹھا اور اُس نے کہا:

ان علی سائلنا ان نسال
والعبء لا تعرفه او تحمله

اے وہ آپ ہم سے پوچھیں ہم آپ کو بتائیں گے اور کوئی چیز نہیں چھپائیں
گے پہلے یہ بتائیں آپ کون ہیں؟
فرمایا میں قریش کے قبیلہ سے ہوں میرا نام ابوبکر ہے۔
نوجوان نے کہا: مبارک ہو آپ سرمدی اور بکرگی واسے ہیں آپ کون سے
قرشیوں سے ہیں؟

فرمایا: میں تمیم بن مرہ کی اولاد سے ہوں۔
نوجوان نے کہا: تمہیں خدا کی قسم برابر مرحد سے بے کیا قسمی آپ سے تھے
جنہوں نے فہر کے تمام قبیلوں کو جمع کیا اور قریش میں جمع کے نام سے پکارے جاتے
ہیں؟ فرمایا: نہیں۔

نوجوان نے کہا: ہاشم آپ سے ہیں جن کے باپ میں شاعر نے کہا ہے

عَمْرُو الْعَلَا هَاشِمُ التَّرِيدُ يَقُومُهُ

وَرَجَالُ مَكَّةَ مَسْنُونُ عَجَافٍ !

بلندی واسے عمرو جنہوں نے اپنی قوم کیلئے خرید تیار کی اور مکہ کے لوگ
مزدور ہو چکے تھے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا: نہیں

نوجوان نے کہا: شبیبہ الحمد عبد المطلب آسمانی پرندوں کو کھانا کھلانے

واسے جن کا چہرہ اندھیری راتوں میں چاند کی طرح چمکتا ہے۔

آپ سے ہیں؟ فرمایا: نہیں

نوجوان نے کہا: کیا لوگوں میں جوابل افاضہ ہیں وہ آپ ہیں؟ فرمایا: نہیں
نوجوان نے کہا: آپ اہل حجازہ یعنی کعبے کے دربانوں سے ہیں؟ فرمایا: نہیں
نوجوان نے کہا: آپ اہل سقایہ سے ہیں؟ فرمایا: نہیں
نوجوان نے کہا: آپ اہل ندوہ سے ہیں؟ فرمایا: نہیں
نوجوان نے کہا: آپ اہل مدنادہ سے ہیں؟ فرمایا: نہیں
پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ناشر کی مبارک پٹری اور حضور رسالتک
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف واپس ہوئے تو نوجوان نے کہا:

صَادَفَ دُرَّةَ السُّرُورِ اِسْرِفَعَةَ

بِهِضَهُ حِينَ اَوْجِنَا اِسْرِفَعَةَ !

خدا کی قسم اگر آپ ٹھہرتے تو میں آپ کو بتاتا کہ آپ کون سے قریش سے ہیں؟
کہا: پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم فرمایا، حضرت علی فرماتے
میں میں نے کہا: اے ابوبکر! بیشک اعرابی سے باقاعدہ پر واقع ہوا ہے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا: اے اباحسن بیٹھ جائیں وہ مصیبت ہی نہیں مصیبت
کے ادھر ہے اور گفتگو کے ساتھ موکل کی مصیبت ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں پھر ہم دوسری مجلس کی طرف گئے تو ان میں سکون
اور وقار تھا۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا
آپ کس قبیلہ سے ہیں؟

انہوں نے کہا: اشیان بن ثعلبہ سے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں اور ان میں مفروق بن عمرو اور ہانی بن قیسہ، شعی بن حارثہ اور نعمان بن شریک ہیں اور مفروق ان میں خوبصورت اور زبان دانی سے ان میں غالب تھا، اور اس کے پاس دو چشمے تھے اور وہ قوم کے قریب بیٹھا تھا پس ابوبکرؓ نے فرمایا تمہاری تعداد کیسا ہے؟

مفروق نے کہا: ہم ایک ہزار سے زیادہ ہیں اور ایک ہزار قلت سے مغلوب نہیں ہوتے۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: تم میں کیسے رد کئے ہیں؟

مفروق نے کہا: ہم جنگ کرتے ہیں اور ہر گروہ کے لئے ایک مرد ہے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان جنگ کیسے ہوتی ہے؟

مفروق نے کہا: ہم سخت غضناک ہو کر ملتے ہیں اور جب غضناک ہو کر ملا جائے تو ملاقات سخت ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: تمہارے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور وہ یہ ہیں،

مفروق نے کہا: ہمیں ان کا ذکر پہنچ چکا ہے۔ اے قریش بھائی ہمیں دعوت دیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لانے اور بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے سر مبارک پر کپڑے کا سایہ کر دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں لا الہ الا اللہ و محمد لا شریک لہ اور محمدؐ

در سارہ کی گواہی دینے کی دعوت دیتا ہوں، اور اپنی امداد و نصرت پر بلاتا ہوں اور قریش اللہ کے امر پر لڑائی کرتے ہیں اور اُسکے بھیجے ہوئے کی تکذیب کرتے ہیں اور باطل کا ساتھ دے کر حق سے سستنی ہیں اور اللہ تعالیٰ غنی الحمید ہے۔ مفروق بن عمرو نے کہا: اے قریش بھائی خدا کی قسم ہم نے اس سے اچھا کلام نہیں سنا، اور بھی کچھ بتائیں،

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ كُفْرُكُمْ عَلَيْنَكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالنَّوَالِدِينَ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِمَّنْ إِمْلَاقِي نَحْيُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطُنَ ۖ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَ الْكُمْ وَكُفْرُكُمْ بِهِ تَعْلَمُونَ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامِ إِلَّا بِالنَّاقِ حَسَنٍ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَادْفِنُوا النَّكِلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا تَكْفُفْ نَفْسًا إِلَّا وَنَعْمَاءَ ۖ وَإِذَا أَقْلْتُمْ فَأَعْدُوا رِيقًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَذْ قُوا ذَ الْكُمْ وَمَا كُمْ بِهِ تَعْلَمُونَ تَذَكَّرُونَ ۚ وَأَن هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَ الْكُمْ وَمَا كُمْ بِهِ تَعْلَمُونَ تَتَّقُونَ ۚ

تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پُرہ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ جلائی کرو اور اپنی اولاد قتل نہ کرو

نفس کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو ان میں چھپی ہیں اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقے سے جب تک کہ وہ اپنی جوانی کو پیچھے اور ناب اد تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ہم کسی جان پر بوجہ نہیں ڈالتے مگر اس کے مقتدر و مبر اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو اور یہ کہ یہ ... میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پر ہیزگاری ملے۔

مفروق نے کہا: اے قریشی بھائی آپ اور کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۖ

بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُری بات اور سرکشی سے، تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم حیلان کرو، مفروق نے کہا: اے قریشی بھائی خدا کی قسم آپ مکالم اخلاق اور محاسن اعمال کی طرف بلاتے ہیں اور بیشک قوم آپ پر کذب کا بہتان لگاتی ہے، اور آپ پر حملہ آور ہوتی ہے، پھر اس نے چاہا کہ اپنی گفتگو میں بانی بن قبیلہ کو شریک کرے

زندگی کی آخری بات

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کا وقتِ وصال آیا تو میں نے چاہا کہ اُن سے حضرت طلحہ بنے عبید اللہ کے پاس سے میں بات کروں پھر جب اُن کا سانس اکھڑنے لگا اور اس کے ساتھ سینہ تنگ ہو گیا تو آپ نے، وَجَّاءُتَ سَكَوَةً الْمَوْتِ بِالْمَعْنَى طَوَّالِكَ مَا كُنْتُ مِنْهُ تَجِيدُ (اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو جاگنہ ہے) پڑھ کر فرمایا: اے بیٹی بیٹھ جا، میں آپ کے پاس بیٹھ گئی تو انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا کر کہا: "اللَّهُمَّ إِنِّي لَأُكَلِّمُ" یعنی الہی میں فرسا رہی ہوں گا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ذُرِّيَّةَ آدَمَ إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ
وَسِرَاجًا مُنِيرًا

بیشک ہم نے آپ کو شاہد و مبشر اور ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اُس
کے اذن سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔
پھر آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر گرفت کرتے ہوئے فرمایا اے ابوبکر
جاہلیت میں جو اخلاق کی نشانی سے شرف ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایک دوسرے
کی مدافعت کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اُن کے درمیان حد فاصل ہے کہا پھر ہم
اوس و خزرج کی مجلس میں گئے یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے بیعت کی، حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
دیکھا آپ حضرت ابوبکرؓ سے لوگوں کے نسب کے بارے میں پوچھتے تھے۔

تشریح: علامہ محب طبری نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وعقل
کے درمیان جوئے والی گفتگو کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دغفل خود بھی قریش
کے نسب کا ماہر نہیں تھا ورنہ وہ نیم بن مرہ سے مزدور متعارف ہوتا اُس کا چند قریش
مرداروں کے بارے میں سوال کر کے یہ ثابت کرنا کہ میں نسب کو زیادہ جاننے والا
بوں غلط ہے۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس سے بہر حال زیادہ جانتے
تھے۔ مختصراً مترجم
حضور کے سلمے منہ فتویٰ دینا ضرورت ہے۔

حضرت ابی قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بِنَّةٌ دَلَّ سَلْبَهُ

یعنی جو جہاد کرتے ہوئے کسی کافر کو قتل کرے تو اُس کا اسباب قتل کرنے
والے کو دیا جائے گا۔

اور میں نے ایک مشرک کو قتل کیا تھا پس میں اُٹھا اور کہا کون گواہ ہوگا؟ پھر
بیٹھ کر اُٹھا اور کہا میرا کون گواہ ہوگا؟ پھر بیٹھ گیا اور تیسری مرتبہ اُٹھ کر کہا میرا کون
گواہ ہوگا؟

ایک شخص نے اُٹھ کر کہا یا رسول اللہ اس نے سچ کہا ہے اس کا سبب
میرے پاس ہے آپ اسے راضی کرادیں تاکہ اسباب میرے پاس رہے، حضرت ابوبکرؓ
نے فرمایا اے اللہ یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ کا ایک شہید اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے
جنگ لڑے اور اُس کا اسباب تجھے دے دیا جائے، حضور رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اے اس نے سچ کہا، اس پر اُس شخص نے وہ سامان مجھے دے دیا اور میں
نے اُس سے ایک زرہ فروخت کر کے بنی سلمہ کا ایک باغ خرید لیا اور یہ اسلام کے
دور اول کا مال ہے جو مجھے پہلے پہل ملا۔

تشریح: جانتا چاہیے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور را تعجب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو دھمکاتے، روکتے اور فتویٰ اور قسم دیتے
ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تصدیق کرتے ہیں اور یہ خصوصاً شرف
اُن کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور حضور رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جہالت طیبہ
میں یہ چودہ اشخاص فتویٰ دیتے تھے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت
علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابی بن
کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت زید بن ثابت، حضرت
ابو دروداء حضرت سلمان اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

بہذا جب ایک شخص نے اہل علم سے پوچھا کہ مجھے بتائیں میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنے زبان میں دوسروں کے فتویٰ کا انکار نہیں فرمایا کیونکہ اُس سے فتویٰ صادر ہونا آپ کی ہی تعلیمات سے اخذ کرنا ہے رہا آپ کی موجودگی میں فتویٰ دینا جس کا ہم نے ذکر کیا تو یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی نے نہیں دیا۔

کافروں پر جنت کی ہر چیز حرام ہے

محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں مجھے روایت پہنچی ہے کہ جب حضرت ابوطالب نے اپنی تکلیف کی شکایت کی تو قریش نے کہا: اپنے بھتیجے کی طرف پیغام بھیج دو جنت کی چیزیں بھیجے جس کا وہ ذکر کرتا ہے تاکہ تجھے تندرستی ملے۔

پنچم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کافروں کا فرستادہ پہنچا تو آپ کے پاس حضرت ابوبکر بیٹھے ہوئے تھے، پیغام بر نے کہا اے محمد آپ کے چچا نے کہا ہے میں بوڑھا، کمزور اور بیمار آدمی ہوں مجھے اُس جنت سے کھانے پینے کی کوئی چیز بھیجیں جس کا آپ ذکر کرتے ہیں اُس میں میرے لئے شفا ہوگی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کافروں پر جنت کے کھانے حرام کر رکھے ہیں، بیشک کافروں کا پیغام بردار پس چلا گیا اور انہیں جا کر حضرت ابوبکرؓ کی بات سنائی انہوں نے اس بات کو اپنے نفوس پر محمول کرتے ہوئے آپ کے پاس پیغام بھیجا اور خود بھی آئے، پیغام لانے والے نے آپ کے سامنے پھر وہی بات دہرائی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے کافروں پر حرام کر رکھا ہے۔

اس روایت کی تخریج فضائل ابی بکر میں کی اور یہ مرسل ہے۔

تشریح: کافروں کے لئے بلاشبہ جنت کے کھانے حرام ہیں مگر اس امر کو حضرت ابوطالبؓ کے کھاتے میں ڈالنا خلاف واقعہ ہے، اس لئے کہ حضرت ابوطالبؓ کی بیماری کے وقت حضور سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اُن کے لئے دعا فرماتے ہیں: علاوہ انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن سے دُکھ ہی کب تھے۔ مزم

قوالوں کی تعبیر جاننے والے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اُحد سے واپسی پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نے خوب میں دیکھا کہ سائے میں گھٹی اور شہد بہر رہا ہے اور لوگ اُسے ہتھیلیوں میں ڈال بیٹھیں بعض کم بعض زیادہ، پھر میں نے آسمان سے آنے والی ایک رسی اور جڑ کو دیکھا اور اُسے پکڑ کر بلند ہوا پھر آپ کے بعد دوسری کو پکڑ کر اُٹھ آیا پھر ایک اور کو پکڑا تو وہ کٹ گئی پھر اُس تک پہنچ کر اُٹھ آیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اس کی تعبیر مجھے پرچھو دیں، آپ نے فرمایا: بتائیں عرض کی؟ سایہ اسلام ہے، گھٹی اور شہد بقرآن اور اُس کی شٹاس اور گداز ہے جس سے لوگ کم یا زیادہ لیتے ہیں، آسمان کی رسی حق ہے جس پر آپ ہیں اور جسے آپ سے لیکر بلند ہوا پھر دوسری مرتبہ آپ کے بعد یا تو بلند ہوا پھر ایک مرتبہ اُس سے اخذ کیا تو اُس سے کٹ گیا پھر اُس سے ملا تو بلند ہوا، پھر حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ درست ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ درست ہے کچھ غلط ہے، عرض کی یا رسول اللہ: آپ کو جو خبر دی گئی ہے۔

بخاری مسلم

یہی تعبیر فرشتے نے بتائی تھی

حضرت عمر بن شریکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا میں نے دیکھا گویا کہ سیاہ بکری کے پیچھے سفید بکری ہے اور اُس کی سفیدی کی کثرت سے سیاہی نمایاں نہیں ہوتی۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ عرب ہے جس میں آپ پیدا ہوئے پھر عجم میں داخل ہوئے تو عرب کے لوگ اُن کی کثرت سے ظاہر نہ ہو سکے، آپ نے فرمایا صبح کے فرشتے نے اس کی ایسی ہی تعبیر بتائی ہے۔

اس روایت کی تخریج سعید بن منصور نے سنن میں کی اور حاکم ابو عبد اللہ بن ربیع نے اسے نقل کیا اور کہا یہ مُرسل ہے۔

تَوَقُّلُ ہوگا

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ابن بدیل نے عرض کی تو آپ نے فرمایا تو نے خواب میں خود کو قتل ہوتے دیکھا ہے پس یہ قصہ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آیا تو انہوں نے فرمایا! تیرا خواب سچا ہے تو بغیر امرِ مکتس کے قتل ہوگا پس وہ مقفی کے دن قتل ہوئے، خزجہ فی الفضائل

اگر شہتیر ٹوٹے؟

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی گویا کہ میں نے دیکھا میرے گھر کا شہتیر ٹوٹ گیا اور میرا شوہر غائب ہے؟ آپ نے فرمایا غائب ہونے والا تیرے پاس لوٹ آئے گا، پس اُس کا شوہر آیا اور پھر غائب ہو گیا۔

وہ عورت دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا گویا کہ میں نے

دیکھا میرے گھر کا شہتیر ٹوٹ گیا اور میرا شوہر غائب ہے؟ آپ نے پہلے کی طرح فرمایا تو اُس کا شوہر لوٹ آیا، پھر وہ تیسری مرتبہ آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پا کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! تیرا شوہر فوت ہو گیا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو اُس نے آپ کو بتایا آپ نے فرمایا! کیا تو مجھ سے پہلے کسی سے پوچھ چکی ہے؟ اُس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا پس وہ ایسے ہی جیسے تجھے بتایا گیا ہے۔

تین چاند اتریں گے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ اُن کے گھر میں تین چاند اترے ہیں، انہوں نے یہ واقعہ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں عرض کیا اور وہ لوگوں میں تعبیر کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، انہوں نے کہا تو نے سچا خواب دیکھا ہے، تیرے گھر میں زمین کے تین بہترین آدمی دفن ہوں گے، پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دصال مبارک ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے عائشہ یہ تیرے چاندوں میں سب سے بہتر چاند نہیں۔

دونوں روایات کی تخریج سعید بن منصور نے کی۔

حضرت مسود بن حمزہ اور مردان بن حکم سے حدیث کے واقعہ میں روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حدیبیہ میں مشرکین کا فائدہ آیا تو اُس نے آپ کو بتایا کہ قریش آپ کے ساتھ جنگ کیلئے ادنا پکومتِ اندک زیارت سے روکنے کے لئے جمع ہیں۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو مجھے مشورہ دو کیا ہم انکے اہل خیال پر حملہ کریں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں؟ اگر وہ ہمارے مقابلہ میں آئے تو اللہ عزوجل ہمارے ساتھ ہے جس نے ہمارے جاسوس کو شکرین سے معذور رکھا اور ہم انہیں لڑائی سے فرار کرنے والے چھوڑیں گے حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کھروں سے بیت اللہ کے ارادہ سے آئے ہیں لڑائی کیلئے نہیں آپ اس طرف قدم اٹھائیں گے تو ہونے والے سے ہمیں لڑنا ہوگا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چل پڑو۔ بخاری مسلم۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو کہا، یا محمد، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ابوبکرؓ سے مشورہ لیں۔

اسکی تخریج قلم رازی نے اپنی فوائد میں اور ابوسعید نقاشی نے کی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رات کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلمانوں کے امور میں مشورہ فرماتے، ایک رات وہ آپ کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے تو ہم آپ کے ساتھ نکلے تو مسجد میں ایک شخص غار پر چڑھا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اس کی قرأت سنی ہم اس کی قرأت کو نہیں جانتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ہاں تک قرآن پڑھے ضرور حاصل کیے جس کا قرآن تامل ہو رہا ہے تو ابیہام عبد کی قرأت پڑھے۔

خدا ابوبکر کی غلطی پسند نہیں کرتا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ آسمان پر اسے پسند نہیں کرتا کہ ابوبکرؓ میں غلطی کرے۔

حضرت معاذؓ ہی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو اپنے اصحاب سے مشورہ کیا جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت اسید بن حضیرؓ تھے، حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اگر آپ ہم سے مشورہ نہ مانگتے تو ہم بات نہ کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اس مسئلہ میں تمہاری طرح مجھ پر بھی وحی نہیں آئی، پس لوگوں نے گفتگو کی اور ہر شخص نے اپنی رائے پیش کی، آپ نے فرمایا اے معاذؓ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی جو ابوبکرؓ نے کہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ اپنے آسمان کے ادبر ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکرؓ غلطی کرے، یا فرمایا کہ ابوبکرؓ سے غلطی ہو،

اس روایت کی تخریج اسماعیلی نے اپنی معجم میں کی۔

پہلے قرآن جمع کرنے والے "مختصیت"

عبد خیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے سنا، اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے وہ لوگوں میں قرآن مجید جمع کرنے کے اجر میں سب سے بڑے ہیں، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو دو تختیوں کے درمیان جمع کیا۔

اس کی تخریج ابن حرب طائی اور صاحب مصنف نے کی۔

قرآن کیوں جمع کروایا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ یمامہ کے دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنے پاس بلایا، آپ کے پاس حضرت عمرؓ بھی تشریف فرما تھے، آپ نے مجھے فرمایا مجھے عمرؓ نے کہا ہے

کہ یا میں شہید ہونے والے قاریوں کی وجہ سے اس بات کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر اسی طرح مختلف مقامات پر قاری شہید ہو گئے تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ چلے جائے گا، اس لئے میری رائے ہے کہ آپ قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم پھر بھی یہ بہتر ہے، پھر وہ ہمیشہ مجھے اس پر مائل کرتے رہے یہاں تک کہ جس اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بارے میں حضرت عمرؓ کا سینہ کھولا تھا اُس نے میرا بھی سینہ کھول دیا اور میں نے اُن کی رائے کو قبول کر لیا۔

حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے مجھے فرمایا تو جو ان اور عقیلؓ آدمی سچا اور حق پر کوئی تہمت بھی نہیں اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وحی کی کتابت بھی کرتا رہا ہے، لہذا اکوشش کے ساتھ قرآن مجید کو جمع کر دے، حضرت زیدؓ کہتے ہیں: مجھے یہ سزاؤ کو دوسری جگہ منتقل کرنے کی اتنی تکلیف نہ ہوتی جس قدر یہ کام بھاری محتاجتا پنجم میں نے کہا! میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا؟

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: خدا کی قسم یہ پھر بھی اچھا کام ہے، پھر آپ ہمیشہ مجھے اس طرف مائل کرتے رہے یہاں تک کہ اس ذات نے اس بارے میں میرے سینے کو کھول دیا جس نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سینوں کو کھولا تھا، میں نے کچھور کے پتوں، پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید کو تلاش کر کے جمع کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ سورہ توبہ کی آخری آیت عند جادکم رسول من انفسکم عزیز علیہ حضرت ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

حاصل ہوئی اور یہ کہنے سوا کسی کے پاس نہ تھی، قرآن مجید کا جمع کیا ہوا یہ نسخہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا تو یہ نسخہ حضرت عمرؓ کے پاس رہا پھر اُن کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہا۔

اس روایت کو بخاری نے نقل کیا

حج کے پہلے امیر، خصوصیت۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو امیر بنایا اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کو حج کیلئے جمع کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج فرمایا۔

اس کی تخریج ابو الحسن علی، ابن نعیم بصری نے کی، اور یہ حدیث حسن ہے،

سب سے پہلے اٹھنے والے، خصوصیت۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے میرے لئے زمین شق ہوگی پھر ابو بکرؓ نکلیں گے پھر عمرؓ پھر اہل بقیع آئیں گے تو اُن کا حشر میرے ساتھ ہوگا پھر اہل مکہ کا انتظار ہوگا، یہاں تک کہ وہ حرمین کے درمیان سے اُٹھیں گے،

اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے فضائل عمر میں کی،

سب سے پہلے جنت میں، خصوصیت۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو میرے ساتھ جنت کے دروازوں میں چکر لگایا اور میں نے وہ دروازہ دیکھا جس سے میں اور میری امت داخل ہوں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا؛ آپ نے فرمایا! اے ابوبکرؓ! بیشک تو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔

اس روایت کی تخریج بغوی نے مصابیح الحسان میں اور ملا نے سیرت میں کی، اور صاحب فضائل نے زیادہ کیا کہ آپ نے اُن کے کندھے پر چھکی دی اور فرمایا بیشک تو پہلے داخل ہوگا۔

تھم حضرت ابی درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن ابوبکر صدیقؓ میرے پاس سب سے پہلے خوفی پر لینگے اس کی تخریج ملا نے سیرت میں کی۔

غار کے ساتھی جنت کے ساتھی خصوصیت۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا، تو میرا حوض پر ساتھی ہے اور غار میں ساتھی ہے اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حسن صحیح ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کے لئے ساتھی ہے اور جنت میں میرا ساتھی ابوبکرؓ اس کی تخریج ابن القطرین نے کی۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! الہی تُو نے ابوبکرؓ کو فائز میں میرا ساتھی بنایا ہے اسے جنت۔

میں میرا ساتھی بناؤ، فرجہ فی الفضائل۔

حبیب و خلیل کے درمیان کون ہوگا؟ خصوصیت۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے اور میرے لئے عرش کے آگے منبر نصب کئے جائیں گے، اور ابوبکرؓ کیلئے کرسی ہوگی وہ اس پر بیٹھے گا، اور نداء کرنے والا نداء کرے گا کہ حبیب و خلیل کے درمیان صدیق ہے اس کی تخریج خطیب بغدادی نے کی اور ملا نے اس معنی کی روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا! تینوں کے لیے ایک ایک کرسی ہوگی۔

جنت میں محبوبوں کے ساتھ جائیں گے خصوصیت۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے آسمانوں کی معراج کے وقت جبریلؑ سے کہا! اے جبریلؑ! کیا میری امت پر حساب ہے؟ جبریلؑ نے کہا! آپ کی تمام امت پر حساب ہے سوائے ابوبکرؓ کے، قیامت کے دن انہیں کہا جائے گا، ابوبکر جنت میں داخل ہو جاؤ، تو وہ کہیں گے میں جنت میں نہیں جاؤں گا، یہاں تک کہ وہ میرے ساتھ نہ داخل ہو جو دنیا میں مجھ سے محبت کرتا تھا۔

اس روایت کو ابوالحسن عتیقی اور صاحب دیباج نے اور صاحب فضائل نے نقل کیا اور کہا یہ غریب ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کیلئے خاص تجلی خصوصیت۔

۱۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے حضرت ابوبکر صدیق کو فرمایا، اے ابوبکر! بیشک اللہ عزوجل مخلوق کے لئے عام تجلی فرمائے گا اور تیرے لئے خاص تجلی ہے،

اس روایت کو ملا نے سیرت میں اور صاحب فضائل نے نقل کیا اور کہا یہ حسن ہے۔

۲ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ منادی ندا کرے گا، سابقون الاولون کہاں ہیں؟ کہا جائے گا کون؟ کہے گا ابوبکر صدیق کہاں ہیں پس ابوبکرؓ کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی ہے اور لوگوں کیلئے عام،

اس روایت کی تخریج ابن بشران اور صاحب فضائل نے کی اور کہا غریب ہے

۳ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ عبد القیس کا وفد آیا اور ان میں سے بعض نے اپنے کلام میں جھوٹی بات کی تو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اے ابوبکر! کیا تو نے سنا یہ کیا کہتے ہیں؟ عرض کی: ہاں پھر انہوں نے انہیں جواب دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے ابوبکرؓ! اللہ تعالیٰ تجھے رضوان اکبر عطا فرمائے، لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! رضوان اکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا عام بندوں کے لئے اللہ عزوجل کی عام تجلی ہوگی اور ابوبکرؓ کیلئے خاص تجلی ہے،

اس روایت کی تخریج بھی ملا نے اور صاحب فضائل نے کی ہے،

۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار سے نکلے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کی رکاب پکائی، اور ادھنی کی مہار پیچھے کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے رضوان اکبر عطا فرمائے، عرض کی: رضوان اکبر کیا ہے؟ تو یہ

پہلے بیان ہو چکا ہے، جس کا ذکر ملا نے کیا۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب غار سے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ نے ادھنی پیش کی اور کہا یا رسول اللہ! اس پر سوار ہو جائیں، جب آپ اس پر سوار ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے رضوان اکبر عطا فرمائے، عرض کی یا رسول اللہ! رضوان اکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ عزوجل کی اپنے بندوں کیلئے عام تجلی ہوگی اور تیرے لئے خاص ہوگی،

تضاد ہیں

اس روایت کی تخریج صاحب فضائل نے کی، اس روایت میں اور اس روایت کے درمیان تضاد نہیں،

جو پہلے بیان ہوئی، کہ حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ننگے پاؤں چلے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں کندھوں پر اٹھالیا، جب کہ یہ واقعہ میدان میں پیش آیا ہو، جب پہاڑ پر چڑھتے وقت ادھنی کا راستہ نہیں تھا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں ننگے تھے اور اس وقت ابوبکرؓ نے آپ کو اٹھالیا،

جبریل کی آواز سننے والے یحییٰ مہبت

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل وحی کے وقت جبریل علیہ السلام کی آواز سوائے حضرت ابوبکرؓ کے کسی نے نہیں سنی،

اس روایت کی تخریج ابن الجوزی نے کی،

محمد رسول اللہ ابو بکر صدیقؓ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے آسمان کی معراج ہوئی، تو میں آسمان پر جہاں سے بھی گزرا اُس میں لکھا ہوا تھا، محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق میرے پیچھے ہیں۔

نور کے پرچم پر ابو بکر صدیقؓ

حضرت ابی درداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے شبِ اسرئیل عرش کے گرد ایک سبز کپڑے میں نور کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ایک نور کا پرچم ہے جس پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق۔

دونوں روایات کی تخریج صاحب فضائل نے کی

اس روایت میں مغائرت ہے جب کہ پہلے یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ ابوداؤد احمد پر چاروں خلفاء کا نام لکھا ہوا ہے اور یہ اللہ کے نور کا پرچم ہے پس اسے دوسری روایت پر حمل کرنا ہوگا، اور ایسے ہی جو پہلے تینوں خلفاء کے حق میں روایت بیان ہوئی ہے کہ عرش پر اُن کے نام لکھے ہوئے ہیں مگر اُس عرش کے گرد سبز کپڑے کا ذکر نہیں جیسا کہ اس میں ہے پس جائز ہے کہ یہ اُس کے علاوہ دوسرے مقام میں ہو اور پہلے بیان ہوا کہ اُن کے نام جنت کے ہر پتے پر لکھے ہوئے ہیں اور دونوں ہر آسمان میں ہیں، واللہ اعلم۔

حج کا امینؓ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرہ جعرانہ سے مدینہ منورہ کی طرف واپسی کی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حج کا امین بنایا،

اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے طویل حدیث میں کی ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں آئے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حج کے موقعہ پر مجھے اُن مؤذنوں میں بھیجا جنہیں قربانی کے دن منیٰ میں بھیجا گیا تھا تاکہ وہ بتائیں! اس سال کے بعد نہ کوئی شرک حج کرے گا اور نہ کوئی برہنہ ہو کر کعبے کا طواف کرے گا، بخاری مسلم۔

حضور کی حیات میں امامت ابو بکرؓ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی عمر بن عوف میں لڑائی ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی، آپ کن کے درمیان صلح کرانے کے لئے ٹھہرے بعد تشریف لے گئے تو فرمایا اے بلال! اگر میں نماز کے وقت نہ آؤں تو ابو بکرؓ سے کہنا وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں جب عصر کا وقت ہوا تو حضرت بلالؓ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور حضرت ابو بکرؓ کو امامت کرانے کے لئے عرض کی اور اُن کے ساتھ ناسا دا کی بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت تشریف لائے جب حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے، انہوں نے لوگوں کو تالی بجاتے دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد

پر لوگ بیٹ گئے یہاں تک کہ آپ حضرت ابوبکر کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوبکر نماز شروع کرنے کے بعد ادر متوجہ نہ ہوئے اور نہ لوگوں کی نالی پر دیکھے پھر جب توجہ کی توجہ اکر مصلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پیچھے دیکھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک بڑھا کر نماز جاری رکھنے کا حکم دیا تو حضرت ابوبکرؓ اسی طرح کھڑے رہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کے بعد پیچھے ہٹ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائی، بعد ازاں جب حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ناز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کو ارشاد فرمایا: جب میں نے تمہیں ہاتھ کے اشارے سے نماز کی امامت جاری رکھنے کا حکم دیا تھا تو مجھے کس چیز نے روکا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ابن ابی قحافہ کی یہ مجال نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے کھڑا ہو، پھر آپ نے لوگوں کو فرمایا: جب اپنی ناز میں کوئی چیز تمہیں شگ ٹلاوے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں،

اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے تقسیم الانواع میں اور ابوداؤد سنائی نے کی ہے ابوبکر کی موجودگی میں کوئی امام نہ بنے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ابوبکرؓ ان میں موجود ہوں اور وہ کسی دوسرے کو اپنا امام بنائیں۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا غریب ہے، اور سمرقندی نے اسے ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ کسی اور کو حکم دیتے؟ آپ نے فرمایا میری امت سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ابوبکر کی موجودگی میں امام بنے،

اس روایت کی تخریج فضائل میں ان الفاظ سے کی گئی ہے کہ:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کی آپس میں صلح کرانے کیلئے تشریف لے گئے تو نماز کے وقت حضرت بلالؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو کہا: نماز کا وقت ہو گیا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود نہیں ہیں، کیا میں اذان دوں تاکہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جیسا تو چاہے، چنانچہ حضرت بلالؓ اذان دے کر کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ناز سے فارغ ہونے کے بعد تشریف لائے تو فرمایا: کیا تم نے نماز پڑھ لی؟ لوگوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا تمہیں کس نے نماز پڑھائی لوگوں نے کہا حضرت ابوبکرؓ نے، آپ نے فرمایا: تم اچھے ہو اور لوگوں کو حق نہیں پہنچتا کہ ابوبکرؓ ان میں موجود ہوں اور وہ کسی دوسرے کے ساتھ نماز پڑھیں، اور ایک روایت میں ہے کہ ان کا اہم دوسرا ہو، اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے ان دونوں واقعات میں مغائرت ہے،

واللہ اعلم

ان دونوں میں سے ایک واقعہ حضرت بلالؓ کی طرف منسوب ہے کہ جب نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء میں نماز پڑھی، جو اس

سے پہلے حدیث شیخین کے ضمن میں بیان ہوئی، اور دوسری میں زمانہ نہیں پایا جاتا، اور اس پر اس حدیث کا سیاق دلالت کرتا ہے، اور صحیحین سے اسکے بہت سے فرق ہیں، اُس میں آپ کا زمانہ نہیں پایا جاتا، واللہ اعلم

اپنے حکم سے امامت ابو بکرؓ خصوصیت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرض کی شدت ہوئی تو آپ نے فرمایا: ابو بکرؓ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں،

حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ابو بکرؓ رقیق القلب ہیں، جب وہ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے، تو لوگ اُن کا رونا نہیں سُن سکیں گے؛ آپ نے فرمایا: ابو بکرؓ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر پہلی گفتگو دہرائی تو آپ نے فرمایا: تم حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ دایاں ہو، ابو بکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں، ”بخاری، مسلم،

ابو حاتم نے اس حدیث کی تخریج ان الفاظ میں کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت بوجھل ہو گئی تو بلالؓ غازی کی اذان کے لئے آئے، آپ نے فرمایا ابو بکرؓ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! ابو بکرؓ غمزہ انسان ہیں جب وہ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو لوگ نہیں سُن سکیں گے، پس اگر آپ حضرت عمرؓ کو حکم دیں؟

آپ نے فرمایا: ابو بکرؓ سے کہیں لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں! میں نے پھر بھی یہی بات حضرت حفصہ سے کہی تو حضرت حفصہؓ نے

آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! ابو بکرؓ غمزہ انسان ہیں جب وہ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو لوگ نہیں سُن سکیں گے؛ آپ نے فرمایا: تم حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ دایاں ہو، ابو بکرؓ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں، ”بخاری، مسلم، ابو حاتم،

ابو حاتم نے کہا: درست یہ ہے کہ آپ نے موصوب یعنی ساتھ دلے فرمایا تھا، مگر موصوبات یعنی ساتھ دایاں سنا گیا۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور اس کے آخر میں یہ زیادہ کیا، کہ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کو فرمایا تجھ سے مجھے اچھی بات نہیں پہنچی۔

اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور صحیحین کے بعض طرق میں ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ پیغام آیا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو فرمایا لوگوں کو نماز پڑھائیں،

حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ اس کے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں، پس ابو بکرؓ نے ان دونوں کو نماز پڑھائی۔

حضرت عمرؓ کا نماز پڑھانا مگر؟

حضرت عبداللہ بن زمعہؓ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض شدید ہو گیا میں سناؤں کے پاس تھا اور حضرت بلالؓ نے لوگوں کو نماز کے لئے بلایا، تو لوگ نماز کے لئے آئے میں نکلا تو حضرت عمرؓ لوگوں میں موجود تھے اور حضرت ابو بکرؓ غائب تھے، میں نے حضرت عمرؓ سے کہا اُٹھیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں انہوں نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن آواز سنی تو فرمایا، ابو بکرؓ کہاں ہیں؟ چنانچہ حضرت عمرؓ کی اس غائبی

انہیں بلا بھیجا تو انہوں نے لوگوں کو ناز پڑھائی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت عمرؓ کی آواز سنی تو آپ باہر نکلے یہاں تک کہ آپ کا سر مبارک آپ کے حجرے سے نمودار ہوا، پھر آپ نے فرمایا، نہیں، نہیں، ابی قحافہ لوگوں کو ناز پڑھائیں گے، کہا کہ آپ ناراض تھے،

(بخاری، مسلم، ابوداؤد) اردامام احمد نے بالعمی روایت بیان کی۔

اور ابن اسحق نے ان لفظوں کے ساتھ بیان کیا کہ عبد اللہ بن زمعہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرض کا غلبہ تھا میں مسلمانوں کے پاس تھا، اسی اثناء میں بلالؓ نے لوگوں کو ناز کے لئے بلایا تو میں نکلا اور حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں میں موجود پایا اور حضرت ابوبکرؓ غائب تھے میں نے کہا: اے عمرؓ! اٹھیں اور لوگوں کو ناز پڑھائیں۔

حضرت عمرؓ بلند آواز والے تھے انہوں نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کی آواز سنی تو فرمایا: ابوبکر کہاں ہے؟

پس حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام بھیجا تو وہ حضرت عمرؓ کے اس ناز کو پڑھانے کے بعد تشریف لائے اور لوگوں نے ان کے ساتھ ناز پڑھی، عبد اللہ بن زمعہ کہتے ہیں: مجھے حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابن زمعہ! تو نے میرے ساتھ کیا کیا، خدا کی قسم! میرا گمان تھا کہ اس کا حکم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا، اور اگر یہ نہ ہوتا تو میں لوگوں کو ناز نہ پڑھاتا میں نے کہا، خدا کی قسم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کا حکم نہیں دیا لیکن جب میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ نہیں ہیں تو دیکھا کہ آپ لوگوں کو ناز پڑھانے کے زیادہ مقدار ہیں۔

اس میں ظاہر تر بیان اور واضح تر دلیل ہے کہ حضرت ابوبکرؓ آپ کے بعد خلیفہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکرؓ لوگوں کو ناز پڑھائیں، حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی ابوبکرؓ کمزور شخص ہیں؛ فرمایا: عمرؓ کی طرف بھیجو، حضرت عمرؓ نے کہا، میں ابوبکرؓ پر مقت نہیں کر سکتا چنانچہ ابوبکرؓ آئے تو لوگوں کو ناز پڑھائی۔ اسکی تخریج فضائل میں کی اور کہا صحت ہے،

حضور ابوبکرؓ کے پہلو میں

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ لیشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو صبح کی ناز پڑھائیں جب انہوں نے تکبیر کہی تو آپ نے کچھ خفیف ٹھوس زانی تو صفیں مٹوانے کیلئے کھڑے ہوئے، حضرت ابوبکرؓ ناز پڑھا رہے تھے جب انہوں نے اپنے پیچھے سماعت غصوں، توجان لیا کہ اس مقام پر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نہیں ناوۃ صف کی طرف پیچھے ہے، حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان کے مقام پر بٹھایا اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ گئے،

اسکی تخریج امام شافعیؒ نے اپنی مسند میں کی،

ابن اسحق نے اس روایت کو نقل کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو ان کے مقام پر بٹھایا اور ان کے دائیں طرف پہلو میں بیٹھ گئے،

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو دران مرض، تین نازوں کے لئے ہمارے پاس تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ

آئے ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ اٹھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ اقدس ہمارے سامنے تھا ہم نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا، آپ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار تھے پھر آپ نے حضرت ابوبکر کو غار پڑ جانے کا حکم فرمایا اور پردے کے پیچھے تشریف لے گئے پھر وصال مبارک تک آپ کو مسجد میں آنے کی طاقت تک نہ تھی۔ بخاری مسلم۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالتک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض الموت میں حضرت ابوبکرؓ ہمیں نائیں پٹھاتے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ غار کی صفوں میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت الشرف کا پردہ اٹھایا تو ہم نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کا چہرہ اقدس قرآن کا ورق تھا۔ پھر آپ نے بسم فرمایا یہاں تک کہ آپ بنے لگے۔ مسلم۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم کے ساتھ ابوبکر کے پیچھے ایک ہی چادر میں پڑھی۔ اس کی تخریج نسائی نے سنن میں اور طبرانی نے معجم میں کی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے پیچھے غار پر بھی اس کی مثل حضرت ہبل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی قسم کی روایت ہے اور انہوں نے فرمایا کہ آپ نے بیٹھ کر غار پڑھی تھی۔
"اخر حبرہ ابن حبان"

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابوبکر کے پیچھے غار پڑھنا متفق صحیح ہے۔
حضرت جبر بن مطعم سے روایت ہے کہ حضور رسالتک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک عورت نے کچھ پوچھنے کے لئے عرض کی تو آپ نے فرمایا پھر کسی دانا، اُس نے کہا یا رسول اللہ میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ کا وصال ہو جائے تو؟ آپ نے فرمایا! مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا۔
بخاری، مسلم، ترمذی، ابوحاتم۔

صاحب فضائل نے یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ راحت کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ ایک عورت نے آپ سے کچھ پوچھا تو آپ نے فرمایا پھر آ جانا، اُس نے کہا یا رسول اللہ میں آؤں تو آپ کے وصال فرما جانے سے میں آپ کو نہ پاؤں تو؟ آپ نے فرمایا میرے پاس آئے اور مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آنا وہ میرے بعد میرا خلیفہ ہے، اور کہا یہ روایت غریب ہے اور یہودی سے اسی معنی کی حدیث حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں بیان کی کہ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کا ذکر کیا اور اس سے پہلے تینوں خلفاء کے بارے میں اعرابی کی حدیث بیان ہو چکی ہے اور اسی مفہوم کی حدیث ابن مطلق کی ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے۔

خلافت لکھدیں

اختصاص

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض کے دوران مجھے فرمایا! اپنے باپ اور اپنے بھائی کو بلاؤ یہاں تک کہ میں انہیں لکھ دوں مجھے ڈر ہے کہ خلافت کا کوئی شتمنی اولیت کا مدعی ہو اور اللہ تعالیٰ اور مومنین ابوبکر کے سوا پسند نہ کریں، دونوں نے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا ہائے میرا سر! "

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، کاش میری زندگی میں ایسے ہوتا تو میں تیرے لیے دعا اور استغفار کرتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی ہائے مصیبت کیا میں یہ گلی کہہ دوں آپ میری موت کے خواہاں ہیں؟ اگر ایسا ہوتا تو آپ دوسرا دن اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس گنبد کے آگے فرمایا بلکہ میرا سر درد سے پٹا جاتا ہے، پھر میں نے چاہا کہ ابو بکر ادا کے بیٹے سے عہدوں کہنے والے جو چاہیں گے ادا نہ کر کے دے دے، پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ اس کے خلاف نہیں چاہتا اور مسلمان اُنکے علاوہ کسی کو قبول نہیں کریں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مرض کی حالت میں تھے جس میں آپ کا دماغ ہوا تو میرے پاس حضرت ابو بکر کو بلا یا تاکہ انہیں لکھ دیں شاید اس امر کا کوئی شہنی یا طبع کہنے والا ہو پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ اور مومنین کسی دوسرے کو پسند نہیں کریں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں اللہ تعالیٰ اور مومنین سے نہیں کرتے مگر میرے باپ کو پس میرے والد خلیفہ ہوئے۔

اس روایت کو صاحب فضائل نے نقل کیا اور کہا بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال فرمانے کے مرض میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا: ابو بکر کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں اُسے وہ امر لکھ دوں تاکہ اس میں میرے بعد اختلاف نہ رہے معاذ اللہ جبکہ ابو بکر پر کسی مومن کو اختلاف نہیں۔ اس روایت کو صاحب فضائل نے نقل کیا اور کہا غریب ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کے اعمال پر جنت کی بشارت۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جس نے اس روزِ روزے کے ساتھ صبح کی؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی: میں

آپ نے فرمایا: تم میں کون ہے جس نے آج جنازے میں شرکت کی؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: میں۔

آپ نے فرمایا: تم میں کون ہے جس نے آج مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: میں۔

آپ نے فرمایا: کسی میں یہ باتیں جمع نہ ہوں گی مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔
مسند احمد، مسلم۔

جنت میں گھر

حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج کس نے روزے سے صبح کی؟

لوگ خاموش رہے تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا: میں نے یا رسول اللہ۔

آپ نے پھر فرمایا: تم میں سے کون ہے جس نے آج مسکین کو صدقہ دیا؟ لوگ خاموش رہے تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا: میں۔

آپ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جس نے جنازے میں شرکت کی؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: میں۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم میں کون ہے جس نے آج مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: میں۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ میکوث فرمایا! اس دن یہ امور کسی شخص میں جمع نہیں

ہونگے مگر وہ جنت میں داخل ہوگا۔ - خزجہ ملا فی سیرتہ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو فرمایا تم میں سے آج کون روزے سے صبح کرے والا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا! میں، فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے آج جنازے میں شرکت کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا! میں اور جو قصی پیر مجھ پر نفی رکھی ہیں فرمایا! جس میں یہ چار چیزیں مکمل ہوں اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے۔ - بخاری فی فضائلہ۔

ابن جریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے اصحاب کو فرمایا! تم میں سے کون ہے جو جنازے کے ساتھ گیا؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا! میں۔

آپ نے فرمایا! کیا تم میں سے جس نے آج سکین کو خیرات دی؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا! میں۔

آپ نے فرمایا! کیا تم میں سے جس نے آج روزے سے صبح کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا! میں۔

آپ نے فرمایا! تو نے سبقت کی تو جنت کی طرف چالیس سال قبل پہل کرے گا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی ناز پڑھ کر فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے آج روزہ رکھا؟ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا! مگر یا رسول اللہ! میں نے سوتے وقت روزے کا ارادہ نہیں کیا تھا لہذا صبح کو نہ رکھا۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا! میں رات کو سو رہا تو روزے کی نیت نہ کی پس صبح کو

روزہ رکھ لیا۔

آپ نے فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے مریض کی بیمار دہری کی؟ حضرت عمرؓ نے کہا! یا رسول اللہ! اس وقت ہم ناز میں تھے اور فارغ نہ تھے پس بیمار کی عیادت کیسے کرتے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! یا رسول اللہ! میں نے اپنے بھائی عبداللہ بن جوف کی بیمار پرسی کی ہے جب کہ میں نے اس کے گھر کا راستہ اختیار کیا اور حال پوچھا پھر مسجد میں آگیا۔

آپ نے فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے آج سکین کو خیرات دی؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ کے ساتھ ناز ادا کر رہے تھے اور اس وقت فارغ نہ تھے پس کیسے خیرات کرتے؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا! یا رسول اللہ! میں جب رحمان کی طرف سے سجد میں داخل ہوا تو سائل نے سوال کیا، میرا بیٹا عبدالرحمن بن ابی بکر میرے ساتھ تھا، اور اس کے پاس مدنی کے ٹکڑے تھے، میں نے اس سے روٹی لے کر سوالی کو دے دی۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو دو مرتبہ فرمایا کہ تجھے جنت کی بشارت ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت کی بات سنی تو آدمی سر دھنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا تو ان کی خوشی کے لئے فرمایا! اللہ عمر پر رحم فرمائے۔

حضرت عمرؓ کو کہا کرتے کہ میں خیر میں حضرت ابوبکرؓ پر سبقت حاصل کرنا چاہتا : مگر وہ مجھ پر سبقت لے جاتے، یہ روایت اس سیاق کے ساتھ غلطی نے

نقل کی اور ابو داؤد نے اس سے مسجد میں روٹی دینے اور مساجد میں سوال کرنے کے باب میں بیان کیا اور اس کی مثل روایت حضرت عمر کے لئے وارد ہوئی ہے اور وہ اُن کے خصائص میں آئے گی اور وہ دونوں پر محمول ہوگی، ایک دن حضرت ابوبکر کے لئے اور ایک دن حضرت عمر کے لئے۔

صلہ بن ظفر نے کہا، کہ جب حضرت علیؑ کے پاس حضرت ابوبکرؓ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے، ہم خیر کی طرف ابوبکرؓ پر سبقت نہیں لے سکے مگر ابوبکرؓ اُس کی طرف ہم پر سبقت لے جاتے۔

اس روایت کو ابن سمان نے موافق میں نقل کیا۔

جناب فاطمہ الزہراؑ کی نماز جنازہ حضرت ابوبکرؓ نے پڑھائی۔

حضرت مالک، حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت امام زین العابدینؑ، علی بن حسین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ الزہراؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا تو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ، جنازے میں شریک تھے، جب اُن کی نماز جنازہ پڑھنے لگے تو حضرت علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں! اے ابی بکرؓ آگے آئیں، حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے ابوالحسن آپ شاید ہیں؟ حضرت علیؑ نے فرمایا: ہاں! آگے آئیں خدا کی قسم آپ کے سوا ان پر کوئی نماز نہیں پڑھائے گا۔ پس حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں رات کو دفن کیا گیا۔

اس روایت کی تخریج بصری نے اور ابن سمان نے موافق میں کی

اور اس کے بعض طرق میں ہے کہ اُن پر چار تکبیریں کہیں اور اس میں صحیح

میں آنے والی روایت سے مناسبت ہے کیونکہ صحیح میں وارد ہوا ہے، کہ حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی تھی یہاں تک کہ حضرت فاطمہ الزہراؑ سلام اللہ علیہا کا انتقال ہو گیا، اور بیعت نہ ہونے کے لئے یہ دلائل ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کا اُنکی نماز جنازہ پڑھنا نا ظاہر اور غالب روایات سے بعید ہے، اگرچہ یہ جائز ہے کہ جب انہوں نے جناب سیدہ کے انتقال کی خبر سنی تو حاضر ہو گئے، پھر اس کے بعد حضرت علیؑ نے بیعت کملی،

حضرت ابوبکرؓ کی حضرت فاطمہؑ سے صلح

حضرت عامر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراؑ سلام اللہ علیہا کے مرض شدید کے دوران حضرت ابوبکرؓ اُن کے پاس آئے اور اجازت طلب کی، حضرت علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ سے کہا حضرت ابوبکرؓ دروازے پر اجازت مانگ رہے ہیں، اگر آپ چاہیں تو انہیں اجازت دے دی جائے؛ جناب سیدہ نے فرمایا، کیا آپ اسے پسند کرتے ہیں؟ حضرت علیؑ نے فرمایا، ہاں! پھر حضرت ابوبکرؓ داخل ہوئے اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے معذرت طلب کی اور آپ سے گفتگو کی تو آپ اُن سے خوش ہو گئیں۔

اور اشعری سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی جناب فاطمہؑ اُن پر ناراض ہیں تو وہ گرم دن میں آپ کے دروازے پر آئے، پوچھا میں اپنی جگہ سے نہیں ہوں گا، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی مجھ سے خوش نہ ہو جائے، چنانچہ حضرت علیؑ سیدہ فاطمہ الزہراؑ کے پاس تشریف لائے اور انہیں راضی ہونے کے لئے قسم دی تو وہ راضی ہو گئیں، اسکی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی۔

حضرت ابوبکر خلیفہ رسول (انتصاف)

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا اسے خلیفہ بنو
انہوں نے فرمایا میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا خلیفہ ہوں اور میں اس کے ساتھ خوش ہوں،
اس روایت کی تخریج احمد اور ابو عمر نے کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے یزید بن ابوسفیان کو شام کی طرف بھیجا تو اُن کے ساتھ دو میل تک چلتے
گئے، اُن کی خدمت میں عرض کی گئی، اے اللہ کے رسول کے خلیفہ اگر آپ واپس
چلے جاتے؟ آپ نے فرمایا! نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عز و جل کی راہ میں جسکے پاؤں گرد آلود ہوں اُس پر
اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام کر دے گا، ۱۱۔ خزینۃ فی فضائلہ،

اس سے پہلے اُن کے ثبات قلب اور زہد و استقامت کے بارے میں
یوم مرتدین کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے کہ جب وہ مرتدین کیساتھ جنگ کیلئے نکلے
تو حضرت علیؓ نے فرمایا، اے رسول اللہ کے خلیفہ کہاں چلے ہیں؟ اور مسلمانوں میں
سے موافقین و مخالفین کے کسی فرقہ کے درمیان اس بات میں اختلاف نہیں کہ
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ بہ
کر بلایا جاتا تھا، اس کے علاوہ دوسرے نام سے نہیں بلایا گیا،

والدین اور اولاد مسلمان (انتصاف)

اُن کے بعض بیٹوں کے بیٹے تھے، اور ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی گفتگو سنی اور آپ سے روایت
بیان کی، اور وہ یہ ہیں، حضرت ابوبکر، اُن کے باپ حضرت ابو قحافہ اُن کی بیٹی حضرت اسماء
اور حضرت اسماء کے بیٹے عبداللہ بن زبیر اور ان میں سے بعض کے چار بیٹے تھے
اور بعض کے تین جنہوں نے زیارت کی اور روایت نہیں کی،

حضرت موسیٰ بن عقبہؓ نے کہا: ہم نہیں جانتے کہ چار پشتوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، وہ اور اُن کے بیٹے سوائے ان چاروں کے، ابو قحافہ،
ابوبکر، عبدالرحمن بن ابی بکر اور ابو عتیق بن عبدالرحمن بن ابی بکر، اور ابی عتیق
کا نام محمد ہے،

اس روایت کی تخریج قاضی ابوبکر ابن مخلد نے کی، اور یہ ابو عتیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں پیدا ہوئے تھے،

بخاری نے کہا! اُس کیلئے رفیت درست ہے اور روایت کرنا درست
نہیں، اور یہ منقبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی کے گھر میں
نہیں، نہ پہلے وصف پر اور نہ دوسرے وصف پر سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے گھر میں دونوں وصفوں پر جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا، واللہ اعلم

حضرت ابوبکر کی شان میں قرآن (انتصاف)

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذَا أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي
الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی جب کافروں

کی شرارت سے انہیں باہرے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے پیار سے فرمانے تھے غم نہ کھائیں شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ تعالیٰ نے اُس پر کیسے اتارا،

بلا اختلاف دونوں میں ایک سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور بے شک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی مراد ہیں جیسا کہ اس سے پہلے صحیحین وغیرہ سے غار کے واقعہ میں بیان ہوا،

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا! تم میں سے کون سورہ توبہ پڑھے گا؟ ایک شخص نے کہا میں اور جب وہ

اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَخْزَنُ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

پڑھنا تو حضرت ابوبکر رونے لگے اور فرمایا! خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھی میں تھا،

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں،

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ

یعنی ابوبکر پر سکینہ نازل کیا گیا کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس سے پہلے ہی سکینہ تھا۔

ابوبکر صاحب فضل ہیں

وَلَا يَأْتِلُ لَوْلَا الْفَضْلُ مِنْكُمْ وَالتَّعَةِ لَنْ تُلَاقُوا اُولَى الْقَرْنِ

اور قسم نہ کھائیں جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قربت

والوں اور سکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چلیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے حدیث انک میں مطہ بن اثاثہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلف اٹھایا کہ مطہ کو کبھی خراج نہیں دوں گا،

پس اللہ تعالیٰ نے۔۔۔ وَلَا يَأْتِلُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ۔۔۔ آیت نازل فرمائی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم! مجھے اللہ تعالیٰ کا میری مغفرت فرمانا محبوب ہے پس میں نے مطہ کے اخراجات اپنے جوتے لئے تو پھر کبھی بند نہیں کئے۔۔۔ بخاری مسلم۔

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ

اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں! یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خطاب ہے، ماوردی نے بیان کیا کہ واحدی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا اس سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تصدیق کرنے والے

وَالَّذِي جَاءُوا بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ هُمْ هُمُ الْمُتَّقُونَ

اور وہ جو سچ کے ساتھ تشریف لائے اور وہ جنہوں نے اُن کی تصدیق

کی یہی ڈر دے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں، جاء بالصديق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور، صدق بیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
اس روایت کی تخریج عثمان نے الموافقی میں اور فضائل میں کی۔

حضرت ابوبکرؓ کے سجدہ و قیام

أَمِنْ مَوْقَانَتَا آيَاتِ سَاجِدًا وَقَائِمًا

کیا وہ جس کی فرماں برداری میں رات کی گھنٹیاں گزریں سجدہ میں اور قیام میں
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی بعض نے اس کے علاوہ کہا۔

استقامت ابوبکرؓ

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا

بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر قائم رہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی،
اسے واضحی نے بیان کیا

أَكْمَنَ يَلْقَى فِي النَّارِ خَبِيرًا مِّنْ يَّاتِي أَمِنَّا يَوْمَ الْقِيَمَةِ

تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بھلا یا وہ جو قیامت میں امان سے آئے گا۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آگ میں ڈالا جانے والا
ابو جہل اور امان سے آنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، بعض
نے ان کے علاوہ بیان کیا، حکاہ ثعلبی۔

ابوبکرؓ کے گھروالے

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ اَشُدَّهُ وَبَلَغَ اَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ
عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَ اَصْبِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِذَا تَبَتُّ اِلَيْكَ

وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسَابِقِيْنَ

یہاں تک کہ اپنے زور کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوا عرض کی اے میرے رب
میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں
باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری تمام اولاد میں
ملاح رکھ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول

فرمائی پس اُن کے والد نے اور تمام ادا دے اسلام قبول کیا۔
یہ روایت عقیل بن خالد نے نقل کی اور حضرت ابوبکرؓ کی والدہ کے اسلام کا
واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

برابر نہیں ہیں

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ

تم میں برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا
واحسی نے بیان کیا ہے کہ کلبی نے کہا یہ آیت مقدسہ حضرت ابوبکر صدیقؓ
کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

باپ کو تصیر مار دیا

لَا عُدَّةَ قَوْمًا يَكُونُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں
اُن سے جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ
یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

۱۔ الحمد آیت ۲

ابن جریر سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ
ابوقحافہ نے "قبل از اسلام، حضور رسالتکب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی تو حضرت ابوبکر
صدیقؓ نے اُسے اس زور سے تھپڑ مارا کہ وہ گر پڑا، پھر انہوں نے اس کا ذکر حضور
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیا تو آپؐ نے فرمایا کیا تم نے اُسے مارا؟
حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا: اُس پر زیادتی نہ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ
نے کہا: خدا کی قسم، اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اُسے قتل کر دیتا۔
اس روایت کی تخریج واحدی اور ابوالفرج نے کی اور ایک جماعت نے اس
آیت کو دوسروں کے حق میں ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا،

خریداری بلال پر نزول آیات

فَاَتَا مَنِّي كَافٌّ وَافٌّ

تو وہ جس نے دیا اور پر ہیز گاری کی،

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بعض گھروالوں سے روایت
کرتے ہیں کہ ابوقحافہ نے اپنے بیٹے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا: تو کمزور
لوگوں کو آزادی دلاتا ہے اگر تجھے آزاد کرانا ہی تو اُنہیں آزاد کرنا جو تیری مدافعت
کریں اور تیرے بڑے بھائی ہوں۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اے باپ بیشک میں نے جو چاہا سو کیا کہا کہ جو ابس
آیت کریمہ میں نازل ہوا وہ اس کے بھائی نہیں، اور اس کے حکم پر حضرت علی کرم اللہ

وجہ الکریم کی یہ روایت دلالت کرتی ہے، آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اتم میں سے کوئی نہیں جس کا ٹھکانہ جنت میں یا جہنم میں نہ لکھا ہو۔
لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم اسی پر نہ بھروسہ کر لیں؟
آپ نے فرمایا: نہیں تم عمل کرو جس کے لئے جو بنایا گیا ہے اُس کے نئے ہی آسان ہے۔
پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۚ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۚ فَسَنِيْرُهٗ لِلْيُسْرٰی ۚ

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۚ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۚ فَسَنِيْرُهٗ لِلْعُسْرٰی ۚ

اس روایت کی تخریج بخاری سلم نے کی اور دونوں امور کے جواز کے درمیان تضاد نہیں کہ ابوبکر کے فعل کے باعث نازل ہوئی پھر عمومی حکم میں داخل ہو گئی۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کیا تو مشرکین نے کہا ابوبکر نے یہ کام نہیں کیا مگر بلال کے لئے اُس کے نزدیک بدلہ ہے۔
تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا لَاحِدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْہٍ رَّبِّہٖ اِلَّا عَلٰی

اور کسی کا اُس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا

پاہتا ہے جو سب سے بلند ہے۔

اس روایت کی تخریج داہدی نے کی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ تمام تر سورت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں نازل ہوئی ہے اور اس میں حضرت بلال کے آقا امیر بن خلف کی مذمت ہے جس نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ حضرت بلال کو فروخت کیا پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ سَعٰیَكُمْ فِیْہِیْ

بیشک تمہاری کوشش قفل ہے، یعنی حضرت ابوبکر اور امیر بن خلف کی کوشش۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی

تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی بات لا الہ الا اللہ کو سچ مانا یعنی ابوبکر نے فسیرہ لیسری تو بہت جلد اُسے آسانی یعنی جنت میا کر دی گئی۔

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی

اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا اور سب سے اچھی بات لا الہ الا اللہ کی تکذیب کی یعنی امیر بن خلف نے تو بہت جلد ہم اُسے جہنم کی دشواری میا کر دی گئی ہم اُس کی موت اور ہلاکت کے بعد اُسے جہنم میں داخل کر دیں گے اشی الذی کذبہ توئی یعنی امیر بن خلف بد بخت ہے جس نے جھٹلایا اور پھر گیا۔

دسویں فصل

آپ کی انفیلیت کے ضمن میں اس فصل میں وہ تمام احادیث جمع کر دی گئی ہیں جو اس سے پہلے ابواب میں آپ کے خصائص کی فصل میں پہلے ہی داخل ہیں اور ہم اس پر غور کرتے ہیں کہ اس باب میں اس کے ساتھ استدلال قائم ہو جائے اور قاری اس مقام کو جان لے اور اس سے اپنی خواہش کے مطابق تخریج کرے۔

فضائل کی احادیث

ان میں سے آپ کے پہلے اسلام قبول کرنے کی احادیث میں سے یہ حدیث ہے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کیا آپ اس امر کے زیادہ مستحق نہیں؟ کیا آپ ایسے ساتھی نہیں ہیں؟ اور یہ اس فصل میں ہے کہ بیشک حضرت ابو بکر صدیق پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں۔ اور ان میں سے یہ حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیل بنانا چاہتا ہوں

اور یہ حدیث فضیلت ابو بکر پر دلالت کی وجہ سے، یقیناً حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلیت ابو بکر کی خلیت سے معدول نہیں ہوتی اور تمام مخلوقات سے کوئی بھی اس کی خلیت کا ہل نہیں، اور اگرچہ صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی کو خلیل نہ بنانا مذکور ہے، تو یہ حضرت ابو بکر کی خلیت کے لئے ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر مخلوق میں بہتر اور صحابہ میں افضل ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں بہتر ہیں۔

حضرت ابی درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام کے بعد حضرت ابو بکر سے بہتر آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق آخرت میں افضل السحابہ ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث میں لفظ تمخیر بیان ہوا جو تیسرے باب میں گذر چکی ہیں کہ ہم صحابہ کے درمیان حضرت ابو بکر صدیق بہتر تھے اور ایک حدیث ہے کہ ابو بکر صدیق لوگوں سے بہتر ہیں۔

حضرت محمد بن حنفیہ کی حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر الناس یعنی لوگوں سے بہتر ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ بہترین بندہ ہیں۔ حضرت نزال بن سبر، حضرت ابی جحیفہ اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سب کی حدیث میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی مثل حدیث ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابو بکر ہمارے سردار اور ہم میں بہتر ہیں، اور انکی دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبیائے اور میں تمہیں بہتر آدمی یعنی حضرت ابو بکر پر جمع فرمایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث میں ہے کہ آپ نے لوگوں کو فرمایا:

میں تبیں چھوڑتا ہوں مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کو تمہاری بھلائی مقصود ہوئی تو تمہیں صلائی
پر جمع کر دے گا جیسا کہ حضور رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم بھلائی پر جمع ہوئے۔
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے ہم میں بہتر آدمی کو امام بنایا۔

حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو امت پر ترجیح دی گئی ہے اور حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ان دونوں کی
حدیث کی مثل ہے جو عشرہ مبشرہ کے علاوہ باب میں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسرے باب میں حضرت عمر فاروق
اور پھر حضرت عثمان کی ترجیح کی حدیث ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر
صدیق ہم میں سے زیادہ جانتے والے ہیں اور ان سے دوسری فی العنی حدیث
بھی ہے اور ابی معالیٰ سے بھی اسی مفہوم کی حدیث چاروں خلفاء اور تینوں خلفاء
اور شیخین رضی اللہ عنہم کے حق میں وارد ہوئی ہے جو اس روایت کی تصریح و تلمیح
پر دلالت کرتی ہے۔

گیارہویں فصل

حضرت ابوبکر صدیق کیلئے حضور رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنت کے
ساتھ دعائے رحمت

اس فصل کی ان احادیث سے قبل عشرہ مبشرہ، خلفاء اربعہ، اصحاب ثلاثہ اور
شیخین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حق میں ان کے ابواب میں روایات بیان
ہو چکی ہیں اور ہر باب میں اس مفہوم کا مخصوص بیان ہوا اور اس سے پہلے حضرت
ابوبکر صدیقؓ کے خصائص میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان
ہوئی کہ حضرت ابوبکر سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے اور حضرت ابن عمر اور
حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنت میں رفیق ہونگے۔

جنت کا ہر دروازہ حضرت ابوبکرؓ کیلئے ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں زوجین یعنی دو چیزیں خرچ کیں
اُسے جنت کے دروازے سے آواز دی جائے گی اے اللہ کے بندے یہ ان
سے بہتر ہے جو غازی باب صلاۃ سے بکلیا جائے گا، اور جو مجاہدین سے باب جہاد
سے بکلیا جائے گا اور جو خیرات کرنے والوں سے باب صدقہ سے بکلیا جائے گا
اور جو روزے داروں سے باب بیان سے بکلیا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا ان سب دروازوں میں سے بھی کسی کو بلایا جائے گا؟
 حضور رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں مجھے امید ہے کہ تو اُن میں سے ہے۔

• بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی، ابو حاتم۔

بڑا خرچ کرنے والے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال سے زوجین یعنی دو چیزیں خرچ کیں جنت کے دربان اُس کی طرف پکیں گے اور کہیں گے اے اللہ کے بندے! اے مسلم! یہ تیرے لئے بہتر ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے گال پر تھپکی دے کر فرمایا بیشک تو اُن میں سے ہے۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی

زوجین کی تشریح

حدیث میں آپ کا ارشاد زوجین آیا ہے اور زوجین کیا ہے؟ کہا: دو گھوڑے یا دو غلام یا دو اونٹ اور ایسے ہی بعض علماء نے اس کی تفسیر کی ہے،
 حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درہم و دینار کے علاوہ دو چیزیں بیان کیں، پیسے اور کھانا، جو نا اور لگام۔

باقی نے کہا: اگرچہ میں تو اسے دو نمائندوں یا دو دونوں کے روزے کے عمل کیساتھ معمول کریں، اور زوج اصل میں ہر چیز کی منف اور ثواب ہے اور ہر دو چیزوں

کی دو متفرق یاد دہری دو مثلیں ہیں پس دو نوزوجین ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک زوج ہے اور مراد دو قسم کا مال خرچ کرنا ہے۔

ابوبکرؓ انبیاء کے ساتھی بنیں گے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انبیاء و صدیقین کے ساتھ ابوبکر آئیں گے اور فرشتے انہیں اپنے ساتھ یکدم تیزی سے جنت کی طرف جائیں گے۔

اس سے پہلے اس کی مثل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں روایت بیان ہوئی اور حضرت ابوبکر کے لئے مخصوص حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے، مگر اُس میں انبیاء و صدیقین کا ذکر نہیں۔

جنت کی خاص نعمت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں نعمت کی مانند پرندہ جنت کے درخت میں اترتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ پرندہ نعمت ہے؟ آپ نے فرمایا اُسے انعام یا فتنہ کھائیں گے اور آپ نے تین مرتبہ فرمایا مجھے امید ہے کہ تو اُس سے کھائے گا۔ "مزید احمد۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس طوبی کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر تمہیں معلوم ہے! طوبی کیا ہے؟

حضرت ابوبکر نے عرض کی اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا ابوبی جنت میں ایک درخت ہے جس کی طوالت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اُس کی ٹہنی کے نیچے ستر سوار چل سکتے ہیں اُس پر بخت کی مثل پرندہ رہتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ وہ ناعم کے لئے ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو اُسے کھائے گا اُس کے لئے نعمت ہے، اور اے ابوبکر! انشا اللہ تعالیٰ تو اُسے کھانے والوں میں سے ہے۔ **خبرہ: ظنی۔**

جنت کا اونچا بُرج

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میں شبِ اسری کو جنت میں داخل ہوا تو میں نے رشم کا اونچا بُرج دیکھا، میں نے کہا: اے جبریل یہ بُرج کس کے لئے ہے؟ اُس نے کہا ابوبکرؓ کے لئے۔ **خبرہ: فی فضائلہ۔**

جنت کے گلاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں جو ریس ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے گلابوں سے پیدا کیا ہے انہیں گلاب کے پھول کہتے ہیں اُن کے ساتھ نبی یا صدیق یا شہید کے علاوہ کسی کی شادی نہ ہوگی اور ابوبکرؓ کے لئے اُن میں سے چار سو ہیں۔

مرحبا دھر آئیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک شخص داخل ہوگا تو کوئی گھر اور بالا خانے والا ایسا نہ ہوگا جو اُسے یہ نہ کہے کہ مرحبا ہماری طرف آئیں ہماری طرف آئیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ اس دن میں، انوار علی ہذا رجل، یعنی اس پر کوئی شخص پہلے قائم ہوگا۔

آپؐ نے فرمایا: اجل یعنی ہاں اور تو اے ابوبکرؓ وہ شخص ہے۔

اس کی تخریج ابو حاتم نے کی، اور فضائل میں نقل کیا کہ، مَا تَوَاطَفَ التَّوَجُّلُ، اسقاط علی کے ساتھ شدت کے ساتھ ہے اور کہا، ثَوِي، اقامت ہے کہتے ہیں ثَوِي يَثْوِي ثَوَاً یعنی امام الاول اور جواب کے لئے اجل زیادہ مناسب ہے۔

اس میں اختلاف نہیں

ابو عمرو غیر ذلک کہہ کر ان الفاظ میں اختلاف نہیں کرتے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بدر اور حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود تھے اور اُن کے علاوہ کوئی صحابی آپؐ کا رفیق نہ ہوتا اور بیشک وہ غار میں آپؐ کے مونس تھے اور بیشک وہ مرتدین کے قتل پر قائم ہوئے اور اس میں اُن کی رائے کی فضیلت اور باوجود احتساب کے معاملہ میں نرم دل ہونے کے اُن کی شدت ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ساتھ دین کو ظاہر فرمایا اور دین سے پھرنے والا ہر مرتد اُن کے سامنے قتل ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر ظاہر ہوا اور لوگ اسے ناپسند کرتے تھے۔

ہر غزوہ میں شامل تھے

صاحبِ صفوت نے کہا کہ علمائے تاریخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی اور

کوئی غزوہ فوت نہیں کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُحد کے دن ثابت قدم رہے جب کہ لوگ بھاگ گئے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں تبوک کے دن بڑا جھنڈا عطا فرمایا اور وہ اسلام اور قبل از اسلام کے زمانہ میں شراب کے نشہ سے پاک رہے اور بیشک وہ شبے والی چیز سے پرہیز کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر خیر ہی خیر ہیں

طارق سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آکر کہا: حضرت ابوبکر کیسے آدمی تھے؟

حضرت ابن عباس نے فرمایا: وہ خیر ہی خیر تھے یا فرمایا کہ ان پر ہر خیر کی انتہا تھی اس روایت کی تخریج ابو عمر نے الاستیعاب میں کی

عبد خیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خیر تین سو سترند: نمل پر شتمل ہے جب اللہ تعالیٰ کسی سے جلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے ان میں سے کوئی ایک خلعت عطا فرمادیتا ہے جس کے ساتھ اُسے جنت میں داخل فرماتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! اس میں سے کوئی چیز مجھ میں ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تجھ میں سب جمع ہیں۔

اس روایت کی تخریج صاحب فضائل نے کی اور ابن سیل نے سلمان بن یسار سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روایت بیان کی،

حضرت ربیع بن انس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہر آسمانی کتاب کے شروع میں لکھا ہے کہ ابوبکر کی مثل بارش کی سی ہے جب بھی واقع ہو فائدہ پہنچائے۔

اسے صاحب فضائل نے بھی نقل کیا اور کہا حسن حدیث ہے،

حضور سے رشتہ مصاہرت ذریعہ جنت ہے

اس سے پہلے مشرہ بشرہ کے علاوہ باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر کی مصاہرت کا بیان ہوا اور آپ کی طرف مصاہرت و دنیا پر حرام ہونے اور جنت میں جانے کا موجب ہے۔

حضرت ابن عمر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے نسب اور میرے علاوہ ہر نسب اور میرے منقطع ہو جائے گا۔

اس روایت کو تمام راوی نے فوائد میں نقل کیا اور انشا اللہ تعالیٰ اسکی کیفیت اہمات المؤمنین کے مناقب کے باب میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترویج مبارک کے واقعہ میں آئندہ بیان ہوگی۔

ابوبکر مجھے ایسے ہے جیسے میں اپنے رب کو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ کھڑے دیکھا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصافحہ اور معانقہ فرمایا اور ان کے چہرہ کو بوسہ دیا اور فرمایا اے ابوالحسن میرے نزدیک ابوبکر کی تدرود منزلت ایسے ہے جیسے میری قدر و منزلت میرے رب کے نزدیک ہے۔

اس روایت کی تخریج ملا نے سیرت میں کی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ و سلم نے بدر کے دن حضرت ابوبکر کو فرمایا: کہ تم لشکر کی پہلی صف میں جانا چاہتے ہو؟
پس انہیں زدک دیا اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو تم میرے نزدیک میری سمیع اور بصر کی
طرح ہو۔

اس روایت کی تخریج واحدی نے کی اور ابوالفرج نے اسے اسباب نزول میں
اس آیت کریمہ کے تحت نقل کیا۔

لا تجد قومًا يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله: يواد

تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں
اُن سے جنہوں نے اللہ اور اُسکے رسول سے مخالفت کی۔

کیا حضرت ابوبکر حضور سے عمر میں بڑے تھے

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو
فرمایا میں بڑا ہوں یا تم بڑے ہو؟
حضرت ابوبکر نے کہا: انہیں بلکہ آپ مجھ سے بڑے ہیں، مجھ سے اکرام دلے ہیں
اور مجھ سے بہتر ہیں اور میں آپ سے عمر میں بڑا ہوں

آداب رسول

اس روایت کی تخریج ضحاک نے کی اور حسن نے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر

لہ الجادلہ آیت ۲۲۰ یہ روایت خلاف واقعہ ہونے کی شدت میں وضعی قرار پائے گی کیونکہ حضرت ابوبکر

عمر میں ہی حضور علیہ السلام الصلوٰۃ سے دو سال چند ماہ چھوٹے تھے۔ مترجم

بیعت لینے لگے تو اُس مقام سے الگ مقام پر کھڑے ہوئے جہاں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے تھے۔

.. خرجہ حمزہ ابن المحدث.

حضرت سہل بن مالکؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے
تھے، .. خرجہ حمزہ ابن المحدث،

حضرت سہل بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا: اے لوگو! ابوبکر سے مجھے کوئی برائی نہیں پہنچی اس بات کو جان لو
.. خرجہ الخلعی۔

رسول کا راز کیسے افشاء کرتا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب حفصہ
بدری صحابی حضرت خنیس بن حذافہ سے بیاہی ہوئی تھیں خنیس فوت ہو گئے تو
میں نے حضرت عثمان سے مل کر کہا اگر آپ چاہیں تو حفصہ سے نکاح کر لیں انہوں
نے فرمایا میں غور کر دوں گا۔

پھر وہ حفصہ سے ملے تو انہوں نے اُس روز شادی کرنے سے انکار کر دیا، پس
میں حضرت ابوبکرؓ سے ملا اور اُن پر حفصہ کو پیش کیا تو وہ خاموش رہے جس پر مجھے غصہ
آگیا پھر کچھ دن انتظار کیا تو حفصہ سے نکاح کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے پیغام بھیجا تو آپ کے ساتھ اُن کا نکاح کر دیا، پھر میں نے حضرت ابوبکر سے
ملاقات کی تو انہوں نے کہا: شام آپ مجھ پر ناامان ہو گئے کہ میں نے آپ کو جواب کچھ
نہ دیا، انہوں نے کہا: ہاں! فرمایا مجھے جواب دینے میں کوئی حیر مانع نہ تھی مگر میں
جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ کے ساتھ خود نکاح کرنے کا

مجھ سے ذکر کیا تھا پس میرے لئے ممکن نہیں تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز افشا کرنا، اگر آپ چھوڑ دیتے تو میں نکاح کر لیتا، بخاری۔

حضور کے قریبیوں سے محبت ابو بکر

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر نے فرمایا خدا کی قسم رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار مجھے اپنی اصل کے اقرباء سے زیادہ محبوب ہیں۔

بزرگوں کی بزرگی بزرگ ہی جانتے ہیں

اس سے پہلے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق کا قول بیان ہوا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! مجھے ابی تس یعنی اپنے باپ کے ایمان لانے سے حضرت ابوطالب کے ایمان لانے کی زیادہ خوشی ہے کیونکہ یہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہے، آپ نے فرمایا! تو نے سچ کہا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے اصحاب آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے اور کھڑے کھڑے سلام کہنے کے بعد ایک نظر حاضرین پر ڈالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے چہروں کی طرف دیکھا تا کہ وہ ان کے لئے جگہ نکالیں، حضرت ابو بکر صدیق آپ کی دائیں طرف تشریف فرما تھے پس وہ حضرت علی کے لئے سمت گئے کھائے باطن میں بے حال تشریف لائیں چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور رسالت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان تشریف فرما ہو گئے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور پر حضرت ابو بکر کے لئے مسرت دیکھی پس آپ نے فرمایا اے ابابکر! بیشک بزرگوں کی بزرگی کو بزرگ ہی جانتے ہیں۔

اس روایت کو احمد بن حنبل نے مناقب میں اور ضعی اور ابن سمان نے نقل کیا۔

آپ کے ہی باپ کا منبر ہے

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت اس کے قریب ہے کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر شریف پر تشریف فرما تھے کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام نے اُن کی طرف منبر پر چڑھتے ہوئے فرمایا! میرے باپ کے منبر سے اتر جائیں۔ حضرت ابو بکر نے کہا! یہ آپ ہی کے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں پھر آپ رونے لگے اور امام عالی مقام کو گود میں اُٹھا کر روتے رہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! خدا کی قسم یہ میرے مشورے سے نہیں ہوا، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا! خدا کی قسم میں آپ کو شہم نہیں کرتا،

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر فرمایا! خدا کی قسم میں نے انہیں یہ حکم نہیں دیا، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا! خدا کی قسم میں آپ کو شہم نہیں کرتا۔

حضور کے وعدوں کا ایفاء

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے مابین

بھروسے مال آیا تو انہوں نے فرمایا: اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک کیا وعدہ ہے؟ پس میں اگر کھڑا ہوا تو میں نے اپنے آپ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک وعدہ تو مجھے فرمایا: تیرا کیا وعدہ ہے؟ میں نے کہا: مجھے فرمایا ہے اگر اللہ مجھے مال عطا فرماتا تو میں تیرے لئے ایسے اور ایسے تین ٹھیاں نکالتا، کہا کہ حضرت ابوبکر نے جیسا میں نے کہا تم میرے لئے تین ٹھیاں نکال دیں۔
 ”حدیث حسن صحیح“

نبی کی تحصیل علی کی تحصیل

حضرت حبشی بن جنادہؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکر کے پاس بیٹھا ہوا تھا انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس سے وعدہ ہے وہ کھڑا ہو جائے۔

پس ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ مجھ سے تین ٹھیں کھجوروں کا وعدہ ہے حضرت ابوبکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلوا کر کہا اے ابوالحسن! اس شخص کا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ کھجوروں کی تین جثیات کا وعدہ فرمایا ہے، پس اسے تین ٹھیاں دے دیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُسے کھجوریں عطا فرمائیں، حضرت ابوبکر نے کہا کہ ان کھجوروں کو گنا گیا تو انکی تعداد ساٹھ تھی اور دوسری ٹھیں میں ایک بھی کھجور زائد نہ تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہجرت کی رات جب ہم غار سے مدینہ منورہ کے ارادے سے نکلے تو آپ نے فرمایا: میری تحصیل امد علی کی تحصیل گنتی میں برابر

ہے ابن سمان نے اس روایت کی تخریج موافق میں کی۔

پوری اُمت کا ثواب ابوبکر کے لئے

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابوبکر کے لئے یہ فرماتے ہوئے سنا: ابا بکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے تخلیق آدم سے میری بعثت تک اُس پر ایمان لانے والوں کا ثواب عطا فرمایا ہے اور تجھے میری بعثت سے قیامت تک مجھ پر ایمان لانے والوں کا ثواب عطا فرمایا ہے

تشریح: اس سے قبل حضرت ابوبکر کے خصائص میں بیان کیا گیا ہے کہ اُن کے خصائص میں سے ایک بزرگی اُن کا اشیع الناس ہونا ہے اُن کی خصوصیتوں میں یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو سمجھ لیتے تھے اور آپ کے امور کو لوگوں سے زیادہ جانتے تھے اور ہم نے اس کا ذکر اُن کے علم اور زیادہ جاننے کے بیان میں کیا ہے پس یہاں بھی جو اس بیان کے ساتھ شامل ہے ملاحظہ فرمائیں۔

پیٹ میں لڑکی ہے، کرامت۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر سے روایت کرتی ہیں کہ اُن کے مال سے بیس دسق پُرانی عمدہ کھجوریں تھیں، جب اُن کا وقت احتضار آیا تو فرمایا: اے بیٹی خدا کی قسم لوگوں میں سے کسی کا نفع مجھے اپنے بعد تجھ سے زیادہ محبوب نہیں اور نہ ہی اپنے بعد مجھے تجھ سے زیادہ کسی کا فقر

کہ آپؐ نے فرمایا میری وراثت سے درہم و دنیا تقسیم نہ کرو میں نے اپنی
ازواج کے لئے چھوڑے ہیں اور جو میرے عامل کا محتاج ہے وہ صدقہ ہے۔ بخاری۔

صحابہ کی گواہی

حضرت ابن عمر، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن
ابی وقاص، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم
نے نفی میراث کی حدیث بیان کی اور حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت
سعد اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اس امر کی قسم اٹھائی پس کہا تم اُس ذات
کے اذن سے قسم کھاؤ جس کے ساتھ زمین و آسمان قائم ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارا ترکہ میراث نہیں صدقہ ہے! لوگوں
نے کہا: ہاں ہم جانتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج علی نے کی

اہل بدعت کی اختراع

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مراحت کے ساتھ موجود
ہے کہ آپؐ کا ترکہ مطلقاً وراثت نہیں اور اگر آپؐ کا ترکہ مذکورہ نفقہ پر خرچ کیا جائے
اور پھر جو اُس سے زیادہ ہو اُسے صدقہ کہا جائے اور یہ اُس روایت کی تردید
کرتی ہے جس میں ہے کہ ہمارا ترکہ نصب کے ساتھ صدقہ ہے۔ تو اگر وہ صحیح ہے
تو یہ غلط ہے مگر غالب امر یہ ہے کہ اسے بعض بدعتوں نے وضع کیا ہے
تاکہ میراث کو صدقہ ثابت کیا جائے جس میں ترکہ صدقہ کے لئے ہو۔

فدک کی دوسری روایت

عبداللہ بن ابی بکر بن عمر بن حزم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ:
حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس
تشریف لائیں اور فرمایا مجھے فدک دے دیں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے مجھے عطا فرما رکھا ہے؟

حضرت ابو بکرؓ نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی آپ نے
سچ فرمایا ہے۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ
اسے تقسیم فرماتے تھے، اور اس میں سے آپؐ اپنے گھروالوں کی ضروریات کے
لئے دینے کے بعد باقی ماندہ محتاجوں، مسکینوں اور مسافروں کو عطا فرماتے تھے
تو آپ اس کے ساتھ کیا کریں گی؟

آپؐ نے فرمایا: اس میں ویسے ہی کریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کرتے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا اور آپ کے لئے مجھ پر ہے کہ ویسے ہی کریں جس
طرح آپؐ کے ابا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے۔
جناب سیدہ نے فرمایا: خدا کی قسم آپؐ اسے ایسا کرتے تھے؟ حضرت
ابو بکرؓ نے فرمایا: خدا کی قسم: ہاں

جناب سیدہ نے فرمایا: الہی میں گواہی دیتی ہوں
پس ابو بکرؓ نے انہیں اُس سے ضروری اخراجات کے لئے عطا فرمایا
اور باقی فقراء و مساکین اور مسافروں میں بانٹ دیا۔

حضرت عمر اور حضرت علی نے کیا کیا

پھر فدک کے متولی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا پھر حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی ایسا ہی کیا پس انہیں اس کے بارے میں کہا گیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے ایسی چیز کو توڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جیسا آتی ہے جسے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا

ابی طفیل سے روایت ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائیں تو فرمایا اسے رسول اللہ کے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث آپ ہیں یا ان کے گھر والے؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا نہیں بلکہ اُنکے گھر والے ہیں، جناب سیدہ نے فرمایا تو خُش میں کیا ہے؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

بیشک جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کھانا کھلاتا ہے پھر اُس سے اُس کے بعد دلے کے لئے روک لیتا ہے،

پس جب میں دلی ہوا تو میں نے دیکھا کہ اسے مسلمانوں پر تمنا دوں۔

جناب سیدہ نے فرمایا: آپ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جانتے ہیں اور واپس تشریف لے آئیں، اس روایت کو ابن سمان نے موافق میں نقل کیا۔

فدک کی ایک اور روایت

مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اُن کے خلافت کے زمانہ میں تشریف لائے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جناب سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کا حصہ طلب کرنے کیلئے گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا حصہ مانگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرف میں تھا اور آپ کے پاس آدھا خیر انھارہ حصہ اور بنی قریظہ اور فدک کی زمین کے چھتیس حصے تھے، پس دونوں نے کہا کہ یہ ہمیں ہونا دیں، بیشک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں تھے۔

حضرت ابوبکرؓ نے ہر دو حضرات کو فرمایا: میں نے یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا ہے، ہم گروہ انبیاء کا ترکہ وراثت نہیں صدقہ ہے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت نے کھرت بد کر کہا ہم اس کی گواہی دیتے ہیں۔

دونوں نے کہا: اسے چھڑ دیں ہمارے ہاتھ وہی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے ہوا، کہا میں آپ کے بعد اس کا مالک کسی کو نہیں دیکھتا اور میں اُس کی اُس جگہ پر رکھنے کا آپ دونوں سے زیادہ حق دار ہوں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے رکھا تھا، پس انہوں نے اُن دونوں کو فدک وغیرہ دینے سے انکار کر دیا۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت آیا تو دونوں حضرات اُن کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے انہیں یہ باغات دے دیئے اور اُن سے عہد لیا کہ ان سے تم وہی عمل کرو گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے،

تلم رازی نے اس سیاق کے ساتھ اس روایت کو فوائد میں نقل کیا اور اس مفہوم کو درست کہا۔

عافیت طلب کریں

حضرت معاذ بن رفاعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق صبر پر کھڑے ہوئے اور رد کر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے سال صبر پر کھڑے ہوئے تو رد دیئے تھے۔ پھر کیا اللہ تعالیٰ سے بخشش اور عافیت طلب کریں تو بیشک یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی عطا نہیں۔
اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور حافظ دمشقی نے اسے موافقات میں نقل کیا۔

حضرت ابوبکر اُمت کے باپ

حضرت عروۃ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھے تیرے دو باپوں یعنی زبیر اور ابوبکر نے فرمایا، جو لوگ غم پہنچنے کے بعد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے ہیں۔
بخاری نے اس روایت کو فوہیل قصہ میں بیان کیا جو انشا اللہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں آئے گا۔

حضرت ابوبکر سے نماز سیکھنے والے

عبدالرزاق سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے کہا وہ کہتے تھے کہ ہم نے نماز ابن جریج سے لی ہے، ابن جریج نے عطاء سے، عطاء نے ابن زبیر سے، ابن زبیر نے حضرت ابوبکر سے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لی ہے۔
اس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے صفوت میں کی۔

ہم غافل نہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور دونوں رکعت میں سورۃ بقرہ تلاوت کی، جب آپ نے سلام پھیرا تو حضرت عمرؓ نے انہیں کہا کہ اے اللہ کے رسول کے خلیفہ آپ نے سلام نہیں پھرایاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ سورج طلوع ہو گیا ہے، حضرت ابوبکر نے فرمایا: اگر طلوع ہوتا تو ہمیں غافل نہ پاتا۔
اس روایت کی تخریج بغوی نے اور تلخیص میں ذہبی نے کی اور پہلے باب الشیخین میں رات کے شروع میں اُن کے وتر کے سلسلہ میں بیان ہوئی۔

حضرت ابوبکر کی دُعا

حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عربی کی مجھے ایسی دُعا سکھائی جس سے میں اپنی نماز میں دُعا کروں، آپ نے فرمایا: کہہ:
اللَّهُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ
مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ بخاری سلم۔

یعنی: اے الہی میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور گناہوں کو کوئی بخشے والا نہیں مگر تو بخشنے والا ہے، پس تو مجھے بخش دے اور مجھے پر رحم فرما بیشک تو بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

دوسری دعا

ابی راشد خیرانی نے کہا کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور انہیں کہا ہمیں وہ حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے؛
کہا: مجھے ایک صحیفہ ملا اُسے دیکھا تو اُس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت تھی کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے ایسی دعا سکھائیں جو میں صبح شام کیا کر دوں، آپ نے فرمایا اے ابوبکر!

قل اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة لا اله الا انت رب كل شئ ومليك اعوذ بك من شر نفسي ومن شر شيطان وشركه وان اترو

علی شراً و اجزلاً الی . . . مکمل

کہہ: اے الہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، غیب و حاضر کو جانتے والے کوئی معبود نہیں مگر تو ہر چیز کے رب اور مالک میں تیرے ساتھ اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر اور اُس کے شرک سے پناہ مانگتا ہوں۔

اس روایت کی تخریج ابن عثرہ عبیدی نے اور اُس سے ترمذی نے کی اور میرے نزدیک ان دونوں طریق کے علاوہ یہ ہے کہ: صبح شام کے وقت تو یہ دعا کر۔

تیسری دعا

ابن یزید مدنی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی دعا تھی،

اللهم هب لي ايماناً و يقيناً و معافاة و نية
الہی مجھے ایمان و یقین اور عافیت و نیت بخش دے
اس روایت کی تخریج ابن ابی الدنیائے کی

چوتھی دعا

معاویہ بن قرقہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے!

اللهم اجعل خیر عمری آخره و خیر عملی خواتمه و خیر

ایامی يوم لقاءك

الہی میری عمر کے آخر کو بہتر فرما اور میرے عمل کے خاتمے کو بہتر فرما اور میرے اپنی ملاقات کے دن کو بہتر فرما۔

اس روایت کی تخریج صاحب فضائل نے کی اور بخاری نے نقل کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا،
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا اله الا اللہ کا ورد کثرت سے کیا کرتے تھے۔

انواع احسان پر مشتمل بیان

اس سے قبل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں ایک دن میں مختلف نیکیاں کرنے کی خصوصیت اور ان کے لئے جنت کی گواہی کی فضیلت بیان ہوئی،

جنت کے ہر دروازے سے بلایا جانا

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن انسان کو اس کے افضل عمل کے ساتھ بلایا جائے گا اگر اس کا افضل عمل ناز ہے تو اس کے ساتھ بلایا جائے گا، اگر افضل عمل روزے ہیں تو ان سے بلایا جائے گا اور اگر افضل عمل جہاد ہے تو اس سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی وہاں کسی ایک کو دو عملوں سے بھی بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں تجھے، ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازوں سے باب الریان سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر نے عرض کی کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ہر دروازے سے بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ تو ہے،

ان دونوں روایات کی فضائل ابوبکر میں تخریج کی گئی

فرشتے پھول لیکر بلائیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو چیزیں خرچ کرے گا جنت کے دروازوں پر ملائکہ خوشبودار گلدستوں کے ساتھ اُسے ندا دیں گے: اے اللہ کے مسلمان ادھر آئیں۔

حضرت ابوبکر نے عرض کی بیشک اس شخص کے لئے اس میں حُسنِ آخرت ہے آپ نے فرمایا: اے ابوبکر مجھے اُمید ہے اُن سے ہونگے بلکہ تو اُن میں سے ہے

جگر جل اٹھتا تھا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد اُن کی زوجہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے حضرت ابوبکر کے اپنے گھر میں افعال و اعمال کے بارے میں دریافت کیا؟ انہوں نے اُن کے قیامِ شب اور اُن کے اعمال کے بارے میں بتایا، پھر کہا وہ ہر جمعہ کی رات کو وضو فرما کر عشاء کی ناز ادا کرتے پھر مراقبہ کی صورت اپنے سر کو کندھوں پر ڈال کر قبلہ رو ہو کر بیٹھ جاتے اور اس مراقبہ سے صبح کے وقت مراقبات اور سانس اُد پر کھینچتے تو گھر میں کلیجہ بھونکنے کی خوشوائی، حضرت عمرؓ نے لگے اور کہا، بیشک ابن خطاب کے لئے جگر بھونتا ہے۔

خزجہ ملا فی سیرتہ۔

دنیا سے بے رغبتی

اس سے پہلے کتاب الشیخین میں بیان ہوا کہ انہوں نے اپنا تمام مال

نکال دیا تھا۔ اہل باب ابو بکر و عمر اور علی میں حضرت علی کی حدیث بیان ہوئی کہ اگر ابو بکر کو امارت دو گے تو انہیں دنیا میں بے رغبت اور آخرت میں راغب پاؤ گے۔

اور ان کے عباد بوریہ کو زیپ تن کرنے کی حدیث ان کے خصائص کی فہم میں مانگی مواسبت رسول کی غفوصیت میں بیان ہوئی۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ پیاس لگی تو ان کے لئے برتن لایا گیا جس میں پانی اور شہد تھا جب انہوں نے اُسے اپنے منہ کے قریب کیا تو رونے لگے۔

یہاں تک کہ جو ان کے پاس تھادہ بھی رونے لگا، پس آپ ساکت ہو گئے اور لوگ خاموش نہ ہوئے، آپ دوبارہ رونے لگے یہاں تک کہ لوگ ان سے پوچھنے

کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ پھر ان کے چہرے پر ہاتھ پیرا گیا تو آفاقہ ہوا۔

لوگوں نے کہا اے ابو بکرؓ آپ کو یہ رونائیں چیز نے رکھ دیا فرمایا میں حضور

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، اور آپ کوئی چیز شاد ہے تھی، اور

فراتے تھے میں تیری طرف متوجہ نہیں ہوں گا،

میں نے آپ کے ساتھ کوئی چیز نہ دیکھی تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں آپ

کو کوئی چیز ہٹاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں لیکن آپ کے ساتھ کوئی چیز نہیں؟

آپ نے فرمایا! میرے لئے دنیا اور جو اس میں ہے، مثالی صورت میں آیا،

تو میں نے کہا مجھ سے تیری طرف توجہ نہیں ہوتی پس اُسے پیچھے ہٹا دیا یا پھٹا دیا

مگر خدا کی قسم اگر میں اُسے آزاد نہ کرتا مجھ سے تیرے بعد بے رہائی نہ پاتی، پس

مجھے خدشہ پیدا ہو گیا کہ میں دنیا سے بل رہا ہوں تو اس پر مجھے رونا آ گیا۔

میں اپنے رب سے خوش ہوں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ص

وآلہ وسلم نے فرمایا، اے ابو بکرؓ یہ جبریلؑ تجھ پر اللہ کا سلام پہنچاتے ہیں، اور تجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کیا تو اپنے فقر پر خوش ہے یا بیکلام؟

حضرت ابو بکرؓ نے لگے اور کہا، میں اپنے رب پر ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے خوش ہوں، میں اپنے رب سے خوش ہوں۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابن نعیم بصری نے کی

کاش میں کٹا ہوا درخت ہوتا

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ فرماتے تھے کاش میں ایک کٹا ہوا درخت ہوتا، جس کے پتے بھاڑ کر کھاٹے جاتے،

ابی عمران جو فی حضرت ابو بکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کاش اگر میں عبد موسیٰ کے پہلو میں بال ہوتا،

یہ دونوں روایتیں صفوۃ میں نقل کی گئیں

آواز کیسے پست کی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

اے مومنو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے ادا نہ کرو

تو حضرت ابوبکر بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو نہ کرتے مگر بے راز کی بات کی جاتی ہے۔

اسکی تخریج واحدی نے کی اور آپ کے فضائل میں روایت بالسنی بیان ہوئی
حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت حازق بن شہاب سے روایت ہے
کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّا الَّذِينَ يَخْشَوْنَ آمْرًا لَّهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ

الَّذِينَ يَأْمُرُ اللَّهُ فَعَلُوا لِيَلْتَنَبَهُمُ اللَّهُ

بے شک وہ جو اپنی آوازیں رسول اللہ کے پاس پست کرتے ہیں وہ ہیں جن کا دل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔
تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے نفس پر
افسوس نہ کلام کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مگر جس طرح راز بیان
کیا جاتا ہے۔

اس روایت کی تخریج واحدی نے کی

بدلے کا ڈر

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ

جوزرائی کرے گا اُس کا بدلہ پائے گا۔

حضور رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابوبکر کیا مجھ پر وہ
آیت پر محسوس جو اللہ کے رسول کے دل پر نازل ہوئی ہے؟
میں نے عرض کی پڑ میں آپ نے پر محسوس تو میں نے عرض کی میں نہیں جانتا مگر
میں نے اپنی کڑوٹتی ہوئی پائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے ابوبکر تیری کیا کیفیت ہے؟
میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان دلائے ہم نے بُرے
عمل نہیں کئے اور ہم اپنے عملوں کا بدلہ پائیں گے؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اے ابوبکر تو اور تیرے مومن
ساتھیوں کا بدلہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو اور تمہارے لئے گناہ نہ
ہوں گے، ولیکن دوسروں کے اعمال جمع ہونگے اور قیامت کے دن ان کے
ساتھ بدلہ پائیں گے۔

اس روایت کی تخریج ضحائل ابوبکر میں کی گئی۔

مادر دی نے اس روایت کی تخریج کرتے ہوئے کہا جب یہ
آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر نے کہا، یا رسول اللہ!

مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ سخت نہیں؟

آپ نے فرمایا بیشک دنیا میں جزا پہنچتی ہے یعنی بدلہ ملتا ہے،

زبان پر قائم رہنا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کسی قسم نہیں توڑتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کہ کفارہ کی آیت نازل فرمائی۔ تو فرمایا میں قسم پر قسم نہیں اٹھاتا پس میں نے اس سے اس کے علاوہ خیر دیکھی سوائے اسکے کہ وہ خیر لائی جائے اور میں قسم سے انکار کروں۔

اس روایت کی تخریج ابی بکر برقانی نے حمیدی سے کی اور قیس بن ابی حازم نے کہا میں نے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا وہ اپنی زبان کا کنارہ پکڑ کر فرماتے یہ امر یہی مجھ پر لاتی ہے۔

۔ خرجہ، فی صفوت ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنی زبان کو پکڑ کر حرکت دی اور کہا یہ ان ذال اور ذی الوارد یعنی مجھ پر یہ واردت یہی لاتی ہے۔

اس روایت کی تخریج صاحب فضائل ابی بکر نے کی اور ملا نے اس سیاق کے ساتھ اسے نقل کیا اور ابن حرب طائی نے اسے نقل کرتے ہوئے کہا، ان ابابکر قال لسانی اور ذی الوارد، یعنی حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میری زبان مجھ پر وارد لاتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا تو آپ نے اپنی زبان کا کنارہ پکڑ کر کہا، یہ معیتیں نلنے والی ہے، پھر فرمایا، اے عمر! مجھے تمہاری امارت کی ضرورت نہیں،

پس میں نے کہا خدا کی قسم نہ آپ مسافر ہیں اور نہ مستقل۔ خرجہ، فی فضائل

اور روایت ہے کہ آپ زبان کی لغزش کے خوف سے منہ میں لنگریاں ڈال لیتے تھے۔
۔ خرجہ، ملاء ۔

تقویٰ کی انتہا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے غلام کے لئے خراج نکالتے تھے اور اس کے خراج سے کھالیتے تھے ایک روز وہ کوئی چیز لایا تو آپ نے اس سے کھالیا، غلام نے کہا آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا ہے؟ اس نے کہا میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک انسان کی فال نکالتا تھا اور سب سے بہتر فال نکالتا اسے دھوکا دینا ہوتا ہے۔ وہ شخص مجھے ملا تو اس نے یہ چیز دی تھی جس سے آپ نے کھایا ہے، پس حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منہ میں انگلی ڈال کر انہی کی اور پیٹ سے ہر چیز نکال دی۔ بخاری،

ایسا ہی دوسرا واقعہ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا ایک غلام رات کو آپ کا کھانا لایا تو آپ نے اس سے ایک لقمہ لیا تو غلام نے کہا کیا بات ہے آپ ہر رات مجھ سے پوچھا کرتے تھے اور اس رات نہیں پوچھا آپ نے فرمایا میں نے اس پر مجھ کو برداشت کی ہے تو اس کھانے کے ساتھ کہاں گیا تھا اس نے کہا میں جاہلیت میں ایک قوم کے پاس جاتا تھا ان سے وہ وفات کا پتہ آج بھی اُنکے کے پاس گیا تو ان کے ہاں شادی تھی یہ کھانا انہوں نے مجھے دیا تھا، آپ نے فرمایا، تجھ پر افسوس ہے تو نے مجھے ہلاک کر دیا، پھر آپ نے اپنے حلق پر ہاتھ

ڈال کر اس لقمے کو نکالنا چاہا تو وہ نہ نکلا۔ اُس غلام نے کہا یہ پانی کے بغیر نہیں نکلے گا۔ پس آپ نے پانی کا بڑا پیالہ منگو کر پیا اور حلق میں انگلی پھیری تو اُس کے ساتھ وہ لقمہ نکل آیا، آپ نے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم کرے جو اس لقمہ کے علاوہ کھانا ہے تو کھائے۔

پس آپ نے فرمایا: اگر یہ لقمہ میری جان کے ساتھ بھی نکلتا تو میں اسے نکال دیتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔
ہر وہ جسم جو حرمِ مال سے پردوش پاتا ہے اُس سے آگ بہتر ہے، پس میں ڈرا کہ اس لقمے سے میرے جسم میں کوئی چیز پردوش پائے۔
اس روایت کی تخریج صاحبِ صفوت نے صفوت میں اور ملا نے نیرت میں کی۔

بایبٹھی کا مکالمہ

حضرت مجاہد کہتے ہیں جب اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عذر کی آیات نازل ہوئیں تو وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آکر اُن کے سر ہانے بیٹھ گئیں، اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور آپ کے ساتھی کی حد کے بغیر میرے عذر میں آیات نازل فرمائی ہیں، تو کیا آپ دونوں مجھ سے معذرت کر دے گئے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اُس چیز میں معذرت کیسی جسے میں نہیں جانتا۔
اس روایت کی تخریج فضائل ابوبکر میں کی گئی اور کہا حدیث حسن ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کیسے فیصلے کرتے

حضرت میمون بن مہران سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی جگہ آتا تو آپ کتاب اللہ میں دیکھتے، اگر اُس میں پاتے تو اُس کے

مطابق فیصلہ کرتے، اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہوتا تو جو امر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جانتے اُس کے مطابق فیصلہ فرماتے، اگر آپ اس سے بھی نہ پاتے تو مسلمانوں کے پاس آکر پوچھتے کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقدمہ کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا تھا؟ کبھی کبھی لوگ چل کر اُن کے پاس آجاتے اور اُس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کا ذکر کرتے تو حضرت ابوبکرؓ کہتے، اُس اللہ کے لئے تعریف ہے جس نے ہم میں ایسے لوگ پیدا کئے جو ہمارے ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ہمارے نماز ہیں، اسمعیلی نے اس روایت کی تخریج اپنی معجم میں اور صاحبِ فضائل نے فضائل ابوبکر میں کی۔

دادی کا وراثت میں حصہ

قبیصہ بن ذذیب سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس ایک دادی آئی اور اُس نے اپنی میراث کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا تیرے بٹے کتاب اللہ سے کوئی چیز نہیں اور میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں تیرے لئے کوئی چیز ہے، تاہم لوگوں کے پاس جا کر پوچھتا ہوں چنانچہ آپ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا کہ آپ نے دادی کو چھٹا حصہ دیا۔
حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا تیرے ساتھ تیرے علاوہ کوئی اور بھی تھا، اُس نے کہا: میرے ساتھ محمد بن مسلمہ انصاری تھے، پس انہوں نے بھی مغیرہ کی مثل بتایا تو حضرت ابوبکرؓ نے اس قانون کو نافذ کر دیا۔

مسند احمد بن حنبل، ابو داؤد، ابن ماجہ، ترمذی اور ترمذی نے اسکی تصحیح

کی ہے۔

حدیثیں جمع کرنے کے جلا دیں

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانچ سو احادیث جمع کیں ایک رات وہ سوئے تو نوٹے لگے مجھے غم پیدا ہو گیا تو میں نے کہا ابا جان آپ کو کونسی چیز مضطرب کر رہی ہے مجھ سے کوئی شکایت ہے یا مجھ سے کوئی تکلیف وہ بات پہنچی ہے!

صبح ہوئی تو انہوں نے مجھے فرمایا! بیٹی تمہارے پاس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں نے جمع کر رکھی ہیں وہ مجھے لاد دو میں نے انہیں لا کر دے دیں تو انہوں نے آگ منگوائی اور اُس میں انہیں جلا دیا، میں نے کہا ابا جان! آپ نے انہیں جلا کیوں دیا!

انہوں نے کہا میں رات کو اس ڈر سے سو نہ سکا کہ اگر مجھے موت آگئی اور یہ حدیثیں میرے پاس ہیں ان میں مانوں اور ثقہ شخص سے احادیث بیان ہوں اور اُس طرح نہ ہو جیسے مجھ سے حدیث بیان ہوئی تو لوگ اسکی تقلید کریں گے

ابوبکر کا مال بیت المال میں

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ پر مرض الموت طاری ہوا تو انہوں نے فرمایا میرے مال میں جو زیادہ چیز دیکھیں انہیں حکومت کے خزانے میں جمع کرا دیں، پس لوگوں کو وہ مال دے کر خلیفہ کے پاس بھیج دیا، پھر ہم نے دیکھا ان کے پاس ایک غلام

تھا جو ان کے بچوں کو اٹھایا کرتا تھا اور ایک آب کش اونٹ تھا جس سے باغ کو پانی دیتے ہمیں ان دونوں کے ساتھ بھیجا تو حضرت عمرؓ نے لگے اور فرمایا! اللہ تبارک و تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے انہوں نے اپنے بعد والوں کو سخت مشکل میں ڈال دیا ہے اس روایت کو صاحب صفوت اور فضائل نے نقل کیا

کھانے اور لباس کے سوا کچھ نہیں لیا

ابن قتیبہ نے المعارف میں یہ روایت بیان کی اور اُس کے لفظ ہیں اے بیٹی! ابوبکرؓ کے مال میں جو زیادہ دیکھے وہ مسلمانوں کو واپس کر دے یہ اس امر میں ہلکے دلی ہیں خدا کی قسم ہمیں ان کے مال سے اتنا ہی پہنچا ہے جو دلوں کے کھانے کی ضرورت میں ہمارے پیٹوں نے کھا لیا، اور موٹے کپڑوں کی ضرورت میں ہماری پشتوں نے پہن لیا پھر انہوں نے اپنے جوان اونٹ کی طرف دیکھا اور ان کے ننگے جسم پر ایک بوسیدہ مٹھی چادر تھی جو پارچ درہم کے برابر بھی نہ تھی جب آپؓ کا پیامی حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا اے امیر المومنین کیا یہ آپؓ ابوبکرؓ کے بیٹوں سے چھین لیں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یقیناً رب کعبہ کی قسم حضرت ابوبکرؓ نے اپنی زندگی میں بھی گناہوں سے اجتناب کیا ہے اور وہ اسے اپنی موت کے بعد بھی برداشت نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے ان کے بعد سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

میری چادر کو میرا کفن بنالینا

بخاری نے معجم میں اس مفہوم کی روایت نقل کرتے ہوئے مزید کہا کہ

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اے بیٹی میں قریش میں بڑا تاجر تھا اور اُن میں زیادہ مالدار تھا، پس جب میں خلافت میں مشغول ہوا تو میں نے دیکھا کہ مجھے اس مال سے جو ملا ہے وہ یہ سوتی کپڑے کی عبادِ دودھ دوہتے دے دو برتن اور دو غلام ہیں جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ سب کچھ فوراً ابن خطاب کی طرف بھیج دینا۔ اے بیٹی جو کچھ میں نے اور میرے رکھا ہے اسی کا میرا کفن بنا لینا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے روتے ہوئے کہا اباجان ہم اس سے بہتر دیں گے۔

انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری بخشش فرمائے میت کا کفن ہی تو ہے۔ فرمایا کہ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو میں نے ابن خطاب کی طرف اس امر کا پیغام بھیجا، حضرت عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے باپ پر رحم فرمائے،

نہ دنیا رتھے نہ درہم

قلی نے ان دونوں معنوں کی روایت کرتے ہوئے اس قول کے بعد کہا: جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی بھیجی ہوئی چیزیں پہنچیں تو اُن میں نہ دنیا رتھے نہ درہم سوائے خادم اور ناقہ اور دودھ دوہنے والے کے کیونکہ یہی چیزیں اُن کے پاس تھیں چنانچہ جب اُن کے جنازے سے واپسی پر ان چیزوں کے بارے میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عمرؓ کو پیغام بھیجا تو حضرت عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے انہوں نے اپنے بعد آنے والے کو مشکل میں ڈال دیا۔

مصطفائی مہر ابوبکرؓ کے حق میں

ابی عالیہ رباعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے صحابہ کے اجتماع میں کسی نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کیا کبھی آپ نے نہانہ جاہلیت میں شراب پی ہے؟

آپ نے فرمایا: میں اللہ کے ساتھ پناہ مانگتا اور فرمایا میں نے کبھی شراب نہیں پی، میرا سامان محفوظ ہے اور میں اپنے مال کی حفاظت کرتا تھا، تو جو شخص شراب پیتا ہے اُس کا سامان اور اُس کی مروت دو فوٹانے ہو جاتے ہیں، جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا ابوبکرؓ نے سچ کہا ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام کے زمانہ میں شعر نہیں کہا یہاں تک کہ اُن کا وصال ہو گیا اور انہوں نے زمانہ جاہلیت میں بھی خود پر شراب کو حرام کر رکھا تھا،

کسی سے سوال نہ کرو

ابن ابی ملیکہؓ سے روایت ہے کہ جب کبھی حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے اُونٹ کی نکیل گر جاتی تو آپ اُونٹ کو ہاتھ کی ضرب کے ساتھ تھپکی دے کر ٹھہراتے اور جھک کر مہار پکڑ لیتے لوگوں نے کہا آپ ہمیں حکم دیتے ہم آپ کو مہار پکڑا دیتے، آپ نے فرمایا: میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا تھا لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا،

امام احمد بن حنبل اور صاحبِ صفوت نے اس روایت کو بیان کیا

تجارت کپڑے کی ایک سوال

مرت ابن یونسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا بوشلوک کپڑے کی تجارت کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔
اگر میرا کوئی کپڑا پٹنا ہوا نکل آئے، آپ نے فرمایا تو نے اُسے نہیں بنایا
خلیفہ رسول پڑا بچتا ہے

حضرت عطار بن سائب سے روایت ہے کہ جس روز حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے اُس کی اگلی صبح کو کندھے پر دھوتیاں ڈال کر بازار میں فروخت کرنے کے لئے آگئے، اُن کے ساتھ حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے کہا اے خلیفہ رسول کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا بازار کو جا رہا ہوں، دونوں نے کہا آپ کو تو مسلمانوں کے امر کا دلی بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے اہل و عیال کا کھانا کہاں سے آئے گا؟ انہوں نے کہا آپ واپس آئیں تاکہ آپ کیلئے تنخواہ مقرر کریں، چنانچہ آپ اُن دونوں کے ساتھ واپس آگئے تو اُن کیلئے نصف بکری اور اُس کے سری پائے اور کبھی وغیرہ روزانہ کی تنخواہ مقرر کی گئی۔

۔ خزجہ فی صفوت ۔

عمر ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نکلے تو اُن کی گردن پر اُن کی عبادتِ حق، ایک شخص نے انہیں کہا، میں دیکھتا ہوں کیا یہ کافی ہے؟ آپ نے فرمایا میں تجھے کہتا ہوں کہ تو اور ابن خطاب میرے اہل و عیال سے معذور نہیں کر سکتے۔
۔ خزجہ فی صفوت ۔

خلیفہ رسول لوگوں کی بکریاں دوہ رہا ہے

اور کہا کہ علماء سیرت نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر ایک قبیلہ کی بکریاں

دہا کر رہے تھے، جب لوگوں نے آپ کی بیعت کی تو قبیلہ کی ایک لڑکی نے کہا اب ہمارے گھر اگر ہماری بکریاں کون دوہے گا؟ آپ نے اُس کی آواز سن کر فرمایا تمہارے لئے میں دوہوں گا اور مجھے اُمید ہے میں مخلوق کے کام پہلے کی طرح کرتا رہوں گا، آپ پر اللہ رحم فرمائے آپ اُن کے لئے دہا کرتے تھے۔

بیانکساری

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے بیٹھا تھا تعجب ہم لوگوں کے پاس سے گزرے تو اُن پر سلام پڑھا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بیشک اس روز لوگوں کو کثرتِ دنیا ذاتی کی وجہ سے ہم دونوں پر فضیلت حاصل۔

آپ کے باپ کا منبر ہے

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ منبر پر تشریف فرما تھے کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا میرے باپ کے منبر سے اتر جائیں، حضرت ابوبکرؓ نے دو مرتبہ فرمایا آپ کے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں، آپ کے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے لوگوں کو فرمایا حضرت حسن نے یہ میرے حکم پر نہیں کہا، ۔ خزجہ ابوبکر ابن الانباری ۔

اللہ کی راہ میں جانے والا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے

یزید بن ابوسفیان کو شام کی طرف بھیجا تو دو میل تک اُن کے ساتھ چلتے گئے انہوں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اگر آپ واپس تشریف لے جائیں؟ آپ نے فرمایا میں نے حضور صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کے قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوں اللہ تعالیٰ اُسے آگ پر حرام کر دیتا ہے، خزیمہ ابن حبان۔

حضرت ابوبکر کی مہمان نوازی

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اصحابِ مہاجر و انصار کے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہے وہ تیسرے کو لے جائے جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہے وہ پانچویں کو لے جائے، حضرت ابوبکر نے تین آدمی لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس افراد کو بیکر نکلے، گھرمین، میری والدہ اور میرے والد تین افراد تھے میں نہیں جانتا انہوں نے کیا کہا میری بیوی اور خادم حضرت ابوبکر کے گھر کے اور میرے گھر کے درمیان تھے، حضرت ابوبکر نے عشاء کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پڑھی اور اللہ تعالیٰ نے جس قدر چاہا اُتار دئے کے بعد گھر تشریف لائے تو اُن کی بیوی نے کہا آپ نے مہمانوں کو کیوں قید کر رکھا ہے؟

حضرت ابوبکر نے کہا کیا انہیں کھانا نہیں کھلایا؟

اُن کی بیوی نے کہا، انہوں نے آپ کے آٹے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔

حضرت ابوبکر اُن کے پاس گئے تو وہ سو چکے تھے، حضرت عبدالرحمن بن

ابی بکر فرماتے ہیں میں چھپنے کے لئے چلا تو حضرت ابوبکر نے مجھے، اے جاہل کہہ کر بڑا بھلا کہا اور فرمایا! جب تک یہ کھانا نہیں کھائیں گے خدا کی قسم! میں بھی کھانا نہیں کھاؤں گا، اور مہمانوں نے قسم کھائی جب تک ابوبکر نہیں کھائیں گے ہم نہیں کھائیں گے، حضرت ابوبکر نے فرمایا یہ شیطان کا دوسرا ہے اور پھر آپ نے کھانا منگو کر کھایا، حضرت ابوبکر فرماتے ہیں خدا کی قسم میں ایک لقمہ اٹھاتا تھا تو اُس کے نیچے اُس سے زیادہ کھانا ہوتا،

حضرت ابوبکر کی بیوی نے فرمایا: تمام لوگ شکم سیر ہو گئے تو کھانا پہلے سے زیادہ تھا حضرت ابوبکر نے کھانے کو پہلے سے زیادہ دیکھا تو اپنی بیوی سے کہا، اے بی بی! اس کی بہن یہ کیا ہے؟

انہوں نے تین مرتبہ کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم یہ اس وقت پہلے سے زیادہ ہے، پس حضرت ابوبکر نے اُس سے کھایا اور کہا بیشک اس میں شیطان یعنی اُن کی قسم ہے پھر اُس میں سے ایک لقمہ اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے،

پس صبح ہوئی تو آپ کی خدمت میں کچھ لوگ آئے جو ہمارے اور اپنے درمیان معاہدہ کرنا چاہتے تھے جب معاہدہ کے بعد ہم الگ ہوئے تو اُن میں سے بارہ آدمیوں نے کھانا کھایا اور اُن کے علاوہ کھانے والوں کی تعداد کو اللہ ہی جانتا ہے۔ بخاری، مسلم۔

رسول اللہ کے بعد کسی کو یہ حق نہیں

ابی ہریرہ سلمی سے روایت ہے کہ ہم کسی کام میں حضرت ابوبکر صدیق کے پاس تھے تو وہ ایک مسلمان شخص پر غضب ناک ہوئے تو وہ اُن پر شدید غضب ناک ہوئے۔

میں نے یہ دیکھا تو عرض کی اے خلیفہ رسول اللہ اس کی گردن مار دوں۔

جب قتل کا ذکر چھڑا تو لوگ گھبرا گئے اور ایسے ہی دوسری طرف چلے گئے پھر جب لوگ متفرق ہو گئے تو بعد ازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا اے ابا بکر! تو نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا میں نے جو کہا تھا وہ قبول کیا ہوں۔ آپ بتائیں کیا کہا تھا؟ فرمایا! بتاؤ تو نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم مجھے یاد نہیں، انہوں نے فرمایا جب تو نے مجھے ایک شخص پر غضبناک دیکھا تھا تو کیا تو نے کہا تھا اے رسول اللہ کے خلیفہ اس کی گردن اتار دوں؟ کیا تو نے یہ بات کی تھی یا یہ کام کرنے والا تھا؟ یعنی اُسے قتل کرنے والا تھا؟ میں نے کہا! خدا کی قسم اگر آپ اُس وقت مجھے حکم دیتے تو میں اُسے قتل کر دیتا انہوں نے فرمایا تم پر ذیل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کیلئے ایسا نہیں کیا جاسکتا۔

• غزوة احمد •

غیرت ابوبکرؓ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ جو باشم کے کچھ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اسی اشارہ میں حضرت ابوبکرؓ گھر میں تشریف لائے تو انہیں اُن لوگوں کا آنا ناگوار گذرا انہوں نے اس واقعہ کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں اس میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھتا، پھر آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُسے اس سے پاک رکھا ہے پھر آپؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کوئی شخص آج کے بعد کسی کی غیر حاضری میں

اُس کے گھر داخل نہ ہو مگر اُس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہوں۔
• سلم، نسائی، موافقت دمشق •

حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے فرشتہ جواب دیتا ہے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ شریف فرماتے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ کو تکلیف پہنچائی، آپ خاموش رہے، اُس نے دوسری مرتبہ تکلیف پہنچائی تو آپ خاموش رہے، اُس نے پھر تیسری مرتبہ اُس نے ایذا دی تو حضرت ابوبکرؓ نے اُس سے بدلہ لیا جس وقت حضرت ابوبکرؓ بدلہ لینے آئے اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور انہیں بدلہ لینے پایا، حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ جب آپ نے مجھے اس سے بدلہ لیتا پایا اس سے پہلے میں دو مرتبہ اس سے اعراض کر چکا تھا میرا گمان تھا کہ آپ اُسے مجھ سے دوک دیں گے، آپؐ نے فرمایا! آسمان سے فرشتہ نازل ہوا تھا کہ جو بات اُس نے تیرے حق میں کی تھی اُس کی تکذیب کرے پس جب تو نے بدلہ لے لیا تو شیطان آگیا پس شیطان کے آجانے سے اُس فرشتہ کا بیٹھنا ممکن نہ تھا،

• ابوداؤد، موافقت دمشق •

بعض نے کہا یہ آیت کریمہ! اس واقعہ میں نازل ہوئی

يَحْيٰى اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالشُّكْرِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ كَلِمَةٍ

اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان مگر مظلوم سے

مقاتل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے حضرت ابوبکر کو نازیبا بات کہی تو حضرت ابوبکر اُس سے خاموش رہے پھر اس نے دوبارہ وہی بات کہی تو حضرت ابوبکر نے وہ بات اُس پر ٹوٹا دی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے تو حضرت ابوبکر نے کہا اِس نے مجھے گالی دی تو میں نے کچھ نہ کہا پھر میں نے اس پر ٹوٹائی تو آپ کھڑے ہو گئے۔

آپ نے فرمایا: فرشتہ تیری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تُو نے گالی دی تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آگیا، تو یہ آیت نازل ہوئی۔
یہ روایت ابوالفرج نے مسابب النزول میں بیان کی

حضرت ابوبکر کی محبت اُمت پر فرض ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری اُمت پر ابوبکر کی محبت واجب ہے۔

حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیت الشرف میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابی بکر کاش میں اُن بھائیوں سے ملاقات کرتا جو تجھ سے محبت کرتے ہیں

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کے بھائی ہیں؟
آپ نے فرمایا: تم میرے اصحاب ہو میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو لوگ مجھے نہیں دیکھیں گے اور میری تصدیق کریں گے اور مجھ سے محبت کریں گے یہاں تک کہ اُن میں سے ہر ایک مجھ سے اپنی اولاد اور والدین سے زیادہ محبت کرے گا۔

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے بھائی ہیں؟
آپ نے فرمایا: تم میرے اصحاب ہو، اے ابوبکر خبر داناں لوگ تجھ سے میری محبت کے ساتھ محبت کریں گے پھر فرمایا: میں اُن سے محبت کر دوں گا جو تجھ سے محبت کرتے ہیں۔

اِس روایت کی تخریج انصاری نے کی

بن دیکھے ایمان لانے والے

حضرت عبداللہ بن اُوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو بیٹھ کر فرمایا: اے عمر میں اپنے بھائیوں کا اشتیاق رکھا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟
آپ نے فرمایا: تم میرے صحابہ ہو لیکن میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو مجھ پر بن دیکھے ایمان لائیں گے۔

حضرت ابوبکرؓ اِس گفتگو کے بقیہ پر آئے تو حضرت عمرؓ نے انہیں کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، میں اپنے بھائیوں کا مشتاق ہوں میں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا: تم میرے صحابہ ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو مجھ پر بن دیکھے ایمان لائیں گے۔
آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! لوگوں کو میری محبت تجھ سے پہنچے گی جو لوگ تجھ سے محبت کریں گے اُن سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا۔

یہ روایت ابن فیروز نے نقل کی

حضرت ابوبکرؓ کے لئے اعلانِ خداوندی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس بات کو ابوبکر صدیق پیدا ہوئے تو تمہارے پروردگار جل جلالہ نے جنت عدن پر نزول اجلال فرمایا اور فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم تجھ میں داخل نہیں مگر جو اس مکتود سے محبت رکھتا ہوگا۔

اس روایت کی تخریج علی بن نعیم بصری نے کی اور کہا یہ زہری کی نافع سے غریب روایت ہے اور ملا نے اسے سیرت میں نقل کیا۔

جنت کا دینا

حضرت قیس بن مازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملے تو انہیں دیکھ کر شکرانے لگے، حضرت علیؑ نے فرمایا آپ کیوں شکرانے ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص پکڑاٹے نہیں گذرے گا مگر جس کیلئے علی پاسپورٹ لکھ کر دیں گے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سننے لگے اور فرمایا: میں پاسپورٹ تحریر نہیں کروں گا مگر اُس کے لئے جو ابوبکر سے محبت کرتا ہوگا۔
- خریدہ ابن اسحاق -

ابوبکر کی محبت غیر مسلم کیلئے بھی نافع ہے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور اُس نے کہا اُس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰؑ کو علیہ السلام کو بعت فرمایا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، پس حضرت ابوبکر نے مٹھا دیا اور یہودی کی اہانت ہوئی، کہا کہ جبریل علیہ السلام نے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہو کر عرض کی آپ پر علی و اعلیٰ نے سلام پڑھا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ یہودی کو فرمادیں کہ وہ ابوبکر سے کہے! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں تو بے شک اللہ عزوجل محبت ابی بکر کی بنا پر اُسے جہنم میں دو چیزوں سے بچائے گا نہ اُس کے پاؤں میں آگ کی زنجیر ہوگی اور نہ اُس کے گلے میں طوق ہوگا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو یہودی کی موجودگی میں اُسے یہ خبر دی، کہا کہ اُس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے واکوئی معبود نہیں اور بیشک آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول برحق ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا میں ابی بکر سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مبارک ہو، مبارک ہو۔
اس روایت کو ملا نے سیرت میں نقل کیا۔

فاروق اعظم بارگاہ ابوبکر میں

۱. حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کیا آپ خلیفہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا آپ کسی کو خلیفہ بنائیں گے آپ نے فرمایا: اگر لوگوں پر چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں پر چھوڑ دیا تھا اور اگر بناؤں تو مجھ سے بہتر ابوبکر صدیقؓ نے بنایا تھا، اس روایت کی صحت پر اتفاق ہے، ائمہ دقائمین کی

۲. حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر سبقت کروں تو میری گردن کاٹ دو جس لوگوں میں ابوبکر ہوں اُن کی سبقت مجھے محبت ہے،

۳. ابی عمران الجونی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کہا کاش میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے کا بال ہوتا،

ان دونوں روایتوں کی تخریج اُس نے فضائل میں کی

۴. حسن بن ابی الحسن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کاش میں جنت میں ہوتا جہاں حضرت ابوبکرؓ کی زیارت کیا کرتا۔
خبرہ فی فضائلہ۔

۵. حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ ہمارے سردار اور ہمارے بہتر ہیں۔

۶. اس سے قبل خصائص کی فصل میں بیان ہوا اور اُس میں یہ حدیث بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا میں نے آپ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا اور اور فرمایا کیا ابوبکرؓ کو دیکھا ہے؟

دائیں ہاتھ سے شروع کرو

۷. حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت کا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے آپ کے لئے بکری کا دودھ دیا اور اُس میں اپنے گھر کے کنوئیں کا پانی ملا کر لسی تیار کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بائیں جانب تھے اعرابی آپ کی دائیں طرف اور عرض اُس کے پیچھے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لسی نوش فرمائی تو حضرت عمرؓ نے کہا حضرت ابوبکرؓ کو عطا فرمائیں مگر سی اعرابی کو ملی تو فرمایا: دایاں دایاں ہے۔
اس سے پہلے یہ واقعہ مولا کی حدیث مختصر بیان ہوا۔

۸. حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم اپنے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر رہے تھے ہم نے آپ کے لئے

دودھ میں اپنے گھر کے کنوئیں کا پانی ملا کر لسی بنائی، آپ کی دائیں طرف ایک خانہ بدوش بدلتا تھا اُس کے پیچھے حضرت عمرؓ تھے اور آپ کی بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لسی نوش فرمائی تو جب آپ پیالہ رکھنے کے یا وہم ہوا، آپ پیالہ دایس کریں گے تو حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ابوبکرؓ کو عطا فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ بدلتا دیکھا اور فرمایا جو دایاں ہے سو دایاں ہے۔۔۔ نسائی۔

حضرت ابوبکرؓ نگاہ علی میں

۱. حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سنتا ہوں تو اللہ تبارک و تعالیٰ جو چاہے اُس سے مجھے نفع عطا فرماتا ہے اور جب مجھ سے کوئی دوسرا آپ کی حدیث بیان کرنا ہے تو میں اُسے قسم دیتا ہوں اور جب وہ حلف اٹھالیتا ہے تو میں تصدیق کہیتا ہوں اور مجھ سے ابوبکرؓ نے حدیث بیان کی اور ابوبکرؓ نے سچ کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جب گنگار بندہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد استغفار کرتا ہے تو اُس کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے بخش دیتا ہے۔

”اس روایت کی تخریج نسائی نے اور اربعین بلدانہ میں کی۔“

حضرت ابوبکر مومن و مامون ہیں

۲. حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو آپ کے مقام تدفین کے بارے صحابہ میں

اختلاف ہو گیا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ کیا ہے کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوتا مگر اُسے وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں اُس کا دھماکا ہو، اور ابوبکرؓ آپ پر ایمان لانے والے ہیں۔

حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ کے حق میں

تشریح، حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں حضرت علیؓ کی متقی روایات بیان ہو چکی ہیں ایسے ہی انشا اللہ حضرت علیؓ کے مناقب کی فصل میں بیان آئے گا مناقب شیخین میں یہ روایت بیان ہو چکی ہے کہ بدر میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ جبریلؑ اور حضرت علیؓ کے ساتھ میکائیلؑ علیہ السلام تھے، اور ان میں سے نزال بن سبرہ کی حدیث ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ابوبکرؓ کا نام صدیق جبریلؑ اور محمد مصطفیٰؐ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی زبانوں پر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے ہمارے دین کے لئے راضی ہیں اور ہم اُن سے اپنی دنیا کے لئے راضی ہیں اور اس عینی کی بالعمنی حدیث میں ہے کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم نے تین مرتبہ فرمایا! ابوبکرؓ کا نام صدیق اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُتارا ہے۔

حضرت حسن کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا! مہاجرین نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر کیسے سبقت کی تو انہوں نے فرمایا چار چیزوں کی وجہ سے پہلی بیان ہونے والے حدیث میں ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اظہار اسلام کیا، دوسری حدیث اس میں دونوں معنوں میں ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے ضمن میں آپؐ نے فرمایا ہے کہ آپؐ نے جبریلؑ کو فرمایا ہجرت میں میرا ساتھی کون بنے گا تو انہوں نے عرض کی! ابابکرؓ۔

اور یہ حدیث کہ آپؐ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نے میری تکذیب کی اور ابوبکرؓ نے تصدیق کی، پہلے خصائص میں بیان ہوئی،

اور یہ حدیث کہ اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو اللہ تعالیٰ تمہیں خیر کی طرف لوٹائے گا، اور حضرت ابوبکرؓ کے اختصاص خیر کی حدیث، اور ابی سریحہ کی حدیث کہ حضرت ابوبکرؓ کو ثباتِ قلب حاصل تھا اور یہ حدیث کہ یقیناً حضرت ابوبکرؓ صدیق اشجع الناس ہیں، حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیان ہوئیں، اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ!

اور اعلیٰ الناس ہونے کے خصائص میں یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں حضرت ابوبکرؓ غلطی کریں، اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد فالتقی جاء بالصدق وصدق بہ کے ضمن میں حدیث کہ صدق بہ حضرت ابوبکرؓ کے لئے ہے اور دوسرے خصائص میں یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکرؓ ہمارے دین کے لئے راضی ہیں اور ہم اُن سے اپنی دنیا کے لئے راضی ہیں یہ روایات آپؐ کی خلافت کی فصل میں تقدیم و تاخیر پر دوبارہ بیان ہونگی، اور اس فصل میں اُن کا یہ ارشاد کہ ہم اپنے مقام پر دیکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو غار کے لئے آگے کر دیا، اور تیس بن عبادہ کی فی المعنی حدیث کہ حضرت ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کا ثواب عطا فرمایا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا، حضرت علیؓ کی بیان کردہ احادیث میں، یک اور حدیث علیؓ ہے،

ابوبکرؓ نے سچ کہا

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا میں نے حضرت ابوبکرؓ سے سنا

وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا جو بیکار بندہ اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ اس کی مغفرت فرمائے کہا کہ پھر جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر منادی کی کہ ابوبکر نے سچ کہا، ابوبکر نے سچ کہا اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا!

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَحِبَّ اللَّهُ غَفْرًا زَارِحِيًّا

اور جو بُرا عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پائے گا۔

ابن عمر بارگاہ ابوبکر میں

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جب سفر سے آتے تو اپنے گھر والوں کے پاس جانے سے پہلے مسجد نبوی میں حاضر ہو کر دو رکعت نماز ادا کرتے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضر ہو کر آپ پر اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کرتے اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام پیش کرتے تو کہتے اباجان! آپ پر سلام ہو اگر آپ میرے باپ نہ ہوتے تو حضرت ابوبکر سے پہلے آپ کے ساتھ ابتدا نہ کرتا۔

اس روایت کی تخریج ابوبکر بن ابوداؤد نے کی ہے۔

صدیقہ بنت صدیق کی تصدیق

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد عرب مُرتد ہو گئے اور منافقت نے اپنی گردنیں لمبی کر لیں تو میرے ابا جانؓ پر جو نازل ہوا اگر پہاڑوں پر نازل ہوتا تو ان کی چوٹیاں پس جاتیں لوگوں نے اختلاف نہیں کیا مگر میرے ابا جان انہیں نکیل ڈال کر کھینچتے رہے۔

۲۔ قاسم بن محمد سے روایت ہے میں نے ام المومنین حضرت عائشہ کو فرماتے سنا کہ جب حضور رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو نفاق پھوٹا اور عرب دین سے پھر گئے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اللہ کے گھر میں ایسے لوٹ آئے جیسے وہ بکر لیں کا بارڈ ہو لوگوں نے نہیں اختلاف کیا مگر میرے ابا جان اس اختلاف کو دور کرتے تھے۔ خرجہ اسماعیلی فی معجمہ۔

۳۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس کچھ لوگ میرے باپ کے بارے میں گفتگو کرنے آئے تو میں نے پردے گر کر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا پھر کہا! میرے ابا جان! کون میرے ابا جان! خدا کی قسم اس عظیم پہاڑ اور طویل سانباں تک ہاتھ نہیں پہنچتے افسوس کامیابی کو بدگمانیوں نے جھٹلایا خدا کی قسم جب تم نے جھٹلانے اور کمزوری میں پہل کی وہ بخشش فرماتے تھے، جب وہ خلیفہ ہوئے تو قریش کے نوجوان اور ادھیڑ عمر کمزوروں کی طرح جائے پناہ تلاش کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے دلوں میں حلاوت آئی اور دین میں قوت پیدا ہوئی

دوسری روایت

ایک روایت میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں قریب رہنے والے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے امر میں اپنے نفس پر سختی کر دینے والے تھے یہاں تک کہ اپنے گھر کے پاس مسجد بنا کر اُس میں نمازیں ادا کرتے اور اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے وہ بہت زیادہ افسوس کیا کرتے اور شدید غم میں ڈوبی ہوئی آواز میں روتے یہاں تک کہ اُن کی ہچکی بندھ جاتی، مکہ والوں کی عورتیں اور بچے اُن کے پاس جمع ہو کر اُن کا مذاق اڑاتے اور اُن کے ساتھ استہزاء کرتے

اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

اللہ تعالیٰ انہیں ان کے استہزاء کا بدلہ دیتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

تیسری روایت

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قوم کو ایک مرکز کی بنیادوں پر جمع کیا یہاں تک کہ اسلام کے ہاتھ مضبوط ہو گئے اور اُس کی میخیں گڑ گئیں۔

اور لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے اور ہر فرقہ

سے لوگ منتشر ہو گئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پسند فرمایا جو اُس کے پاس تھا، پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک ہوا تو دین کی رسی مضطرب ہو گئی اور دینی امور غلط ملط ہونے لگے اور لوگوں کے غول سرکشی پر آمادہ ہو گئے

چوتھی روایت

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو شیطان نے اپنا خیمہ نصب کر لیا اور اُس کی طناب کھینچ لی اور اُس کی رستیوں گاڑ دیں، اور لوگوں کو خلافت کے لالچ کا خیال آیا جب وہ گمان کرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُنکے درمیان افسوس کہتے ہوئے کھڑے ہوئے اور تیزی سے اُس کو سنبھال لیا اور ایک روایت میں زیادہ ہے پس اُس کا حاشیہ جمع کیا اور اُس کے قطر کو اٹھایا اور اسلام کو اُس کے حال سے منتشر نہ ہونے دیا اور نہ اُس کی شان اور عظمت کو ہرا گندہ ہونے دیا اور اُس کی ثقافت کے تحفظ کے لئے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ نفاق کی جڑ کٹ گئی اور دین کو رفعت حاصل ہوئی،

پانچویں روایت

ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ نفاق کی ذلت اور اسلام کی سر بلندی کے بعد حق اہل حق پر دافع ہو گیا، سرکشتے سے بچ گئے اور خول بننے سے بچ رہا اللہ تعالیٰ کے ہاں عمر بن خطاب کی خوبی ہو وہ اُس وقت موجود تھے اور انہوں نے

شدت و رحمت کی نظر کے ساتھ دین میں پیدا ہونے والے رخنے کو بند کر دیا انہوں نے یا تو خود پر وار دہونے والے لہر کو اٹھایا یا اس کے ساتھ مد قلم کی پس کفر ذلیل و خوار ہو کر سب کی طرح کچلا گیا اور خیرک رینہ رینہ ہو کر بکھر گیا، پس میں دیکھتی ہوں جو تم دیکھتے ہو؟ تم میرے باپ سے کون سے دن کا انتقام لیتے ہو؟ کیا اس دن کا جب انہوں نے تم میں عدل قائم کیا یا تمہاری نظر میں وہ اُس پر طعن کے دن ہے، میں نے یہ بات کی ہے اور رب عظیم میری اور تمہاری مغفرت فرمائے پھر انہوں نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں تم سے اللہ کے واسطہ سے پوچھتی ہوں جو کچھ میں نے کہا ہے کاتم اس کا انکار کرتے ہو؟

لوگوں نے کہا: واللہ نہیں

اس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے اور صاحب فضائل نے نام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی فضیلت فصاحت کے باب میں بیان کی اور کہا یہ حسن صحیح ہے

اور حافظ سمرقندی نے مزید روایات کے ساتھ نقل فرمایا

تیسریں فصل

حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے بیان میں

اس میں آپ کی خلافت کی رات جو ہوا اور اُس کے سابقوں لاحقوں کا بیان ہے اور آپ کی خلافت کی صحت میں صحابہ کرام کی گواہی کہ یہ خلافت حق کے سوا اور کچھ نہیں پیش ازیں خلفاء اربعہ کی خلافتوں اور خلفاء ثلاثہ کے باب میں اس قدر سے بیان ہوا جیسا کہ فضائل ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باب میں ذکر ہوا ان میں سے بعض روایات میں ان کی خلافتوں کی ترتیب کی صراحت ہے جو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقع ہوئیں اور دوسرے صحابہ نے جان لیا خاص طور پر احادیثِ مراثیہ تو بیشک ان احادیث کی صحت پر اتفاق ہے، جیسا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء کے امر کی حدیث اور ان کے بعد اس کا باقی حصہ اس سے پہلے خصائص میں بیان ہوا، ہم آپ کو مطلع کرتے ہیں کہ ضرورت کے وقت اس کے استدلال کی طرف متوجہ ہوں۔

استدلال خلافت

ان میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے اور ان میں سے اس قول کی طرف حضرت علیؓ سے ایک بھی نہیں کہ مجھ سے تمام کھڑکیاں بند کر لو، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جان لیا اس میں خلافت

پر اطلاق ہے۔

اس سے پہلے جو وجہ دلالت بیان ہوئی اُس کا ذکر جو قہی فصل میں ہے جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص کا بیان ہے اور اُن کی افضلیت کی تمام حدیثیں تعین خلافت کے لئے ہمارے قول پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ افضل کی موجودگی میں مفضول کی ولایت مستند نہیں ہوتی اور دوسرے قول پر دلیل اولیت ہے اس میں نزاع نہیں، پیش ازیں اُن کے خصائص سے تیرہویں خصوصیت میں اس کا بیان ہوا، اور اس سے پہلے خلفاء اربعہ، خلفاء ثلاثہ اور ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ابواب میں بتایا گیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی عوف کے درمیان صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تو مسلمانوں کو ناز پڑ جانے کے لئے حضرت ابوبکر کا انتخاب کیا اِس کا بیان پینتاسویں خصوصیت میں ہے،

اور اُن کی خلافت کی حدیث پینتاسویں خصوصیت میں ہے جس میں حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کا بیان ہوا وہ واضح ترین دلیل ہے اور اُس پر صحابہ کرام میں سے حضرت علی، حضرت عمر و غیر ہمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اور اِس خلافت کے زیادہ مستحق ہونے کے استدلال پر اعتماد کیا گیا ہے، اِس بیان کے آخر پر اُسکی وجہ بیان ہوگی۔

تعیین امامت

اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار کی طرف انتقال فرمانے کی طرف راغب ہوئے تو انہیں امامت کے لئے متعین فرمایا پھر اِس امر کو دوسروں کی طرف لوٹانے سے روک دیا اور ان کے علاوہ کسی کو امامت

کے لئے پسند نہ کیا پھر دوسروں کے لئے استنار امامت کی تکرار فرماتے ہوئے فرمایا: نہیں، نہیں، نہیں پھر جس امر میں خلافت سے اعراض تھا اُس کے پیچھے کیا بلکہ آپ کے اِس ارشاد میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور مسلمانوں نے حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کی خلافت کا انکار کیا، پھر اِس نام کے ساتھ تکرار سے تاکید فرمائی، باوجود اِس کے کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم تھا کہ اِس امر سے خلافت کا گمان ہوتا ہے، آپ نے انہیں ناز میں اُن کا امام بنایا اور اُن پر حاکم بنایا،

پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حال و قال کے اِن دافہ قرائن کے ساتھ اِس مقام پر کھڑے ہوئے تو اِس کی مراد کو جانتے تھے، اور آپ کا ارشاد کہ اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں نے سوائے ابوبکر کے کسی کو نہ مانا، بہت بڑا اشارہ بلکہ واضح عبارت ہے اگر یہ امر کھل جاتا اور اِس سے مراد خلافت نہ ہوتی تو آپ اِس صریح اشارے پر اعتماد نہ فرماتے، تو بیشک یہ دین کے بڑے واقعات سے ہے اور آپ کا امر خلافت کو لکھنے کا ارادہ کر کے حرک کر دینا اِس کی تائید کرتا ہے جس کا بیان آئے گا، اور آپ کا یہ فرمان کہ اللہ تعالیٰ نے اور مسلمانوں نے ابوبکر کے علاوہ کی خلافت کا انکار کر دیا ہے اور اپنی رحلت کے وقت نصب امامت پر اتفاق کیا، اور نص کے ساتھ اِس کی صراحت نہ کی کیونکہ آپ پر جو وحی آئی اُس کے ساتھ آپ سوائے اللہ تعالیٰ کے حکم کے کسی چیز کو مربوط نہ فرماتے اور نہ اُس کی قضاء قدر کے نفاذ کے لئے نص کے ساتھ حکم دیتے، ابتداء میں لوگوں کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں جس کے ساتھ اُن کی آزمائش ہوتی ہے اور زیادہ بیان کے لیے زمام اشارہ کے ساتھ حق کی طرف انقاد سے ہے، اور اُس پر اُسکا نور بصیرت دلالت کرتا ہے،

چنانچہ اگر کوئی شخص اِن قرائنِ حالیہ اور قالیہ اور اِن احادیث کے پیچھے

کے بعد بھی اس کا اعتقاد نہیں رکھتا تو اس کا عناد ظاہر ہے اور وہ خود پر حق ظاہر ہونے کے بعد اس کی تردید کرتا ہے۔

خلافت کا مزید استدلال

ان میں سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے آپ نے فرمایا لوگوں کو حق نہیں پہنچتا کہ ابوبکرؓ کے ہوتے ہوئے کسی کو امام بنائیں اور یہ عموم امامت کے باب میں صریح ہے جو پیش ازیں چو ایسویں خصوصیت میں بیان ہوئی، اور اس پر حوالے کی حدیث سنن ابی یوسف خصوصیت جو اول الادلہ اور دافع ترین ہے، اور صحیح ترمذیوں سے مسلم کی روایت زیادہ صحت پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا، میں ڈرتا ہوں کہ تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہے میں بہتر ہوں،

ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا اطمح کرنے والا امر خلافت میں طمع کرے اور تمنا کرنے والا تمنا کرے، پھر فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے اور مسلمانوں نے ابوبکرؓ کے علاوہ کا انکار کر دیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا ہے اور مومنوں نے روک دیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اور مومنوں نے انکار کر دیا ہے اختلاف عقلی کے ساتھ اور یہ اس بارے میں صراحت ہے،

ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ان کی توثیق کے ساتھ ان کی امامت کی نص ہے۔ یقیناً یہ امر تحریر نہیں کیا گیا بلکہ جان بیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ ہو گئے پس اللہ سبحانہ تعالیٰ نے یہ کیا اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔

تقدیم علی کیلئے حضور کا سوال

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی! میں نے اللہ تعالیٰ سے تیری تقدیم کا تین مرتبہ سوال کیا تو اس نے انکار کیا مگر ابوبکرؓ مقدم ہے،

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے شارح بغداد میں کی اور صاحب فضائل نے یہ الفاظ زیادہ بیان کئے اے علی اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں تین بار تقدیم کا انکار نازل فرمایا مگر ابوبکرؓ مقدم ہے،

یہ حدیث غریب ہونے کے باوجود پہلے بیان کردہ احادیث صحیحہ کو مدد دیتی ہے اور اس کی صحت پر بالعمنی صحیح حدیث دلالت کرتی ہے۔

حضرت عمر فاروق کی دلیل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انصاری نے سقیفہ بنی ساعدہ میں اس کلام کے ساتھ رجوع کیا کہ اُنہیں حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو غازی پڑھانے کا حکم دیا تھا، اُنہوں نے کہا: اللہم! ہاں کیوں نہیں،

حضرت عمرؓ نے فرمایا تم اپنی خوشی کے لئے اُنہیں اُس مقام سے گرا رہے ہو جہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں کھڑا کیا تھا،

اُنہوں نے کہا: ہم اپنی خوشی نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، اس روایت کی تخریج ابوعمرؓ نے کی اور احمد بن حنبل نے بالعمنی حدیث کی۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا تمہارے نفسوں کو حضرت ابوبکرؓ پر مقدم ہو کر خوشی ہوتی ہے؛ انصار نے کہا ہم ابوبکرؓ پر مقدم ہونے سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں۔

اور یہ وہ چیز ہے جو ان کی امامت کے ساتھ ان کی خلافت پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ ہم نے مقرر کیا واللہ اعلم

حضرت علیؓ تقدیم ابوبکرؓ کے قائل تھے

۱۱ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو ہم نے اپنے امیر کو دیکھا تو حضرت ابوبکرؓ کو حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں مقدم کرنا پایا پس ہم اپنی دنیا کے لئے اُس سے راضی ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہیں۔

۱۲ حضرت حسن بصری ہی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے آگے لیا تو مجھے اپنی جگہ پر دیکھا تھا، نہ میں بیمار تھا، اور نہ ہی وہاں سے غائب تھا اگر آپ میری تقدیم چاہتے تو مجھے آگے کر دیتے پس ہم اُس سے اپنی دنیا کیلئے راضی ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہیں۔

۱۳ حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے مجھے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزِ شب بیمار رہنے لگے تو آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا، آپ نے فرمایا: ابوبکرؓ کے پاس جاؤ تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وصال مبارک ہوا تو ہم نے دیکھا نمازِ علم اسلام اور قولِ دین ہے پس یہ دنیا کے لئے اُس سے راضی ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دین کیلئے راضی ہیں۔ تو ہم نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی۔

اس روایت کو ابو عمرؓ نے بیان کیا اور ابنِ سمان نے اس مفہوم کی تین روایات المتوافق میں نقل کیں اور ابنِ خیرون کی طویل حدیث خلفاء ثلاثہ کے باب میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیش ازیں بیان ہو چکی ہے۔

یہ روایات ہمارے اُس بیان کی تائید کرتی ہیں جس میں ہم نے امامتِ ناز سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدم ہونے سے ان کی خلافت کی طرف استدلال کیا ہے اور وہ ان کی امامت پر راضی تھے تو یقیناً ان کی خلافت پر بھی خوش ہونگے۔

ہم بھلائی پر جمع تھے

پیش ازیں حضرت ابوبکر صدیق کے خصائص میں ان کی فضیلت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان ہو چکی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو فرمایا: میں تمہیں چھوڑتا ہوں مگر اللہ کو تمہاری بھلائی مقصود ہوئی تو وہ تمہیں تمہاری بھلائی پر جمع فرمادے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہمیں اپنی بھلائی پر جمع فرمادیا تھا۔

اور اس سے قبل یہ بھی بیان ہوا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یا خلیفہ رسول کہہ کر بلاتے تھے۔

ابوسفیان کو جواب

حضرت سوید بن غفلہؓ سے روایت ہے کہ ابوسفیانؓ حضرت علیؓ اور حضرت

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا تو دونوں سے کہا یہ کیسا امر ہے جو قریش کے تعویضے قبیلے والے کو سوئپ دیا؛ خدا کی قسم اگر آپ چاہیں تو میں ان پر گھوڑوں اور سواروں کا لشکر بھر دوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: لشکر چڑھالانے سے تھوکیا مُراد ہے اگر ہم خود کو اس امر کا اہل پاتے تو اس سے الگ نہ ہوتے اے ابوسفیان مومن لوگ ایک دوسرے کو محبت کی نصیحت کرتے ہیں، اگرچہ اُن کے دیار دور ہوں اور منافق ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں اگرچہ اُن کے دیار قریب ہوں، ابن سمان نے یہ روایت اس سیاق کے ساتھ الواثق میں نقل کی اور دوسروں کے نزدیک اُس پر گھوڑے اور لوگ چڑھالانے کے قول تک ہے۔

حضرت ابو عبیدہ حضرت ابوبکرؓ کے حق میں

۱۔ حضرت ابی النضرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح سے کہا اپنا ہاتھ کھولیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپ اس اُمت کے امین ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے اُس شخص پر تقدیم کیسے حاصل ہو سکتی ہے جسے میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم کا امام بنایا اور وہ آپ کے وصال تک لوگوں کا امام رہا۔ مسند احمد، مصفوت ۲۔ حضرت ابراہیمؓ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس آئے اور کہا اپنا ہاتھ کھولیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اس لئے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی زبان سے اس اُمت کے امین ہیں،

حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا: جب سے تم اسلام لائے ہو میرے تہیں اس سے پہلے اتنا گرتے نہیں دیکھا۔ میری بیعت کرتے ہو حالانکہ تم میں ثانی اتنین صدیق موجود ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ کا فتویٰ

ذہبن حبش نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت بیان کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو بندوں کے دلوں سے قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر پایا تو انہیں اپنی ذات کے لئے پسند فرمایا اور انہیں اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر قلوب عباد پر نظر ڈالی تو آپ کے صحابہؓ کے دلوں کو لوگوں کے دلوں سے بہتر پایا تو اُن سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذرا کہ مقرر فرمایا۔ اُس کے دین سے روتے ہیں تو جو مسلمانوں کی رائے میں اچھا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے اور جو اُن کی رائے میں بُرا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے، اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہؓ کی رائے ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنائیں۔

اس روایت کی تخریج ابن مسریؒ نے کی اور یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحت پر قطعی اجماع کے ساتھ مضبوط ترین دلیل ہے۔

ابوبکر اُمت کے باپ ہیں

حضرت ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل بناتا دیکھن یہ میرا دین میں بھائی اور غار کا ساتھی ہے، اور بیشک ابوبکرؓ آپ کی منزلت کے مطابق بمنزلہ باپ کے ہیں

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم اُن کی اقتدار کے زیادہ حق دار ہیں۔

ایسی ہی روایت حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئی ہے اور یہ دونوں اہل اہم تمیمی نے نقل کی ہیں،

خلافت ابوبکر پر نصاریٰ کی گواہی

حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اُن کے امر کو مکہ معظمہ میں ظاہر کیا تو نیش شام کی طرف نکلا جب بصری میں پہنچا تو وہاں عیسائیوں کی ایک جماعت میرے پاس آئی، اُنہوں نے مجھے کہا تو حرم سے آیا ہے؟ میں نے کہا ہاں

اُنہوں نے کہا اہم میں جو نبی آئے ہیں تو انہیں جانتا ہے؟ میں نے کہا ہاں کہا کہ پھر اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کلیسا کے اندر لے گئے تو اُس میں قاشیل اور مورتیں تھیں، اُنہوں نے مجھے کہا کیا تو یہاں اُن کی صورت دیکھتا ہے جو تم میں مبعوث ہوئے ہیں۔

میں نے اُن تصویروں کو دیکھا تو اُن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت نہ تھی، پھر وہ مجھے برے کلیسا میں لے گئے تو اُس میں بھی قاشیل اور مورتیں تھیں جو پہلے گرجا کے مقابلہ میں زیادہ تھیں، مجھے اُنہوں نے کہا دیکھ کیا ان میں اُن کی صورت ہے؟

میں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی صورت تھی

اور اُس کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت تھی اُنہوں نے کہا کیا تو نے اُن کا حلیہ دیکھا؟ میں نے کہا ہاں پس میں نے کہا انہیں خبر نہیں یہ جو کہتے ہیں تعارف کے لئے کہتے ہیں؟ اُنہوں نے کہا اُدوہ یہ ہیں؟ میں نے کہا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی ہیں، اُنہوں نے کہا تو اسے جانتا ہے جو اُن کے پیچھے ہے؟ میں نے کہا ہاں اُنہوں نے کہا اہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارے نبی ہیں، اور یہ اُن کے بعد اُن کے خلیفہ ہیں،

اس روایت کی تخریج ابن صاعد نے کی ہے

عارضہ پیدا ہو جائے گا

اگر کہیں تم نے اُس کا ذکر نہیں کیا جو حضرت ابوبکرؓ کے حق میں لائے ہو اور تم اس کے ساتھ حضرت ابوبکر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ بننے پر استدلال کرتے ہو تو یہ اُس کے معارض ہے جو حضرت علی ابن ابی طالب کے حق میں آیا ہے اور بیشک احادیث وارد ہوئی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ ہیں؟

حضرت علی کی خلافت کے دلائل۔

ان میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی احادیث ہیں حضور رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکرم کو فرمایا کیا تو اس پر خوش نہیں کہ تو مجھے بمنزلہ موسیٰ سے ہارون کے ہے مگر میرے بعد نبی نہیں؟ ”بخاری مسلم وغیرہما“

تو اس کا یہ مفہوم نہیں کہ اگر میں دنیا سے جاؤں تو تو میرا خلیفہ ہے بلکہ یہ امر آپ نے انہیں غزوہ تبوک کو جاتے ہوئے فرمایا تھا؛

اس روایت کو امام احمد نے مسند میں اور حافظ دمشقی نے الموافقات میں نقل کیا۔ اس کا شافی بیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خصائص میں اُن کے مناقب کے باب میں آئے گا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت موسیٰ علیہ السلام پر دلالت کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف گئے تھے تو یہ دونوں کے درمیان مثال کی مقتضی ہے اگر وہ اپنے رب کی طرف جانے کے وقت خلیفہ ہوں جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔

اور اگر مراد یہ ہو کہ بقول اُن کے کہ وہ اپنے رب کی طرف نہیں گئے اور یہ امر ظاہر و باہر ہے۔

دوسری حدیث کی دلیل

ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علی مولا ہے الہی اس کے دوست سے دوستی اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھو اور اس کی مدد کرو جو اس کی مدد کرے۔

اور بعض طرق میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں مومنوں کی جانوں سے زیادہ اُن کے قریب ہوں یا اُن کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک ہوں؟

لوگوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔

آپ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علی مولا ہے۔

احمد ابو حاتم، ترمذی، بغوی۔

جواب اس دلیل کا

انشاء اللہ تعالیٰ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مناقب کے باب میں آپ کے خصائص میں یہ حدیث پاک طرق کثیرہ سے آئے گی، نعت میں مولیٰ معتق، عتیق، ابن عم اور عصبر کے معنوں پر دلالت کرتا ہے اور اس سے یہ ادعاء میں نے اپنے پیچھے سے موالی کو چھوڑا جس سے موسوم ہونگے وہ اُس سے نسب میں ولایت و قرب سے ملتے ہیں اور اس میں شاغر کا یہ قول ہے،

ہم الموالی ون جنفوا علینا

وان من لقاہم لزور

یعنی چھپوں کے بیٹے اور خلیف اور وہ عقیدہ جبار اور ناصر کے معنوں میں ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ بِمَوْلَى اللَّهِ

یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں

ابن عرفہ کا قول ہے کہ اس آیت میں مولیٰ بمعنی ولی ہے اُن میں سے جن نے کہا یعنی اُن کا ولی اور اُن کے امر میں قائم ہے اور کافروں کو وہ رسوا کرتا ہے۔ اور اُن کا دشمن ہے۔

اور اس میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے مولا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اُس کا نکاح باطل ہے، یعنی

موتی اُس کا دلی ہے، تو اس کی آٹھ وجہیں ہیں اور کسی چیز پر پہلی چار وجہوں کو محمول کرنا درست نہیں جب کہ اُس کا معنی حدیث میں نہیں،

ایسے ہی پانچویں ہے مگر وہ بعید وجہ پہ ہے تو حلیف سے مراد ناصر اور ذہن کی طرف اس کا خلاف جلد آتا ہے جب کہ اُس سے مخالفت کی حقیقی مجازی صورت خلاف ظاہر ہے۔

ایسے ہی چھٹی وجہ ہے کہ سوا کا معنی جار یعنی پڑوسی ہے مگر اس سے مجیر یعنی ناصر مراد ہے، اور اس سے یہ ہے کہ میں تمہارا جار یعنی مجیر ہوں تو یہ ناصر کے معنی کی طرف راجع ہے، پس دو معنوں کے لئے ایک کا تعین ہوگا، رہا ناصر یا دلی یعنی متولی تو یہ مقصود کے لئے فائدہ نہیں دیتا، چونکہ اُس کا معنی... مَنْ كُنْتُ مَتَوَلِيًّا، اُس کا امر ہے اور اُس کی مصلحت میں ناصر ہے اور اُس پر حاکم ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے حق میں ایسے ہی ہیں، اور یہ معنی سوا ہے۔

بقولہ۔ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ اَنِيْ اَوَّلِيٌّ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

یعنی کیا تم نہیں جانتے میں مومنوں کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک ہوں! اور یہ وہ نہیں مگر اس میں ہم نے نظر سے ذکر کیا ہے جس میں وہ اصلاح کرتے ہیں اور حکم میں اُس پر ہیں یا اُس کا معنی یہ ہوگا کہ مَنْ كُنْتُ نَاصِرًا وَمَنْصُفًا مِنْ ظَالِمٍ یعنی جس کا میں ناصر ہوں اور اُسے ظالم سے چھڑانے والا ہوں،

اور اُس کے لئے حق اور ماثر کیساتھ لیا جائے گا تو ایسے ہی حضرت علی اُن کے حق سے ہیں اور اس کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال جنت میں اُن کا وصف اس کے ساتھ دشوار ہو جائے گا تو آپ کے وصال کے بعد مراد متعین ہوگی

زیادہ زور دار روایتیں

ان روایات میں سے جو سند اور متناقوی تر روایت ہے وہ حضرت عمران بن حصین کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اَنْ عَلِيًّا مَنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَالِي كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي

یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی میرے بعد ہر مومن کا والی ہے۔

اس حدیث کی تخریج امام بن حنبل اور ابو حاتم نے کی اور ترمذی نے نقل کیا اور کہا یہ حسن غریب ہے۔

اور حضرت ہریدث کی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا!

لَا تَقْعَمُ فِيْ عَلِيٍّ فَائِدَةٌ مِّنِيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ دِيْعَمٌ بَعْدِي

یعنی علی کے حق میں باتیں نہ کرو بیشک وہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا!

مَنْ كُنْتُ وَلِيًّا فَعَلِيٌّ وَلِيٌّ یعنی جس کا میں ولی

ہوں اُس کا علی ولی ہے۔ خیرہ ابو حاتم
یہ پوری حدیث انشاء اللہ العزیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خصائص
میں آئندہ بیان ہوگی۔ وجہ دلالت یہ ہے کہ ولی نعت میں مولیٰ ہے اور فرار سے
کہا ولی یعنی متولی ہے اور ان میں سے یہ حدیث کہ:

أَنْتَ وَلِيَّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

یعنی تو میرے ام میں متولی ہے پس دونوں حدیثوں میں ولی دشمن کی
ضد ہے اور محب متوالی اور نائب کے معنوں میں ہے۔

ایک اور دلیل اور اُس کا جواب

ان میں سے یہ ہے کہ:

إِنَّمَا ذُلُّ الشَّيْطَانِ يُخَوِّذُ وَلِيَّاءَهُ

یعنی وہ شیطان ہی ہے کہ اپنے دوستوں کو دھمکاتا ہے۔
یعنی یخوفکم انصارہ تو مفعول اول حذف ہے جیسا کہ کہتے ہیں۔

کسوت ثوبا اعطیت درہما

بعض نے کہا یخوفکم کا معنی اُس کے ولیوں کے ساتھ ہے پس جارحہ
اور فعل اعمل ہے اور اس کا محب و متوالی پر محمول نہیں کیونکہ دونوں پہلی
حدیثوں کے معنی میں بعدیت کی قید نہیں ہوگی۔

حضرت علی محب اور متوالی کے معنوں میں مولا تھے

بیشک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حیات ظاہری اور دھمال پاک کے بعد مومنوں کے محب اور متوالی تھے اور تیسری
حدیث جو بعدیت کی مراد میں پہلی دونوں حدیثوں پر محمول ہے، مقتید پر مطلق
کے لئے حمل ہوگی، پس تینوں کا ایک معنی متعین ہو کر مقصود کو فائدہ دیتا ہے
رہا: مولیٰ بمعنی ناصر تو اس کی توجہ یہ اس سے قبل پہلی حدیث میں بیان ہوئی
رہا: بمعنی مولیٰ اس حدیث کے معنوں پر محمول ہوگا جیسا کہ پہلی تقریر میں بیان ہوا
اور اگر اس پر محمول نہیں ہوگا تو اسکی مراد درست نہیں۔

رہا: مولیٰ بمعنی متولی تو یہ مقصود میں ظاہر ہے بلکہ بالصراحت ہے۔

ہم اس کا جواب دو وجہوں سے دیتے ہیں۔

اول یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے
میں معتمد احادیث ہیں اور ان کی صحت پر اتفاق ہے اور ان احادیث کی غایت
اگر اچھی ہو اور اگر ان میں سے بعض کے نزدیک کوئی چیز درست ہو تو غرض
درست نہیں اس لئے اس پر اتفاق ہے۔

اگر درست تسلیم کر لیں تو بھی؟

پہلی حدیث میں اُس کا قول ہے کہ بیشک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
اپنے رب کی طرف جاتے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا۔ آخر
تک جو اُس نے مقرر کیا۔

ہم اس کا جواب دو وجہوں سے دیں گے۔

اول: ہم کہتے ہیں یہ ظاہر سے عدول ہے جو حال و قال کی زبان کے ساتھ متعلق ہے تو بیشک آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے یہ ارشاد اُس وقت فرمایا جب آپ نے غزوہ تبوک کی طرف جاتے ہوئے انہیں اپنے پیچھے چھوڑا تھا اس کی وضاحت انشا اللہ اس کلام کے آخر پر کریں گے تاہم یہ خلافت حالت حیات میں ہے چنانچہ جب آپ نے اُن کے پیچھے رہ جانے کا حکم اور جہاد پر نہ جانے کا تاسف دیکھا یا اُس تکلیف کا باعث دیکھا جو انہیں منافقین نے پہنچائی تھی، اس کا بیان انشا اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

بہر کیف: آپ نے اُن کے لئے یہ گفتگو اُن کے اس سے اعلیٰ مقام اور اُن کے اُس مرتبے کے شرف کے لئے فرمائی جس میں اُن کی ذات کا مقام تھا۔ چنانچہ اُن کے اور حضرت ہارون علیہ السلام کے درمیان نظیر قائم فرمائی، اور بیشک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خلافت میں اُن کے لئے انعام اخوت قوت بازو اور زبردست معاونت تھی اور یہ سب کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حالت حیات میں اُس وقت تک کے لئے تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قیام کے ساتھ متعین تھا، اُس میں وہ خلیفہ تھے، اس صورت حال کے ساتھ شہادت ہے۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں یہی حکم ہوگا جیسا کہ اس کی طرف انعام جو اُن کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائی زور بازو اور زبردست مددگار ہونے کی صورت میں ثابت ہے، سوائے اس کے کہ آپ امر نبوت میں شریک نہیں تھے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امر نبوت میں شریک تھے پس اس لئے فرمایا: **الا انہ لا نبی بعدی**۔

یہ سبیل نظیر ہے اور اس میں نشانی نہیں اور اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے بعد نہ خلافت کی نفی ہوتی ہے اور نہ اثبات

ہوتا ہے، بلکہ ہم کہتے ہیں اگر آپ کے بعد پر محمول کیا جائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل اس نفی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تنزیل علیٰ درست نہیں کیونکہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے اور بیشک حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے تو قطعی طور پر پتہ چل گیا کہ حیات حیات کی خلافت سے مراد مکان کی تشبیہ ہے اور سوائے حالت حیات کے نہیں پائی جاتی،

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام کا خلیفہ نہ ہونا نہیں کہا جائے گا، بیشک اُس وقت حضرت ہارون علیہ السلام کے فقدان کیلئے سوچا اور اگر وہ زندہ ہوتے تو دوسرا خلیفہ نہ ہوتا، واللہ اعلم۔

مزید بحث

اس کے برعکس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے چنانچہ تمہاری دلیل ہے کہ اگر حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رحلت کے وقت زندہ تھے اور خلافت دوسرے کے پاس تھی، اس میں ہم تمہارے ساتھ دو باتوں میں کلام کرتے ہیں،

اگر اس سے حالت حیات کی خلافت مراد ہو اور تنزیل منزلت ہارون من موسیٰ ہے اور منزلت، ہارون من موسیٰ خلافت متحقق نہیں مگر حالت حیات میں پس ثابت ہوا ہے کہ جو مراد متحقق ہوتی ہے اس کے پیچھے دوسرا امر نہیں ہوتا چنانچہ تمہاری دلیل اس سے جب پوری ہوتی اگر حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رحلت کے بعد ہوتی ہم پھر کہتے ہیں کہ مراد خلافت اُن کے اپنے رت کا حرف جانے کے وقت سے ہے تو تم اسے موت کے ساتھ نہ کہتے نہ بیشک۔

ایسے ہی ہوگا اگر اس کے ساتھ نہیں ہوگا تو وہ ممنوع ہے اور مدب سجانہ کی طرف حیات میں بھی جانا ہوگا، اور کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے رب کی طرف جانا اپنی حالت حیات کے علاوہ بھی ہے؟ اور غمان، مناجات، رج اور عمر کو کرنے والوں کا اللہ کی طرف جانا ہے؟ اگر نہیں تو کیا ان میں سے کسی چیز کی طرف جانا رب کی طرف جانے کے سوا ہے، اور کیا اسکی حقیقت و مطابقت موت کے ساتھ جانے سے مطابقت رکھتی ہے؟

پس اپنے پروردگار کی اطاعت کی طرف جانے والا ہر شخص اپنے رب کی طرف جاتا ہے نہ کہ اُس کی توجہ اُس کے ساتھ ہے اور اگر کچھ توجہ سے یہ اُس کے غیر میں واقع ہو تو اس میں نزاع نہیں، پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم کو خلیفہ بنایا تو آپ اپنے پروردگار کی طرف جہاد کرنے گئے تھے جو جہاد کی صورت میں اُس کی اطاعت کی طرف جانا تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر اپنے حال حیات میں اپنے پروردگار جل مجدہ، الکریم کی طرف گئے تھے، واللہ اعلم۔

دوسری وجہ اس قول کے سیاق کی خبر ہے اگر اس کے ساتھ آپ کی رحلت کے بعد واقع ہونا مراد ہوتا تو لا محالہ واقع ہوتی جیسا کہ اس کے وقوع کی خبر ہے۔

وَالْكَافِرُونَ هُمْ شَرُّ الْبَرِّ

یعنی آپ اپنی خواہش سے گفتگو نہیں فرماتے مگر جو ان پر وحی کی جاتی ہے،

اس آیت کے مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر حق سچ ہے اور یہ امر واقع نہیں ہوا تو یقیناً اس سے قطعاً یہ مراد نہیں۔

حضرت علی خاندان رسول پر خلیفہ تھے
اور آپ کا قول:

اندر منبغی ان اذهب الا وانت خلیفتی

اس کی مراد یہ ہے کہ تو میرے اہل و عیال پر میرا خلیفہ ہے تو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے علاوہ حضرت علی کو کسی پر خلیفہ نہیں بنایا اور اس کیلئے قرابت نسبی ہے، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد بن مسلم انصاری کو مدینہ منورہ پر خلیفہ بنایا اور بعض نے کہا سابع بن عوفہ کو خلیفہ بنایا اس کا ذکر ابن اسحق نے کیا اور کہا کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم کو اپنے اہل و عیال پر پیچھے چھوڑا اور اس پر اُن میں قائم رہنے کا حکم فرمایا، پس منافقوں نے حضرت علی پر طعن کیا اور کہا کہ انہیں آپ نے بوجہ سمجھتے ہوئے پیچھے چھوڑ دیا ہے، چنانچہ حضرت علی نے اپنا اسلحہ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور آپ نے اُس وقت مقام جرف پر نزول اجلال فرمایا تھا، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم نے عرض کی اے اللہ کے نبی منافقوں کا خیال ہے کہ آپ نے مجھے بوجہ سمجھتے ہوئے چھوڑا ہے اور آپ مجھ سے ناراض ہیں؟

آپ نے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں، لیکن میں نے تمہیں اپنا خلیفہ بنا دیا ہے، واپس جاؤ تم میرے اور اپنے گھر والوں میں خلیفہ ہو، کیا تم راضی نہیں کہ تم

مجھے اب یہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت ہارون علیہ السلام میں، مگر میرے بعد بنی نہیں،

یا اگر یہ معنی ہوں کہ تو اس غزوہ کے دوران میرے اہل و عیال پر مدینہ منورہ میں عام خلافت کی تقدیم پر میرا خلیفہ ہے؛ اگر یہ معنی درست ہو تو اقتضائے معنی کے لئے ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہے اور دوسری بار یہ دلالت ہوتی ہے کہ آپ کو علم نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے واقعات میں متعدد بار حضرت علی کے علاوہ دوسروں کو خلیفہ بنایا،

یا معنی ہوگا جو تیسرے حال اور امر کا مقتضی ہو کہ تو میرا خلیفہ ہے کیونکہ تو مجھے بمنزلہ موسیٰ سے ہارون کے ہے مجھ سے اپنی قرابت اور مجھ سے اخذ کرنے کے لحاظ سے، اور اس وقت تیرا میرے پیچھے رہنا میرے ساتھ جانے سے میرے لئے زیادہ فائدہ مند ہے،

یا تیسرے علاوہ کسی کا پیچھے رہنے کا حال مصلحت کا مقتضی ہو تو حکم استخلاف کے خلاف اس حکم کے اقتضائے سے زبردست معارض ہوگا اور اس تمام امر میں وہ چیز نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ ہونے پر دلالت کرتی ہو،

ایک ہی معنی متعین ہوگا

یہ، دوسری حدیث تو اس میں آپ کے ارشاد کا ایک معنی متعین ہوگا۔ رہا ناصر اذنی یعنی متولی تو یہ اس کے سبب سے کہانہ کہ تقدیر کے ساتھ جو اس کی قدر ہے، اور الذی کا معنی اس پر اتاریں گے، بلکہ تقدیر ناصر کے معنی پر ہوگی۔ "مَنْ كُنْتُ ناصره فعلى ناصرہ" یعنی جس کا میں ناصر ہوں اس کا علی ناصر

ہے کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم جنگوں میں آپ کی تکلیفوں کو دہرا کر رہے ہیں جو ان کے سوا سے نہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ان کے ہاتھ پر وہ فتح عطا فرمائی جو دوسروں کے ہاتھ پر نہیں ہوئی، اور یہ شہرت اس پر استدلال قائم کرنے اور اس میں طوالت اختیار کرنے سے مستثنیٰ ہے۔ جب کہ اس کے ساتھ مشابہت ہے کہ جس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناصر ہیں اس کے حضرت علی ناصر ہیں؛

ناصر کے معنی

یا یہ معنی ہونگے جس کا میں ناصر ہوں تو علی مجھ پر اس کا ناصر ہے اگرچہ یہ ہر صحابی بلکہ ہر امتی پر واجب ہے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم کے لئے اس کا اثبات خاص نوع سے ہے کیونکہ وہ آپ کی طرف ان سے قریب تر ہیں اور امتصار میں آپ کی نصرت کے لئے ان سے اول ہیں اور جس معنی کا وہ ذکر کرتے ہیں اس پر ناصر کو محمول کرنے سے بہتر ہے۔

اس لئے کہ پہلا معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر ہاجرین و انصار صحابہ میں فساد عظیم ڈالنے اور زخمت اندازی کرنے کو مستلزم ہوگا، چنانچہ تیسری حدیث کے جواب میں جو مقرر کیا گیا ہے کہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ کے معنی پر محمول کرنا جائز نہیں۔

متولی کے معنوں میں

رہا مولا یا ولی کا متولی کے معنی میں ہونا تو یہ، فعلی ولیہ و متولی امر بعدہ

کی تقدیر پر ہوگا، کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولی ہیں اور ان کے بعد ان کے امر کے متولی ہیں، تو یہ درست نہیں کیونکہ اس پر انعقادِ اجماع ہو چکا ہے جس کی حالتِ راہنہ میں تردید نہیں ہو سکتی، جیسا کہ تیسری حدیث میں ہے، اور انشاء اللہ العزیز اس بارے میں ان سے پورا کلام آگے بیان ہوگا،

مولا کی یہ معنی

ہم کہتے ہیں اگر آزاد کردہ غلام سے ولی منعم کے استعارہ کے ساتھ مراد ہو گی تو ناجائز نہیں، پیش ازیں ابھی ابھی ناصر کے معنی کی طرف توجہ کا بیان ہوا اور اس پر انعم اللہ علیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام و ایمان لانے سے ہدایت کی تقدیر ہوگی، یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مولا کے ساتھ متصف کیا، پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے دینی امر، دین کے دشمنوں سے دین کی حفاظت میں استقامت رکھنے اور کافروں کو ذلیل کرنے اور اسلام کو قوت دینے کے باعث حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم پر بھی انعام فرمایا اور حضرت علی کے ہاتھ سے دین کا ستون مضبوط ہوا تو یہ امر دوسروں کے علاوہ ان کے لئے مخصوص اور جو چیز اُس نے پہلے بیان کی اُس کا بیان درست نہیں کہ جو اس امر سے متصف ہو وہ مولا بھی ہے،

مولا کا ایک اور مفہوم

ہر دی نے حکایت بیان کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس حدیث کا یہ معنی ہے،

من اصبی وتولانی فلیجب علیا ولیتولہ، یعنی جو مجھ سے محبت اور

تولا رکھتا ہے وہ علی سے محبت اور تولا رکھے،

اور میرے نزدیک اس میں بُعد ہے کیونکہ ان کا تیا اس تقدیر پر ہو گا اگر فرماتے!

من کان مولای فہو مولیٰ علی

اور مولا بمعنی دوست ہوگا جو دشمن کی ضد ہے، پس جب اس سے بالعکس معنی پر اور اس معنی کے بعد کی اسناد ہیں اور اگر معنی یہ ہے کہ!

من کنت اتولاه واجبہ فعلی یتولاه ویحبہ

تو یہ حدیث کے لفظ کے لئے مناسب ہے اور وہ ظاہر ہے جس کے لئے اُسے تامل ہے، ہاں! اُس نے جو دوسری وجہ پر اختصار کے باعث حذف کلام کی تقدیر سے بیان کیا ہے اُس کی تقدیر ہے،

من کنت مولاه فسیب المولیٰ وحقہ

چنانچہ حضرت علیؓ بھی تائید اسلام سے میری قربت اور اپنی منزلت کی بنا پر اُس کے مولا ہیں پس ان سے ایسے ہی محبت اور دوستی رکھو،

سوال! یہی تیسری حدیث تو اس کا قول ہے کہ ولی کو ناصر، متولی وغیرہ پر محمول نہیں کیا جائے گا،

جواب! ہم اس کا دو وجہوں سے جواب دیں گے، پہلی بات یہ ہے کہ یہ ظاہر سے دو معنوں پر موجب کے ساتھ ہے اُس کے ساتھ اُس میں تمہارے لئے دلیل نہیں، رہا مولا ناصر کے معنی پر تو ہم نے اس سے پہلی حدیث میں اسے

بیان کیا ہے، رہا مولا کا لفظ متولی کے معنوں پر تو یہ ہے، اگرچہ جو اُس کے بعد ہے اُس کے بعد ہے، کیونکہ اس پر حقیقت اور اس کی مثل وارد ہونے والا اس کے بعد معتدق ہے۔

میرے بعد عثمان خلیفہ ہیں؟

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کے بیان میں آئے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے خواب میں ایک حور کو دیکھا تو اُس سے پوچھا تو کس کے لئے ہے؟ اُس نے کہا! آپ کے بعد کے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے،

فائدہ اس بیان میں حضرت عثمان غنیؓ کی فضیلت کی اطلاع دی گئی ہے اور انکی محبت کا حکم دے کر اپنے فرمایا یہ تم پر میرا جانشین اور تہا ہے امر کا متولی ہے اور جو اُنکے امر خلافت کا متوقع ہے تو بطریق اولیٰ اُسکا بدل اُنکی محبت و مودت پر نرم ہوگا اور اُنکے بغض سے آئودہ نہ ہوگا کیونکہ اُنکی اتباع کی طرف دعوے کا اقتضاء اطاعت میں زیادہ سرعت اور اختلاف میں زیادہ دُوری ہے اس کیلئے وہ قول شاہد ہے جو اس واقع سے واقع میں صادر ہوا اور اُنکا بغض اس ضمن میں تھے والی حدیث سے ظاہر جو اُنکے خصائص میں بھی بیان ہوئی تو اُن سے یہ نفی اُنکی خلافت پر اُنکی اُن سے اور اُنکی اُن کی طرف ضرورت مراد ہے اور اسے آپ کے دصال کے بعد کی خلافت پر محمول نہیں کیا جائے گا اس کی تمام دجوہ احادیث میں مذکور ہیں۔

اس دلیل پر غور کریں

اول، حدیث کے الفاظ

لا ینطق عن الہوی ان موالاتی یوحی کی خبر سے عبارت

ہے چنانچہ اگر آپ کی یہ مراد ہوتی تو لا محالہ یہ امر واقع ہو جاتا جیسا کہ آپ کی ہر خبر واقع ہو کر رہی اور جب امر واقع نہیں ہوا تو اس کا مفہوم اس کے علاوہ مراد پر دلالت کرے گا، لفظ خبر کے ساتھ مراد کو ناجائز نہیں کہا جائے گا کیونکہ ہم اس پر دودھوں سے جواب دیتے ہیں۔

اول عبارت کو اُس کے ظاہر سے ٹوٹانا ہوگا، اور یہ مرجوح ہوگی اور ظاہر راجح ہوگا تو اُس کے ساتھ عمل واجب ہوگا۔

دوم خلافت، دین میں اہم ترین امر عظیم ہے اور مسلمانوں کے داعیہ کا اس پر اور اس کی مثل پر دافر حکم ہے اس پر محمول کئے جانے والے الفاظ پر ہی اکتفاء نہیں کیا جائے گا بلکہ اس میں نص یا ظاہر وجہ کے ساتھ صراحت ضروری ہے علاوہ ازیں اسے اس پر حمل کرنے سے فساد عظیم کی بُو آتی ہے اور وہ اُمت کو گمراہی کی طرف جمع کرنے سے منسوب ہوگا اور حضرت ابو بکر صدیق کی تولیت پر تمام تر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غلطی کا اعتقاد رکھنا پڑے گا، اور حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم نے اس غلطی پر توقف کیا تو اُن کے بیعت کر لینے سے اس پر اجماع ہو گیا جس کا اقرار اُن کی خلافت کی فصل میں آئے گا علاوہ ازیں یہ امر آپ کے اس قول کی نفی کرتا ہے،

لا تجمع امتی علی صلۃ

یعنی میری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی، اور ہم نے اس کا ذکر اس محذور کے اندفاع کے لئے اور ظلم و زیادتی یا جم غفیر کی خطا کی نفی کرتے ہوئے کیا ہے، جو اُن کے ساتھ اُن کے لئے مشہود ہے جس طرح ستارے اور اگر میں اُن کی اقتداء کروں گا تو ہدایت پاؤں گا، خصوصاً جس امر میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد اقتدار کا حکم دیا ہے اور ان کی اطاعت کرنے والے کیلئے ہدایت کی گواہی ہے اور بیشک دین اس کے ساتھ پورا ہے جو کچھ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باب میں پہلے بیان ہوا۔

رافضیوں کا دعویٰ باطل ہے

رافضیوں کا یہ دعویٰ کہ حضرت علی اور بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان کے متبعین نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت میں جلدی نہیں کی اور بے شک انہوں نے نفس الامر میں بلا اجماع تفریق کیا ہے تو یہ خیال انتہائی نساوانیت پر مبنی ہے اس کا جواب انشاء اللہ العزیز اسی تمیزی فصل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بیعت کے بیان میں تقدیم ابوبکرؓ کی حدیثوں سے دیا جائے گا جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے بعد ابوبکر ہی خلیفہ ہیں اور ان کی وجہ دلالت پہلے بیان ہوئی۔

اور احادیث علی کو دو احتمالات کے مابین ایک پر حمل کرنے میں تردید پایا جاتا ہے چنانچہ تمام حدیثوں کے درمیان موافقت اور مجاہدہ کے حق میں پھنسنے والے کے لئے ان کی نفی لازم ہے جیسا کہ ہم نے اسے مقرر کیا،

جبکہ دوسرے احتمال پر حمل کرنے کے لئے بعض کیلئے انکار اور اس محذور کیلئے تقریر ہے پس جو موافقت کیساتھ حاصل ہوگا اس پر محمول کیا جائے اور تمام احادیث پر عمل کرنے سے نفی محذور افضل ہے اس کے برعکس وہم کی طرف کیسے راستہ ہے؟

چنانچہ حضرت علی اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس امر کی شاہد روایات پہلے بیان ہوئیں ان کے سماع کے وقت انہام انکی طرف

جلدی کہتے ہیں اور بیشک وہ ان اداہم کے راستوں سے مانع ہیں۔
یاد رہے کہ اس کے خلاف اعتقاد کیسے؟ تو اس کے خلاف قطعی اجماع ہے،
واللہ اعلم

دوسری وجہ کا جواب

دونوں وجہوں سے دوسری کا جواب یہ ہے کہ یہاں ولی دشمن کی فہم کے معنوں میں محبت و متوالی ہو، اس کی تقدیر میرے بعد تمہارے متوالی اور محب ہوگی، اور بعد سے مرتبہ مراد ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد، یعنی تقدیم کے اعتبار سے میں مسلمانوں کا متوالی اور ان کا محب ہوں پھر میرے بعد مجھ سے اپنی قربت و نسبت اور اپنے مقام کے لحاظ سے دوسرے درجہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ تو یہ مجھ سے محبت کرنے والے کی محبت، نصرت کرنے والے کی نصرت اور امداد دینے والی کی امداد کے زیادہ مستحق ہیں، واللہ اعلم۔

کیا خلافت کی وصیت ہے؟

پیش ازین شیخینؒ کے باب اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی احادیث میں بھی حضرت حذیفہؓ کی حدیث اس سلسلہ میں بیان ہوئی اور طلحہ بن معروف سے روایت ہے، میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا حضور رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافت کے بارے میں وصیت فرمائی ہے؟

انہوں نے فرمایا: نہیں۔

میں نے کہا: مسلمانوں کے امر کے لئے وصیت کیسے ہے؟ انہوں نے

اشد کی کتاب کے ساتھ وصیت ہے،

۱۱۔ علمہ کہتے ہیں ہزریل بن شریل نے کہا: حضرت ابو بکر ہمارے خلیفہ ہیں اُن کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت ہے کہ ابو بکر سے دوستی رکھو، بیشک اس میں وعدہ پایا جاتا ہے۔

۱۲۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے، اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو بیشک تمہارا چھوڑنے سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر ہیں اس میں عدم وعدہ خلافت پر بھی دلیل ہے،

۱۳۔ فطرنے بنی ہاشم کے ایک بزرگ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت مبارک کے بعد ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت اقدس میں عرض کی تشریف لائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ آپ نے خلافت ہمارے لئے مقرر فرمائی ہے اور ہم سے کبھی نہیں نکلے گی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: نہیں خدا کی قسم میں نے نہ کبھی آپ کی زندگی میں آپ پر جھوٹ بولا ہے اور نہ آپ کے وصال کے بعد آپ پر جھوٹ بولوں گا۔

۱۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا آپ نے دیکھا کہ تو تین روز کے بعد جس کا بندہ ہو گا یا یہ کہ عبد جریس ہو گا۔

خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کو دیکھا اور میں نے بنی عبد المطلب کے چہروں سے اُن کے وقت احتضار کو پہچاننا ہوں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امر خلافت کے بارے میں پوچھ لیں۔ اگر ہم میں سے تو ہم جان لیں اور اگر ہمارے علاوہ کے لئے ہے تو ہمیں اُس کا حکم دیں اور ہمیں وصیت فرمائی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں خدا کی قسم! میں نے آپ کی خدمت میں خلافت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ہمیں اس سے روک دیا پس لوگ ہمیں یہ کبھی نہیں دیں گے۔

۱۵۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، اُنہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے وعدہ نہیں فرمایا کہ ہم امارت میں اُس کے ساتھ دلیل پکڑیں، لیکن ایک چیز ہے جسے ہم اپنی جانوں سے پیسے دیکھتے ہیں اگر وہ درست ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر نادرست ہے تو ہمارے نفوس کے قبول کرنے سے ہے۔ پھر ابو بکر خلیفہ ہوئے تو اُسے استقامت سے قائم رکھا پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو قائم و استقامت رہا یہاں تک کہ دین نے اپنے پاؤں مطبوعی سے جمائے، اس سے قبل شیخین کے باب میں بیان ہوا اور مقتل علیؑ میں آئندہ بیان ہوگا۔

۱۶۔ لوگوں نے حضرت علیؑ سے پوچھا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ ہیں؟ فرمایا: نہیں، لیکن تمہاری سپرد کرتا ہوں جس طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہاری سپرد کیا ہے اور حجب یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ کی وضاحت نہیں اور جو ہم نے حضرت ابو بکر کے حق میں بیان کیا تو! اُن کی تقدیم کی وجہ غار پڑھانا ہے علاوہ ازیں اُس میں کوئی اطلاع نہیں اور نہ وعدہ کا معنی پایا جاتا ہے۔

بیعت خلافت کب ہوئی

علامہ واقدی نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت خلافت کے بارے میں حکایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک، شنبہ کو ربیع الاول

شریف کی دہلی تاریخ سے قبل پیر کے دن ہوا اور اسی روز اُن سے لوگوں نے بیعت کی۔

ابن قتیبہ اور ابو عمر نے کہا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دصال پاک کے دن ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوئی اور عام بیعت اُس روز کے تیسرے دن منبر پر ہوئی۔ ابو عمر نے کہا کہ حضرت سعد بن عبادہ بنو خزرج کے ایک گروہ اور قریش کی ایک جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت سے اختلاف کیا۔

پھر اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ لوگوں نے بیعت کر لی۔ بعض نے کہا کہ قریش میں سے کسی ایک نے بھی اُس روز بیعت سے اختلاف نہیں کیا۔ بعض نے کہا کہ حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت خالد بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس بیعت کی مخالفت کی پھر اسکے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔

بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہمیشہ اُن کا حکم مانتے اور اطاعت کرتے تھے اور اُن کی نفیلت و ستائش بیان کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر کا حق خلافت ادا کرنا

ابن قتیبہ نے کہا: پھر غزوہ سے عرب مُرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ روک لی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ وہ سیدھے ہو گئے اور لوگوں پر حضرت عمر کو امیر بنا کر حج کیلئے بھیجا تو لوگوں نے سلسلہ کو حج کیا اور یمامہ کو فتح کیا اور مسلمان

کذاب اور اسود عسی کو منعماء میں قتل کیا۔ اور نام مرتدین سے لڑائی کی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف واپس آ گئے اور ہم نے مرتدین کی لڑائی کے بارے میں ایک مختصر کتاب تالیف کی ہے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے ساتھ سلسلہ کو حج کیا پھر مدینہ طیبہ کی طرف تشریف لے آئے اور شام و عراق کی طرف لشکر وں کو بھیجا۔

خلافت کے دوران مکہ معظمہ میں حاضری

صاحب مصفوت نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے سلسلہ میں عمرہ کیا اور مکہ معظمہ میں داخل ہو کر اپنے باپ حضرت ابوقحافہ کے گھر تشریف لے گئے حضرت ابوقحافہ اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے جوانوں کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ لوگوں نے کہا یہ آپ کا بیٹا آیا ہے؟ پس وہ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوبکر نے جلدی سے اپنی سواری کو بٹھایا اور اُس سے اتر آئے اور ابوقحافہ ابھی کھڑے تھے، حضرت ابوبکر نے کہا: ابا جان کھڑے نہ ہوں پھر انہیں بٹھا دیا اور اُن کی پستانی کو بوسہ دیا تو ابوقحافہ اُن کے آنے کی خوشی میں رونے لگے۔

مکہ معظمہ سے اُن کے پاس عتاب بن اسید، سہیل بن عمرو، عقبہ بن عکرہ بن ابوجہل اور عاص بن ہشام آئے اور انہیں سلام کرتے ہوئے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ آپ پر سلام ہو اور سب لوگوں نے آپ کے ساتھ مصافحہ کیا پس جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رُوندے لگے۔

پھر لوگوں نے حضرت ابوقحافہ کو سلام کیا تو انہوں نے کہا: اے عتیق!

یہ سردار لوگ ہیں اور ان کی محبت بہت اچھی ہے،

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لا حول ولا قوة الا باللہ
اس امر خلافت کو سنبھالنے کی نہ مجھے اس کے ساتھ طاقت ہے اور نہ ہاتھوں
سے مگر اللہ کے ساتھ، اور کہا کسی کو ظلم دنیاوی کی شکایت ہے؟ جب کوئی نہ
آیا تو لوگوں نے اُن کی ستائش بیان کی۔

مہر کا نقش

کہا کہ اُن کا دربان اُن کا غلام سدید تھا اور اُن کے کاتب حضرت عثمان بن
عفان اور حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے، جب کہ اُن کی
مہر کا نقش، عبد ذلیل رب جلیل تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر مؤرخین نے کہا کہ اُن کی مہر
کا نقش، نعم القادر اللہ تھا اور مقتدر میں سے حضرت زبیر بن بکار وغیرہ اس پر
بھروسہ کرتے ہیں، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاہدہ کی تحریر پر یہ
مہر نہ لگاتے تھے بلکہ معاہدہ کی تحریر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر
لگایا کرتے تھے۔

خاتم الانبیاء کی خاتم

۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوا کر پہنی پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق
کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آئی یہاں تک کہ ہزاریں میں گر پڑی، اُس انگوٹھی

پر، محمد رسول اللہ، نقش تھا۔

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میری انگوٹھی کا نقش اور کوئی نہ
کھدوائے۔ بخاری، مسلم۔

۳۔ انصاری کی حدیث سے بعض طرق میں آیا ہے کہ آپؐ کی انگوٹھی پر ایک
سطر میں محمد، دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ نقش تھا۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی آپؐ کے ہاتھ مبارک میں رہی، پھر حضرت ابوبکرؓ کے
ہاتھ میں اور پھر حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی پس جب حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آئی تو انہوں نے ہزاریں پر بیٹھ کر
اُسے اتارا تو وہ آپؐ کے ہاتھ سے اُس کنوئیں میں گر گئی، کہا کہ ہم حضرت عثمان
کے ساتھ تین روز کنوئیں میں اترتے رہے مگر اُسے نہ پایا۔

بخاری، مسلم،

بیعت خلافت کی مزید روایات

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے
مبنی پر کھڑے ہوئے فرمایا: اگر کہا جائے کہ بغیر غور و فکر کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی
بیعت میں عجلت کیوں کی گئی ہے تو یہ اس وجہ سے ہے کہ کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے۔
اور تم میں اس روز ایسا کوئی نہیں جو اس کی طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح گردنیں کاٹ دے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے رحلت فرمائی تو یہ ہم میں بہتر تھے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور

جو اختلاف کرنے والے اُن کے ساتھ تھے سیدہ فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت الشرف میں تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جمیع انصار نے ہم سے اختلاف کیا تو مہاجرین جمع ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور انہیں کہا: ہمارے ساتھ اپنے انصار بھائیوں کی طرف نکلیں پس ہم اُن کے سونے کے وقت نکلے تو دو مصالح افراد سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا: اے گردہ مہاجرین کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں سے ملاقات کے ارادہ سے نکلے ہیں۔ اُن دونوں نے کہا: اے گردہ مہاجرین! تم پر نہیں مگر اُن کا تعزب اور وہ تمہارے لیے کریں۔

میں نے کہا: خدا کی قسم ہم اُن کے پاس آئے ہیں، پس ہم نکلے اور انہیں سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع دیکھا، اُن کے پیچھے ایک کبل پوش شخص تھا میں نے اُس سے پوچھا یہ کون ہیں؟

لوگوں نے کہا: سعد بن عبادہؓ میں نے کہا: انہیں کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: وہ بیمار ہیں جب ہم بیٹھ گئے تو اُن کے خلیب نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق تعریف کی، اور کہا: ابا بعد! ہم اللہ تعالیٰ کے انصار اور اسلام کے لشکر کا ایک حصہ ہیں اور اے گردہ مہاجرین! تم ہم سے ایک گردہ ہو۔

آپ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی اصل کی مدد چھوڑ دیں اور اپنے امر سے الگ ہو جائیں، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب کہ شخص خاموش ہوا تو میں نے چاہا کہ حضرت ابوبکرؓ تک وہ بات پہنچا دوں جس نے مجھے حیران کر دیا ہے اور وہ مجھ سے زیادہ بُردباد اور موثر تھے، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: صبر سے کام لیں تو مجھے اُن کی ناراضگی پسند نہ آئی اور وہ مجھ سے

زیادہ جاننے والے اور بُردباد تھے خدا کی قسم میں جو خود کو حیران کرنے والی بات کرنا چاہتا تھا وہی اور اُس سے بڑی بات انہوں نے فی البدیہہ کہہ دی اور میں خاموش ہو گیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: ابا بعد! آپ نے جو بہتر ہونے کا ذکر فرمایا تو آپ اس کے اہل ہیں اور عرب قطعی طور پر جانتے ہیں کہ یہ قبیلہ قریش کے لوگ ہیں اور! نسباً اور داراً ہمیں مرکزی حیثیت حاصل ہے اگر آپ رضامند ہوں تو ان دو اشخاص میں سے جس ایک کی چاہیں بیعت کر لیں اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میرا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کا ہاتھ پکڑ لیا، میں نے اُن کی کسی بات کو ناپسند نہیں کیا مگر یہ بات مجھے ناگوار گذری اور خدا کی قسم اگر میری گردن اُڑا دی جاتی تو جب بھی میں اس امر کے قریب نہ جاتا اور میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی موجودگی میں قوم پر اپنے لئے امر خلافت کو کیسے پسند کر سکتا تھا، یہاں تک کہ موت کے وقت میری ذات میں تغیر آجائے۔

پس انصار کے ایک شخص نے کہا: ہمارا مشورہ شافی اور ہماری کھجوریں پیل سے لدنی ہوئی ہیں ایک امیر جم سے ہو گا اور ایک امیر آپ لوگوں سے ہو گا اس پر شور و غل شروع ہو گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں یہاں تک کہ ہمیں مخالفت کا خدشہ پیدا ہو گیا پس میں نے کہا اے ابوبکرؓ ہاتھ کھولیں انہوں نے ہاتھ کھولا تو میں نے انکی بیعت کر لی پھر مہاجرین اور پھر انصار نے اُن کی بیعت کر لی، اور ہم سعد بن عبادہؓ سے دُور ہٹ آئے تو انصار کسی شخص نے کہا آپ سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا، میں نے کہا سعد بن عبادہ کو اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے۔

مالک نے مجھے کہا ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے خبر دی کہ میں نے

عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی دو شخصوں سے ملاقات کی اور ابن شہاب نے کہا مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی ہے کہ جس شخص نے ہمارا مشورہ شافی کہا تھا، وہ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ میں جمعۃ المبارک کے دن غروب آفتاب کے وقت پہنچا تو میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو مسجد میں منبر کے پائے کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا تو میں اُن کے ساتھ مل کر بیٹھ گیا اور میرا کندھا اُن کے کندھے سے مل گیا اسی اثناء میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ گئے، مؤذن خاموش ہوا تو انہوں نے اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق حمد و ثناء کی پسر کہا، انا بعد! میں آپ کے سامنے اپنی طاقت کے مطابق کہتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ شاید وہ میرے سامنے ظاہر ہو پس جو عقلمند اور یاد رکھنے والا ہے پھر انہوں نے گفتگو کرتے ہوئے اس بات پر بات ختم کی کہ میں اُس سے ڈرتا ہوں جو اس کا شعور نہیں رکھتا پس کسی کو جائز نہیں کہ وہ مجھ پر جھوٹ کہے پھر اس کے بعد بغاؤ کی تقدیم و تاخیر سے یہ روایت بیان کی۔

ثانی اشنین کون ہے

ایک روایت میں ہے کہ جب رفسار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ ایک امیر ہم سے ہوگا اور ایک امیر آپ سے ہوگا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کون ہے جو اس کی مثل تمیاز ہے

ثانی اشنین اذما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا

دو کا دوسرا جب دو دنوں غار میں تھے کہ اُس نے اپنے ساتھی سے کہا غم نہ کریں اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

کہا کہ پھر انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ کھولا اور بیعت کی اور لوگوں نے حسین و جمیل بیعت کی، یہ روایت ترمذی نے شامل میں حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دصال پاک کے تذکرہ میں بیان کی ہے۔

آپ ہمارے سردار ہیں

ابو حاتم نے اسی مفہوم کی متفق علیہ روایت بیان کرتے ہوئے ایک امیر ہم سے اور ایک امیر آپ سے کے قول کے بعد کہا! پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! لیکن ہم امیر ہیں اور آپ وزیر ہیں، قریش اپنے گھر کی بنا پر عرب کے مرکز اور اشراف ہیں اور حسب کے اعتبار سے اُن سے معزز ہیں پس حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیعت کر لی حضرت عمر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی بلکہ میں آپ کی بیعت کرتا ہوں کہ آپ ہمارے سردار، ہم سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی بیعت کی تو اور لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

کون کہاں تھا؟

ابن اسحق نے کہا کہ حضور رسالتک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک ہوا تو قبیلہ انصار کے لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے گئے جب کہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ، اور حضرت عبید اللہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور رسالتک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی والا شان سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف میں چلے آئے، ان کے علاوہ باقی مہاجرین کرام حضرت ابوبکرؓ کے پاس آ گئے اور ان کے ساتھ حضرت اسید بن حذیفہ بن عبد اللہ شہل کے پاس گئے تو ایک شخص نے اگر اطلاع دی انصار کا قبیلہ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سعد بن عبادہ کے پاس آیا ہے تو یہ لوگ ان کی طرف چلے گئے، کہا: اگر قبیلہ لوگوں پر امانت کی ضرورت ہے تو لوگوں کو دیکھیں آپ اپنے امر میں اتفاق کریں اور ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین بھی نہیں ہوئی اور ان کے امر سے فاسد بھی نہیں ہوئے کہ دوسرے اس کے اہل پروردانہ بند کر دیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی ہمارے ساتھ اپنے انصار بھائیوں کی طرف چلیں جو ان میں سے خلافت چاہتے ہیں، انہیں دیکھ لیں۔

پھر اس معہوم کی حدیث ابن عباس نے بیان کی،

فتنے کا دروازہ نہ کھل جائے

موسیٰ بن عقبیٰ نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا: وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک تیار کر رہے تھے کہ ایک شخص نے دروازے پر دستک دے کر حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی، حضرت عمرؓ نے کہا میں معروف ہوں مجھے کیا کام ہے؟

اس شخص نے کہا آپ لازمًا گھر سے ہونگے اور انشا اللہ تعالیٰ واپس آئیں گے حضرت عمرؓ اٹھ کر اُس کے پاس آئے تو اُس نے کہا قبیلہ انصار کے لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہیں اور حضرت سعد بن عبادہ اور اُن کے اشراف اُن کے ساتھ ہیں اور کہہ رہے ہیں: ایک امیر ہم سے اور ایک امیر مہاجرین سے ہوگا مجھے ڈرتے کہ اس طرح ایک فتنہ اٹھ کھڑا ہوگا اے عمرؓ آپ دیکھیں اور اپنے بھائیوں سے اس کا تذکرہ کریں تم کو ستش کر دو گے تو مجھے امید ہے اللہ عزوجل فتنے کا دروازہ نہیں کھلے دے گا، حضرت عمرؓ اس صورت حال سے خوفزدہ ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر تیزی سے بنی ساعدہ کی طرف چل دیئے اور مہاجرین میں سے کچھ لوگوں کو پیچھے چھوڑ گئے جن میں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت فضل بن عباس بھی تھے، اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی تھے اور آپ کی تفصیل و تکفین میں معروف تھے۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نکلے تو اُنکی ملاقات حضرت ابوبکرؓ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی اور یہ لوگ اکٹھے ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں داخل ہو گئے۔

سقیفہ میں انصار کے سردار تشریف فرما تھے اور حضرت سعد بن عبادہؓ بخاری وجہ سے اُن لوگوں کے درمیان لیٹے ہوئے تھے، پھر حضرت ابن عباسؓ کے مفہوم کی حدیث بیان کی۔

حضرت ابوبکرؓ کا سقیفہ میں خطبہ

موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے روایت بیان کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سقیفہ میں موجود تھے اور لوگ خاموش تھے۔ آپ نے فرمایا! اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! چنانچہ حضور رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو پکڑ لیا۔ اور ہم اُس کی طرف وصال ہیں جس کی طرف بلایا گیا، پس ہم گردہ ہاجرین لوگوں میں پہلے اسلام لانے والے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی اور ذرہم ہیں، ہم خلافت کے حقدار ہیں اور عرب میں نسب کے اعتبار سے لوگوں کا مرکز ہیں۔ ہم سب کو عرب نے جہنم دیا پس اُن میں قریش کے سوا کوئی قبیلہ نہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی، اور کسی نے اصلاح نہیں کی مگر قریش سے ہیں اور قریش لوگوں میں اپنے چہروں سے زیادہ مباحثت والے ہیں وہ اپنی زبان کے پکتے ہیں، اُن کی بات افضل ہے اور لوگ قریش کی پیروی کرتے ہیں۔

پس ہم امیر ہیں اور آپ لوگ وزیر ہیں، اور اے معشر انصار اللہ کی کتاب میں آپ ہمارے بھائی ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے دین میں ہمارے شریک ہیں اور آپ ہمیں لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ

ہمیں پتہ دینے والے اور ہمارے مددگار ہیں اور آپ اپنے ہاجرین بھائیوں کی نفیست میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے فیصلے کو خوشی کے ساتھ تسلیم کرنے میں دوسرے لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں اور لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُنہیں جو یہ بھلائی عطا فرمائی ہے اُس پر حسد نہ کریں اور میں آپ کو ان دو شخصوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کی دعوت دیتا ہوں، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کا مفہوم بیان کیا۔ انصار نے کہا! خدا کی قسم ہم اُس خیر پر آپ سے حسد نہیں کرتے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق میں ہمارے نزدیک آپ سے زیادہ محبوب و معزز کوئی نہیں اور نہ ہی ہمیں آپ لوگوں سے زیادہ کوئی شخص پسندیدہ ہے،

اگر آپ آج خود میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کرتے ہیں تو ہم اُس کے فوت ہونے کے بعد انصار میں سے خلیفہ بنالیں گے اور ایسے ہی ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ اگر قریشی خلیفہ ہو گا اور زیادتی کرے گا تو انصاری اُس کی اصلاح کرے گا اور اگر انصاری خلیفہ زیادتی کرے گا تو قریش اُسکی اصلاح کرے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یہ بات کبھی نہیں ہوگی اور سوائے قریش کے کوئی اصلاح نہیں کرے گا اور نہ ہی عرب قریش کے سوا کسی پر راضی ہونگے اور نہ ہی سوائے اُس کے امامت پہچانی جاتی ہے، خدا کی قسم جس نے ہماری مخالفت کی ہم اُسے قتل کر دیں گے۔

جنگ کا خطرہ ٹل گیا

حضرت حباب بن منذر سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر کہا!

ایک امیر ہم سے ہوگا اور ایک امیر آپ سے ہوگا ہم اس کے جزیل ملک اور اس کے عزیزین مرجب ہیں، اور جو ہم پر اس امر میں سختی کرتا ہے وہ ہمیں اپنی اصل کی معاونت کرنے سے روکتا ہے اور امر خلافت سے روکتا چاہتا ہے اور اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم اسے دوبارہ شروع کر دیتے ہیں

کہا کہ یہ بات اس قدر برصہ گئی کہ سقیفہ میں ان کے درمیان جنگ کا خطرہ پیدا ہو گیا اور لوگ ایک دوسرے سے وعدے کرنے لگے، پھر سلمان بوٹ آئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے دین کے لئے ان کی حفاظت فرمائی پس وہ اچھی بات کی طرف لوٹ آئے اور امر خلافت کو تسلیم کر لیا اور شیطان پر غضبناک ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اُنکو کہ حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بنی عبدالاشہل کے

حضرت اسید بن حنفیہ اور بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیعت میں بیعت کرنے لگے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں پر بیعت کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کر لی اور ان دونوں نے اُنکے ساتھ ہی بیعت کی، پھر اہل سقیفہ حضرت سعد بن عبادہ کو لیٹے ہوئے چھوڑ

کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت میں جمع ہوئے تو ایک انصاری نے کہا سعد بن عبادہ سے پوچھو اور اس کی اطاعت نہ کرو پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غضبناک ہو کر کہا! سعد بن عبادہ کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت سے فارغ ہو کر مسجد نبوی شریف میں واپس آئے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو لوگوں نے آپ کی بیعت شروع کر دی اور یہ سلسلہ رات تک جاری رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین نہ ہو سکی یہاں تک کہ آپ کو تیسرے دن قبر شریف میں اتارا گیا، پھر آپ کی تدفین اور آپ پر مسواۃ کی حدیث بیاں کی

تشریح

اس کی مراحت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ میں ہوگی جو انشاء اللہ اسکے بعد مذکور ہوگا۔

اور اس کیلئے آپ کے علاوہ کسی دوسرے کی بیعت میں دلالت ہے اور قریش سے اس امر کے نکل جانے کا خدشہ ہے،

چونکہ یہ امر قریش کے علاوہ دوسروں کے ساتھ قائم ہونے کیلئے عرب کا دین نہیں تو یہ اُمت کے امر کی طرف فساد کا راستہ تھا جب کہ سقیفہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سوائے حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ

کے کوئی مہاجر نہ تھا، تو اس کے لئے دونوں کی دلیل ہے اور ان دونوں کے علاوہ کا ذکر ممکن نہیں، جس سے غائب ہے دُریہ تھا کہ اگر اس مجلس سے بغیر اہل قبیلے کے یہ لوگ منتشر ہو گئے اور اسکے احکام نہ ہوں تو مقصد فوت ہو جائے گا۔ اور اگر اطاعت کا وعدہ کرتے جس چیز کے لئے اس وقت ان سے غائب تھے اس سے رجوع کی طرف اپنے نفوس کی برابری کیلئے ان سے قبول نہیں کریں گے تو نظر سدید اور امر رشید سے اس امر میں جلدی کریں اور انعقاد بیعت ہو جائے اور ان سے اس کی توثیق اس میں اُس کی حالت راہنہ میں ہو جائے۔

اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور اُس کے اہم مطالب اور جلدی کو صواب پر دیکھتے ہوئے آپ کی تجہیز و تکفین پر مقدم کیا تو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت پر ہمیشہ شفقت فرمانے والے اور ان پر رحم کرنے والے ہیں۔

اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور اُس کے اہم مطالب اور جلدی کو صواب پر دیکھتے ہوئے آپ کی تجہیز و تکفین پر مقدم کیا تو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت پر ہمیشہ شفقت فرمانے والے اور ان پر رحم کرنے والے ہیں۔

کیونکہ جو امر حین حیات میں آپ کی ذات پر ان کے لئے مؤثر تھا آپ کے دمال پاک کے بعد بھی ویسا ہی تھا باوجود اس کے وہ اس کی طرف جلدی نہ کرتے یہاں تک کہ وہ جان لیتے کہ اس کا چھوڑنا آپ کے نزدیک اس میں اس کے اہل سے کافی ہے چنانچہ وہ جمع ہو کر درامروں کے درمیان مشورہ کرتے اور جس میں یہ دونوں امر جمع دیکھتے اُسے خوشخبری دے دیتے کیونکہ رسول اللہ کی شان کے لائق نہ تھا کہ انہما دوستی کیلئے مراعات و ایثار کا تکلف اہتمام فرماتے بلکہ پرتختی

حضرت ابو سعید خدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دمال ہوا تو انصار کے خلیفوں نے کھڑے ہو کر ایک شخص کو مقرر کیا، اُس نے کہا اے معشر ہاجرین: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تم میں سے کسی شخص کو عامل بناتے تو اُس کے ساتھ ایک آدمی ہمارا ہوتا تھا لہذا یہ امر بھی دو آدمیوں کے لئے سے چل سکے گا ایک آدمی تمہارا ہوگا اور ایک آدمی ہمارا ہوگا چنانچہ انصار کے خلیفوں نے اس مقام پر اُس کی اتباع کی۔

بعد ازاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاجرین سے تھے اور یقیناً امام ہاجرین سے ہوگا اور ہم اُس کے انصار ہونگے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار تھے، پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر فرمایا: اے معشر انصار اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی بات پر ثابت رکھے ولیکن خدا کی قسم اگر اس کے علاوہ جانے تو تم تمہاری اصلاح کرتے اس روایت کو فضائل ابو بکر میں نقل کر کے کہا کہ یہ حسن حدیث ہے

عام بیعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب پیر کا

دن آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مجرب مبارک کا پردہ سر کا دیکھا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار پر چڑھا رہے تھے، میں نے آپ کے چہرہ اقدس کو دیکھا گویا کہ وہ قرآن کا درق تھا اور آپ تبسم فرما رہے تھے، اگر ہمیں انشمار غار کا دھرنہ ہوتا تو ہم آپ کے رخ اقدس پر آثارِ فرحت دیکھتے پھر آپ نے پردہ کھینچ لیا اور اسی روز آپ کا دمال باکمال ہو گیا، جس روز آپ کا دمال ہوا اس کے اگلے روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے جبکہ حضرت ابو بکر صدیق خاموش رہے۔

پھر حضرت عمر نے آغازِ کلام کرتے ہوئے فرمایا: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحلت فرما چکے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے درمیان نور ہدایت ظاہر فرما دیا ہے اُس کی یعنی قرآن مجید کی حفاظت کرو اور اُس سے ہدایت حاصل کرو جس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور رسالتکتاب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت فرمائی۔

پھر یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اور ثانیِ اُمین ہیں اور یہ آپ کے امور کے لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ اُنکو اور ان کی بیعت کرو، ان لوگوں میں وہ لوگ بھی تھے جو اس سے پیشتر سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کر چکے تھے جب کہ یہ منبرِ عالم بیعت تھی۔

خبر ابو حاتم

خلافت غیر موعودہ ہے

ابن اسحق نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان لفظوں کے ساتھ

روایت بیان کی ہے کہ جب اہل سقیفہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی، اُس کے اگلے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر بیٹھ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر آغاز گفتگو کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش اُس کی شان کے لائق بیان کرتے ہوئے کہا: میں نے رات کو آپ سے بات کی تھی کہ میں نے امرِ خلافت کے بارے میں قرآن مجید میں کوئی چیز نہیں پائی اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی وعدہ فرمایا ہے، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پیچھے ہیں یعنی ہمارے آخر ہو گئے اور بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم میں اپنی کتاب کو باقی رکھا جس کے ساتھ آپ کو رہنمائی دی، اگر تم اس کی حفاظت کرو گے تو یہ تمہاری رہنمائی کرے گی جس طرح آپ کی رہنمائی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے امر کو تبارک و تعالیٰ بہتر پر جمع کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اور ثانی اثنین اذعھانی الخار ہیں اور یہ تمہارے امر میں لوگوں سے بہتر ہیں لہذا ان کی بیعت کرو، پس لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے سقیفہ کے بعد عام بیعت کی،

حضرت ابوبکر صدیق کا انگسار

بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ابا بعد اے لوگو! مجھے آپ پر والی بنایا گیا ہے اور میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں ہوں، اگر میں اچھی بات کروں تو میری مدد کریں اور اگر میں بُری بات کروں تو میرا محاسبہ کریں سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور جو آپ میں کمزور ہے میرے نزدیک طاقتور ہے یہاں تک کہ انشا اللہ تعالیٰ

اُس کا حق اُسے دلا دوں گا اور آپ میں سے طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ انشا اللہ تعالیٰ اُس سے حق وصول کر لوں گا۔

لوگ جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل کر دیتا ہے، لوگ فحاشی میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر مصیبتیں نازل کر دیتا ہے، اگر میں اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کروں تو آپ پر میری اطاعت باقی نہیں رہے گی، اللہ آپ پر رحم فرمائے اپنی ناز کے لئے اُٹھیں،

تشریح یہ روایت اس سیاق کے ساتھ ابن اسحق نے بیان کی ہے اور بخاری کے نزدیک یہ منقطع ہے اور اس کا معنی پورا ہے اور بیعت مسجد کے سلسلہ میں پہلے بیان کی گئی موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں اس سے مغایرت ہے کہ یہ بیعت آپ کی تدفین سے قبل یوم وصال کو ہوئی تھی شائد مسجد میں منبر پر دوبار بیعت ہوئی ہو، یا وصال کے روز جو لوگ بیعت نہ کر سکے تھے انہوں نے بیعت کی ہو جن کے لئے دوسرے دن کی صبح کو بیٹھے تو انہوں نے دوسروں کے علاوہ بیعت کی، اگرچہ دونوں کے درمیان تضاد موجود ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہ کرنے والے

ابن شہاب نے کہا ہاجرین کلام میں سے جو حضرات اس بیعت پر رضامند نہ تھے ان میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے یہ دونوں حضرات مسلح ہو کر جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف میں تشریف لائے، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلمہ نازل

کی ایک جماعت کے ساتھ ان کے پاس آئے جس میں عبدالاشہل قبیلہ کے حضرت اسید بن حذیر اور سلمہ بن سلامہ بن دقش بھی تھے، اور کہتے ہیں ان لوگوں میں بنی خزرج کے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے پس ان میں سے ایک شخص نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کو پکڑ لیا اور اسے پتھر پر مار کر توڑ دیا۔

تلوار کیوں توڑی

کہتے ہیں ان لوگوں میں حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت محمد بن مسلمہ بھی تھے اور یہ محمد بن مسلمہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کو توڑا تھا۔ اللہ اعلم۔

اس روایت کی تخریج موسیٰ بن عقبہ نے کی اور یہ روایت درست ہونے کی صورت میں فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کرنے پر معمول ہوگی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کو توڑنے کا مقصد ان کی توہین کرنا تھا۔

مخالفین بیعت نے بیعت کر لی

اس روز گردہ خزرج سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے مخالفت کرنے والے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور اس روز مہاجرین میں سے بن دیگر حضرات نے اختلاف بیعت کیا وہ یہ ہیں۔

بنی ہاشم حضرت علی ابن ابی طالب اور ان کے بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس اور ان

کے بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

دیگر مہاجرین حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سلمان، حضرت عمار، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت خالد بن سعید بن عامر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر ان سب لوگوں نے بھی بعض نے جلد اور بعض نے تاخیر سے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی سوائے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

کہتے ہیں کہ بیعت سے قبل انہیں خلافت کا متمنی دیکھا تھا اور اہل تاریخ کے نزدیک مشہور واقعہ ہے کہ انہیں جن نے قتل کر دیا تھا اور بن جلد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت ارتحال تک مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلافی امر واقع نہیں ہوا اور طوعاً یا کرہاً کوئی مسلمان آپ کا مخالف نہ تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم دصال کو کوئی مسلمان آپ کا مخالف نہ تھا۔

انصار سے پہلے بیعت کرنے والے صحابی

ابو عبیدہ نے کتاب حدیث میں کہا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ جمیع انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی تھی، جب انصاریوں نے بیعت کرنا چاہی تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا بشیر بن سعد ابونعمان بن بشیر سے پہلے کسی کو بیعت کے لئے نہ بلایا جائے چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی۔ شائد اس کی مراد حضرت ابن عباسؓ کی حدیث اور اس حدیث کے درمیان موافقت پیدا کرنا ہے کہ پہلے حضرت عمرؓ نے بیعت کی تو پھر مہاجرین نے بیعت کی اور پہلے بشیرؓ نے بیعت کی تو پھر باقی انصار نے بیعت کر لی۔

سعد بن عبادہ کبھی بیعت نہیں کریں گے

بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، سعد بن عبادہ کبھی آپ کی بیعت نہیں کریں گے یہاں تک کہ انہیں قتل کر دیا جائے اور وہ قتل نہیں کئے جائیں گے یہاں تک کہ ان کے ساتھ ان کے بیٹے ان کے گھر والے اور ان کے اقرباء کی جماعت کو قتل نہ کر دیا جائے اگر آپ انہیں چھوڑ دیں گے تو وہ آپ کے بغضاء کو نہیں چھوڑیں گے بیشک وہ اکیلے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بشیر بن سعد کی نصیحت اور مشورے کو قبول کرتے ہوئے حضرت سعد بن عبادہ سے درگزر کر لی، کہا کہ حضرت سعد بن ان کے ساتھ نمازیں پڑھتے اور نہ ان کے ساتھ روزے رکھتے اور نہ ان کے افاضات سے حج کا فائدہ حاصل کرتے پس یہ ہمیشہ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو وہ بہت کم ملتے تھے یہاں تک کہ شام کی طرف جہاد کو جاتے ہوئے حوران کے مقام پر انتقال فرما گئے،

اور یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آغاز خلافت کا ہے اور اس وقت کسی نے ان کی بیعت نہ کی تھی۔

تشریح اس روایت میں اور اس سے پہلے بیان کی گئی روایت میں کوئی نزاع نہیں جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں اجماع کا دعویٰ ہے بلکہ میں کہتا ہوں، ظہور عناد اور حمیت جاہلیت کے طور پر ایک شخص کا اختلاف اجماع کو توڑنے والا اختلاف نہیں

مجھے امارت کا لالچ نہیں

ابن شہاب نے کہا جب لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی تو انہوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب فرمایا اور ان کی طرف معذرت کرتے ہوئے کہا میں دن کو یارات کو کبھی بھی امارت کا حریص نہیں رہا اور نہ مجھے اس میں رغبت ہے اور نہ ہی میں نے ظاہر و خفاء میں اللہ تعالیٰ سے کبھی اس کا سوال کیا ہے بلکہ میں نے فتنے کو روکنا چاہتا ہوں، میرے لئے اس امارت میں راحت نہیں بلکہ میری گردن میں اس امر عظیم کا تلاء ڈال دیا گیا ہے جس کی مجھ میں طاقت ہے نہ میرے ہاتھوں کو سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کی قوت اور طاقت کے۔

اگر اس امر پر لوگوں میں زیادہ مضبوط آدمی ہوتا تو ہاجرین اس سے میری جگہ قبول کرتے جو وہ کہتا اسکے ساتھ عذر نہ کرتے۔

حضرت علی کیوں ناراض تھے؟

حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہماری نابینگی کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہم سے مشورہ نہیں لیا اور بے شک حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں سے زیادہ حق دار ہیں اور یہ غار کے ساتھی اور ثلانی دشمنین اذہمائی الغاص ہیں اور ہم ان کی بزرگی کو جانتے ہیں اور حضور رسالت کا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔

• غزیرہ، موسیٰ بن عقبہ فی المغازی،

حضرت علی نے بیعت میں کیوں تاخیر کی تھی

۱. محمد بن سیرین نے کہا! جب حضرت ابوبکر صدیق نے بیعت لی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس بیعت میں شامل نہ ہوئے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کو پیغام بھیجا کہ آپ کو مجھ سے کس چیز نے پیچھے کیا کیا آپ میری امارت کو ناپسند کرتے ہیں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا مجھے آپ کی امارت ناپسند نہیں مگر میں سوائے نماز کے اپنی چادر نہیں ادرھوں گا جب تک قرآن پاک کو جمع نہ کر لوں۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے قرآن مجید کو اُس کی تنزیل کے مطابق جمع فرمایا تھا اگر ہمیں یہ کتاب پہنچتی تو اس میں علم کثیر پاتے۔

۲. ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی تو انہوں نے کہا آپ بیعت ابوبکرؓ سے پیچھے کیوں رہے پھر یہ حدیث بیان کی گئی اور اُس میں یہ بات مزید کہی گئی کہ یہاں تک کہ میں قرآن پاک کو جمع کر لوں اور میں جگڑے سے ڈرتا ہوں پھر آپ نکلے اور اُن کی بیعت کر لی۔
• خراجہ ابو عمر وغیرہ۔

حضرت علی نے چھ ماہ بعد کیسے بیعت کی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم چھ ماہ بیعت سے رُکے رہے یہاں تک کہ

جناب سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا رحلت لہا نکلیں اس عرصہ میں حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہی بنی ہاشم میں سے کسی نے بیعت کی تھی یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے بیعت کر لی۔ پس جناب سیدہ کے رحلت فرما جانے کے بعد آپ نے حضرت ابوبکر کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس تشریف لائیں اور کسی دوسرے شخص کو اپنے ساتھ نہ لائیں اور وہ حضرت عمرؓ کے ساتھ آنے کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ وہ اُنکی شدت طبع کو جانتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر کو کہا ہم آپ کو اکیلے نہیں جانے دیں گے حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا! خدا کی قسم میں اکیلا اُن کے پاس جاؤں گا۔ وہ میرے ساتھ زیادتی نہیں کریں گے۔

چنانچہ حضرت ابوبکر نکلے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس تشریف لے آئے جب کہ اُنکے پاس بنو ہاشم جمع تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُنھیں کہہ کر اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اُس کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا انا بعد اُسے۔ ابوبکر ہمیں آپ کی نفیلت و نفاست اور اللہ تعالیٰ کی آپ کو دی ہوئی بطلانی نے آپ کی بیعت سے نہیں روکا مگر ہم نے دیکھا کہ ہمارا اس امر خلافت پر حق ہے اور آپ نے اس کے ساتھ ہم پر انفرادیت کی ہے پھر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت اور اپنے حق کا ذکر کیا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسلسل اپنی قربت رسول کا ذکر فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی گفتگو ختم فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کی باتوں کی گواہی اور اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اُس کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا! خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت

مجھے اپنی اصل کی قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور خدا کی قسم! میں آپ کے ساتھ ان اموال میں مانع نہیں ہوں جو میرے اندر آپ کے درمیان خیر پر ہے مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ہم جو چھوڑیں صدقہ ہے وراثت نہیں، یقیناً آل محمد نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مال میں سے کھایا اور خدا کی قسم میں نے اس میں اُسکے بٹنے کا ذکر نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ بٹے گا۔ حضرت علی نے فرمایا ہم آپ سے رات کو بیعت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں پس جب حضرت ابوبکرؓ نے ٹھہر کی ناز پڑھائی اور لوگوں کے پاس اگر حضرت علیؓ کا عذر بیان کیا، پھر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ، الکریم نے اٹھ کر حضرت ابوبکرؓ کی غفلت بیان کی اور اُنکی فضیلت اور سبقت کا ذکر کیا پھر حضرت ابوبکرؓ کے پاس جا کر اُن کی بیعت کر لی، پھر لوگوں نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ، الکریم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپکو مبارک باد پیش کی۔

یہ حدیث متفق علیہ صحیح ہے اسے ابو الحسن علی بن محمد انقرشی نے کتاب "الردۃ والفتوح" میں نقل کیا اور کیا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ، الکریم نے جناب سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے وصال پاک کے دُعا کی ماہ بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی تھی۔

اختلاف خلافت کی تشریح

اور یہ چیز اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ، الکریم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کے لئے پیغام بھیجا اور پہلے اختلاف میں اُن کا عذر بیان ہوا کہ ہمیں نہ تو آپ پر نفاست ہے اور نہ ایسے اور ایسے کسی امر نے آپ کی بیعت سے روکا ہے، بلکہ ہم دیکھتے تھے کہ ہم اس امر کے

آپ سے زیادہ حقدار ہیں۔

پس ضرورتاً اس امر کا جاننا العہد کے لام کیساتھ اس کی طرف مدد و اشارہ ہے وہ جو اُن کے پہلے کلام میں ہے مگر اُس سے جو اختلاف واقع ہوا وہ بیعت امامت ہے، رہا الحق، تو اس سے مراد حق خلافت ہے۔ رہا زیادہ مستحق ہونے کا یہ معنی کہ ہمارا خیال تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہونے کی وجہ سے اس امر کے زیادہ حقدار ہیں تو یہ اس طرف معنات ہے کہ ہم میں جو چیز اہمیت امامت سے جمع ہے وہ بایں صورت ہم میں اور ہمارے غیر میں برابر ہے۔

رہا ازیادہ مستحق کے معنی کے ساتھ یہ امر تو اس کی طرف انعام قرابت کی صورت پر آپ کے برابر استحقاق ہے، چنانچہ اُن کی طرف راجحیت کا جو سب سے بڑا معنی حاصل ہوتا ہے، وہ قرابت ہے، تو جب ہم اُن کے علاوہ کو برابر کی صورت پر لائیں گے تو اُس کی رجحیت ہے۔

رہا استحقاق کے معنی کے ساتھ تو اگر اُس کے فرض انعقاد کے وقت وہ مرجوح ہوگی اور آپ کے ساتھ قرابت کا ہونا تو دوسرے احتمالوں پر اس کی تنبیہ ہے جو اس کے ساتھ عامل کو پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت سے اس میں داعی ہے اور پہلا مختار ہے جب کہ اس کے علاوہ ہے تو اُن کے برابر ہے یا اُن کی طرف راجع ہیں، اور جب اُن کے لئے بیعت منعقد ہوگئی تو اُس کے اختلاف کو وسعت نہیں اس لئے اس میں یہ امر جماعت عملیہ اور تفریق کلمہ سے ہے اگر اُن کا اختلاف درست ہے تو اُن کے عدم اعتقاد پر دلالت کرتا ہے مگر حق کے متمکن ہو جانے سے اختلاف لازم ہوگا جب کہ اُن کا منصب اور دین میں اُن کا مرتبہ عظیم ظاہر ہے اور

اس میں اُن کی منہاج قائم ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ اختلاف حق کے ساتھ اختلاف ہو گا جب کہ اہل حل عقد کے اجماع کے ساتھ امامت کا انعقاد ہو گیا، اور جنہوں نے بیعت سے اختلاف کیا وہ بہت بڑے اہل وعقد میں سے تھے، اس لئے ہم کہتے ہیں جمہور اہل حل وعقد نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کر لی تھی اور جب جمہور نے اُن کی کالمیت اور اہلیت کی خصالتوں پر اس میں اجماع کر لیا تو وہ مفقول نہیں ہوئے اور ولایت کا انعقاد مشورے سے ہے تو باقی متبعین پر بیعت لازم ہے جب کہ وہ خلافت کے لئے اُن کی اہلیت کا اعتراف کرتے ہیں مگر قلم بیعت کے لئے عدم انعقاد کی طرف یہ راستہ مقرر کرنا، خلل انداز ہونے اور فساد پھیلانے کا راستہ ہے اور اس سے دین کا نظام کبھی قائم نہیں ہو سکتا۔

اس لئے تعین اول کے معنی باطل ہیں اور وہ انہیں خلافت کے زیادہ حقدار دیکھنا ہے اور اگر وہ مفقول نہیں تو اُن کی ولایت منعقد نہ ہوگی اس محذور کو رد کر دیا جائے گا اور بیعت نہ کرنے کی مدت تک اختلاف رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تقریر باطل پر انکار نہیں کیونکہ ہم کہتے ہیں اُن کا خود کو خلافت کا زیادہ مستحق دیکھنا پسے تھا اور اُن سے وہ امر پوشیدہ تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امر کے زیادہ حقدار ہیں اور اس میں وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے ہے اور جب حضرت ابوبکر کی ولایت پر جم غفیر کا اجماع ہوا تو حضرت علیؑ نے اُس وقت اپنی ذات کے حق میں اپنی نظر کو اہم قرار دیا اور اُس کے اظہار کی طرف جلدی سے نہ دیکھا اور نہ ہی اُس کے مقتضی کا مطالبہ کیا یہاں تک کہ اس سلسلہ میں سیر و نظر اور غور و فکر میں پوری پوری کوشش فرمائی اور دیکھا

کہ یقیناً یہ امر دین کے عظیم واقعات سے ہے اور اس میں مسلمانوں کے اجماعی کلمے تقریق ہوگی، اور اس میں مبادئی نظر کیسا قدریاست سے طبعی محبت اور خواہشات اور حیلہ کے مال کے ساتھ قناعت نہیں اور نہ ہی اس میں موافقت و یکجہانی چنانچہ آپ کے ذہن میں اپنا زیادہ مستحق ہونا ترسم ہوا تھا اُس میں استحقاق امامت اور اس پر اہر خلافت کے ساتھ وجوب قیام کے تعین کے لئے زیادہ حقدار ہونا ہوگا اور یہ غور و فکر کرنے سے پہلے بادی نظر میں ہوا ہوگا۔

کیونکہ اس میں سالک کا دوامروں سے اختلاف ورع اور احتیاط کی سبیل پر ہے لہذا اُن کے نزدیک دونوں امروں میں اختلاف کی مدت کے دوران پوری کوشش کے ساتھ اجتہاد اور نظر کرنا تھا، پس اس میں اُن کیلئے مجتہد کا اجر ہے پھر جب آپ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زیادہ حق وار اور افضل ہونا اقتضائے افضلیت کے ذکر کیساتھ ظاہر ہو گیا اور اُن کی تقدیم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہونا واضح ہو گیا جس کا ہم نے دونوں کی فضیلت میں ذکر کیا ہے تو نتیجہ نظر قیام اور جبر علیہم سے یہ دانی اجتہاد ہے چنانچہ انہوں نے جناب سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا بھیجا اور اُن کی طرف عذر پیش کیا، اسکے ساتھ وہ انہیں خلافت کے زیادہ حقدار دیکھ چکے تھے اور اس عبارت کا سیاق واضح ہے چنانچہ اسکے ساتھ وہ خیال زائل ہو گیا اور انہوں نے حضور رسالتک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ اپنی قرابت کے ذکر سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حجت قائم نہ فرمائی۔

اجتہاد

تو بیشک آپ عذر خواہ ہیں اور عذر خواہ لائق محبت نہیں، یقیناً اُن کا
تخلف مستند اظہار اور معتمد بیان کے لئے ہے مگر اُن کے تخلف کے ساتھ
ردافض کا تسک کرنا اس لئے ہے تاکہ گمان پیدا ہو کہ یہ بغیر اللہ تعالیٰ کی
ہدایت اور اجتہاد و نظر کے خواہشات کی اتباع کے لئے تھا حالانکہ اگر اجتہاد
مسیح نہ ہو تو مجتہد معذور ہے اور اگر غلطی کرے تو جب بھی اجر پاتا ہے۔ واللہ اعلم
اور یہ تاویل اُس کے اعتقاد کو ضروری ہے اور اس کی طرف متعین کا ٹوٹنا
ہے کیونکہ رضی اللہ عنہ، یعنی اُن سے اللہ راضی ہے، اور جب وہ اعتقاد رکھتے
ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت مع اُنکے زیادہ مستحق ہونے کے ہے، تو
بیعت سے اُن کا پیچھے رہنا اور جماعت سے الگ ہونا اور اطاعت میں داخل نہ
ہونا حق سے اعراض قرار پائے گا اور حق کے بعد جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے
مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس سے منزه اور برابر ہیں یا اس کی صحت کا
عقیدہ نہیں تو باطل پر اقرار ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اُن سے راضی ہونا ہے،
اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فعل کا انکار نہیں کیا نہ
اپنے قول کے ساتھ اور نہ اپنے فعل کے ساتھ باوجودیکہ آپ کے ساتھ قوت ایمانی
شجاعت و بہادری اور مددگاروں کی کثرت تھی۔

علاوہ ازیں آپ کی کفایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی
سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے عم محترم حضرت عباس اور بنی ہاشم
آپ کی پشت پران کے مددگار تھے اور اُس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے اُن کے لئے قواعد میں جن عقائد کی بنیاد رکھی تھی اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موالات کے ساتھ اُنکی موالات آپ کی محبت کے ساتھ
اُن کی محبت اور اُن کے ساتھ دوستی رکھنے والے اور دشمنی رکھنے والے کے
لئے آپ کی دعا۔

یہ سب کچھ ہونے کے باوجود اُن سے اس حال کا اقتناء ظاہر نہیں جیسا
کہ اپنی طاقت کے مطابق باطل کا انکار کرنا، پس اگر یہ خلافت باطل تھی تو اُس کی
تقریر کے لئے باطل لازم ہے اور لازمی ہے کہ اجماع باطل ہو تو ملزوم بھی
ایسے ہی ہے۔

اور اُن کے سکوت کو تقیہ کا نام دینا جیسا کہ ردافض کا باطل گمان عریق
فی البطلان ہے۔ پس یقیناً یہ اُن کی کرداری کا اقتضا کرتا ہے، بہر کیف
دین میں یا حال میں پہلا اجماع بھی باطل ہے اور دوسرا بھی باطل ہے جیسا کہ
ہم نے اس وقت اُسے مقرر کیا۔

اس امر کی تائید حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے
ہوتی ہے جو اُن سے اس ضمن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف اُنکی خلافت
کے لئے عدم وعدہ کو متفق ہے چنانچہ اس فصل میں پیش آئیں اس کا ذکر
ہو جس میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا اگر میرے نزدیک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ خلافت ہوتا تو بنی تیم بن مرہ والوں اور
عز بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں دست بردار نہ ہوتا، اور وہ
دونوں بزرگ مڑے ہوتے تو میں اُنہیں اپنے ہاتھ سے قتل کر دیتا خواہ میں اپنی اس
جادو کے سوا کچھ نہ پاتا۔ الحدیث۔

اور یہ اس پر زبردست دلیل ہے کہ آپ کی خاموشی تقیہ نہ تھی کیونکہ آپ
قیام خلافت کے لئے دوسروں کے سوا خود کو مستحق جاننے اور اس کی طرف وعدہ

کا بطلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے حضور رسالت کا مصلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متعین وعدہ ہوتا تو میں خلافت کے دوسرے مدعی کو قتل کر دیتا۔

ایسے ہی جب اُن پر تعین بغیر وعدے کے ہے اور اس کے تعین پر دونوں کے اشتراک میں الحاق اور جامع ہے، چنانچہ حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بعض رافضیوں کو کیا خوب فرمایا ہے۔

جیسا کہ تم کہتے ہو اگر امیر خلافت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے پسند فرمایا اور اپنے بعد لوگوں پر انہیں خلافت کے لئے کھڑا کیا ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم لوگوں سے بڑے خطا دار ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس امر پر انہیں کھڑا کیا تھا انہوں نے اُسے چھوڑ دیا اور لوگوں سے معذرت طلب کر لی۔

رافضی نے انہیں کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں؟

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاكَ فَعَلَيْ مَوْلَاكَ

آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر خلافت سلطنت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے مقرر فرمایا ہوتا تو کھول کر بیان فرماتے جیسا کہ انار، زکواۃ، حج اور روزہ کے لئے کھول کر بیان فرمایا ہے ایسے ہی آپ فرماتے اسے لوگو! یہ میرے بعد تمہارے والی ہیں، ان کی بات سنا اور ان کی اطاعت کرنا۔

اس روایت کو ابن السمان نے الوافق میں نقل کیا۔

سوال، اگر آپ کہیں کہ انہوں نے فرمایا اتم نے ہمراستہ ادا کیا ہے

اور اس کے ساتھ ہم پر یہ علامتی مراد پیش کی ہے کہ یہ رائے میں اشتراک اور شاورت مراجعت کا حق ہے اور بیشک اُنکے علاوہ اُن کے افراد کو ناپسند کرتے ہیں یا بدر لیتے ہیں اور اگر وہ اُن کے ساتھ رائے میں اس پر اُن کی اتباع کے لئے شریک ہوتے تو اس سیاق کو ذہن فوراً قبول کرتا ہے اور تم نے اس میں لفظ کے ظاہر سے پھر جانے کا ذکر کیا ہے اور اس ذکر میں استبداد کا معنی باقی نہیں؟

جواب! ہم کہتے ہیں لفظ کا متعین معنی سے پھرنا فردی ہے کیونکہ اگر ہم حق کو رائے میں اشتراک پر حمل کریں گے تو اُن کے حق میں لازم کے لئے ہے جو ہم نے محذور سے ذکر کیا، کیونکہ عدم مشاورت کے باوجود خلافت کی صحت کا اعتقاد رکھنا حق سے تخلف کو مستلزم ہے، اور اگر یہ اعتقاد نہیں تو اُن کی وہ تقریر باطل پر لازم آئے گا جو پہلے بیان ہوئی، پھر جم غفیر کے اجماع کے بعد کسی کا بیعت سے پیچھے رہنا سوائے مقتضی کے جائز نہیں اور منقول کے لئے صحت خلافت نہ دیکھنے کے وقت اپنے علاوہ کو زیادہ مقدار دیکھنا ہے یا متعلیٰ میں امامت کی شرائط نامکمل ہونا ہے، جب کہ یہ دونوں امر باطل ہیں، پہلے کے بارے میں پیش ازیں بیان ہو چکا ہے اور دوسرے کو شرط اجماع کا فوت ہونا باطل قرار دیتا ہے اور وہ یہاں اجماع کی نفی کرتا ہے۔

رہا رائے پر افضل کا وجود؟ تو یہ ہمارے کلام کا مطلوب ہے اور یہ اس کیلئے نہیں جو کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا سکوت اُنکے ساتھ وعدے کے خلاف نہیں، جب جماعت سے نہیں نکلے تو یہ وعدہ اُس چیز سے ہے جس کے ساتھ اجماع ہے۔

خلافت کا حق نہیں مشاورت کا حق تھا

درست بات یہ ہے کہ حق کو مشاورت پر عمل کیا جائے اور اس کی تائید

حضرت موسیٰ بن عقبیٰ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیان کردہ اس روایت سے ہوتا ہے کہ انہیں اُن پر مشورہ کے امر کی ناراضگی تھی جیسا کہ عام بیعت کے آخر میں بیان ہوا، اس لئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کبار اہل حل و عقد سے تھے اور آپ جیسا شخص اس سے خاموشی پر قناعت نہیں کرتا، اور یہ امر آپ کے حال سے ظاہر ہے کہ انہوں نے شروع میں بیعت سے تخلف کیا تھا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

رہا آپ کا یہ سوال کہ ایسا ایسی کوئی چیز نہیں جس سے عدم مشاورت سے ناپسندیدگی ثابت ہو اور نہ ہی یہ درست ہے کہ استبداد عرف میں مشورے کی شراکت کے معنوں میں مستعمل ہے؟ تو اس کے لئے پہلے بیان کی طرف توجہ دیں جس کا ہم نے اعترافات کے سلسلہ میں ذکر کیا اور جو امر اس پر درست نہیں تو وہ دوسرے سے زبردستی کسی چیز سے چھین لینے کے معنی میں ہوگا، اور ناام علیہ یعنی اس امر کو ناپسند کرنا یا اس کا بدلہ لینا تو اس کی اصل عذر اشتراک کیلئے حیا ز یعنی جمع ہونا ہے۔

حضرت علی کا کلام یہ ہوتا

خلافت کے ساتھ تعین امامت کی مراد پر ہماری دلیل اشتراک کو قبول نہیں کرے گی تو اُن پر نغمہ کی اصل "حیا زہ" ہوگی اور حق سے مراد حق خلافت ہوگا جس کے ہم مقرر ہیں؟ اگر کہا جائے کہ خلافت سے میراث مراد لینا ناجائز نہیں اور حق وادار کا حق ہے تو صورت کلام یہ ہوتی کہ ہم خیال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ کے حقدار ہم ہیں اور آپ ہم سے روکتے ہیں اور اس پر اصرار کرتے ہیں لہذا آپ کی خلافت درست نہیں اس لئے ہم نے

آپ کی بیعت سے تخلف کیا ہے۔

حق وراثت کی نفی

اس پر میراث کی نفی اور اُن کی محبت مہر کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب دلالت کرتا ہے مگر جب جواب درست ہے تو فردی ہے کہ اس کا معنی اس فصیح کلام کو گھسنے سے بچانے کی طرف ہوئے، جبکہ وہ افصح العرب تھے اور جو آپ فرماتے تھے لوگ جانتے تھے۔

اور جو کسی چیز کے سوال سے دوسری چیز کا جواب دیتا ہے اس کے کلام میں تنظیم نہ ہوگی سوائے اسکے کہ دونوں باتوں کے درمیان ربط ہو۔

جیسا کہ کسی نے کہا زید کا کیا حال ہے؟ تو جواب یہ دیا عمر و کا حال اچھا ہے تو کیا عمر و کے حال کو زید کے حال پر محمول کرنا جائز ہوگا؟ جبکہ جائز نہیں ہوگا جیسا کہ صورت میں جائز نہیں۔

ہم کہتے ہیں صورت حال اور سیاق مقال دونوں ہی اس کے خلاف ہیں، کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بیعت سے پیچھے رہنے کا عذر پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

اے ابوبکر ہمیں آپ کی فضیلت کے انکار اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کی خیر کی نفاست مٹانے آپ کی بیعت سے نہیں روکا مگر ہمارا خیال تھا کہ امر خلافت ہمارے لئے ہے، الحدیث۔

وراثت کا جھگڑا نہیں

اس حدیث میں میراث کا تذکرہ نہیں اور اس لفظ کو سنتے ہی فوراً

ذہن میں آتا ہے کہ اس سے مراد خلافت کے سوا کوئی چیز نہیں، اور حضرت ابوبکرؓ کا جواب دوسرے کلام پر محمول ہو گا جیسے راوی نے چھوڑ دیا ہے چنانچہ جب انہوں نے اپنی بات ختم کی تو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ، الکریم نے فرمایا: اہم دیکھتے تھے کہ یہ امر ہمارا حق ہے اور میراث کے ذکر سے اعراض کیا پھر بیعت سے عذر خواہی کی تو حضرت ابوبکرؓ جواب سے مستغنی ہو گئے، کیونکہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد کہ ہم دیکھتے تھے، پہلے دیکھنے کا مقتضی ہے پھر آپ نے اس خیال کو منقطع کر دیا اور اس وقت آپ دوسری چیز دیکھ رہے تھے، اُن کے لفظ کے سیاق سے یہی مفہوم ہوتا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "فما عسی" کہنا اُن کی تبدیلی نگاہ اور بیعت قبول کرنے اور اس میں حق کو دیکھنے پر دلالت کرتا ہے۔

پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فصل بیعت اور فصل میراث کے جواب کی طرف عدل سے مستغنی ہیں کیونکہ اس مجلس میں میراث کا ذکر نہیں چلا سوائے اس کے کہ یہ ذکر پہلے کا ہے جس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا نے اپنی میراث طلب کی تھی۔

اب جب کہ اس مجلس کا انعقاد ہی ظاہری صورت و حشمت کا ازالہ تھا، اور اس امر میں داخل ہونا تھا جس میں مسلمانوں کی جماعت داخل ہو چکی تھی اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ، الکریم نے خود اس میں عذر پیش کیا جسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمایا تو پھر معتذر کا ذکر میراث جمع نہاد ہم ہے اور انصاف پر قسم کھانے والے کی نفی کرتا ہے اس کے برعکس میراث کا وہ جملہ اس پر محبت ہے جو حدیث میں مذکور ہے، اور اس بیعت

کا مقصد باقی وحشت کو دور کرنا تھا چنانچہ اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ہم کہتے ہیں کہ حدیث کے معنی اس پر محمول ہونگے تو اس کا حاصل وہ مرجع ہو گا جس کی طرف حضرت علیؓ کا رجوع ہے کہ اُن کا گمان تھا: خلافت اُن کا حق ہے یا معنی مطلق حق یا زیادہ مقدار کے معنوں میں ہے۔

رہا میراث اور مشاورت میں تو بیعت سے اُن کا یہ تخلف اُس کے عدم اتصال پر مرتب ہو گا، پھر اُن کے لئے یہ اس کے خلاف کے لئے ہے، اور انہوں نے اعتذار فرما کر حق کے لئے مراجعت فرمائی اور اس بیعت میں داخل ہو گئے جس میں جماعت داخل تھی اور جس کے ہم مقرر ہیں۔

اور یہ سب مصلوب کو فاسد کرنے والی طویل بحث ہے جس سے تمہید میں جو بیان ہوا وہ زیادہ بہتر اور اُن کی شان کے لائق ہے اور اس وجہ پر حدیث کو محمول کرنا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ، الکریم کے حق میں خلل نہیں ڈالتا اور نہ ہی دوسروں کے حق میں خلل ہوتا ہے، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اسکی توفیق دی اور ہم اُن لوگوں میں غور و خوض کرنے والے بد بخت نہیں جو اُن میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض و نفرت اور وحشت کے مستوجب ہیں اور ہم اُنکی محبت و حمایت کیساتھ سعادت مند ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ قیامت کے دن ان تمام نعمتوں اور اُن کے زمرہ میں ہونے کا سوال کرتے جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اَلْمُسَوِّمُ مَعْنٍ اَحَبُّ" یعنی تو اُس کے ساتھ ہو گا جس سے تو محبت کرتا ہے، آمین آمین۔

حضرت علیؓ کا پیغام کیا ہو گا

اگر کہیں کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف

کس مفہوم کا پیغام بھیجا تھا ہمارے اس وہم کو دور کرنے کی کوشش کریں اور حق کی وضاحت کریں؟

ہم کہتے ہیں! انہوں نے اُن کی طرف اپنی بلندی اور عظمت کا پیغام نہیں بھیجا تھا خدا کی قسم نہیں اور نہ ہی یہ اعتقاد جائز ہے، اور یہ اعتقاد کیسے ہو جب کہ وہ اُن کی بیعت اور اُن کی اتباع کرتے ہیں، اور یقیناً یہ اُن کے اقتضا و حال کے معنی کے ساتھ ہے اور وہ عوام کے درمیان ظاہری صورت پر عتاب واقع ہونے کے ڈر سے اسکے ساتھ ان کی دوستی کی طلب ہے۔ بسا اوقات باطل کو مٹانے سے اعتراض واقع ہو نایا غرضمند سے تعرض کرنا تو یہ کثر اللغظ ہے اور آواز کی بلندی ابتداء عذر پر دافر نہیں اس لئے کہا کہ ہم نے حتی الامکان متوقع نزاع کو تیرے لئے دور کر دیا ہے، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم کسی دوسرے مکان کے برعکس اپنے گھر کے خلوت کدہ میں بہتر تھے۔

اس لئے انہوں نے پیغام بھیج کر حضرت ابو بکر کو اپنے پاس بلایا، چنانچہ جو اسکے خلاف اعتقاد رکھتا وہ حق سے اعراض کرنے والا اور باطل کی طرف مائل بلکہ بغیر سوچے سمجھے باطل میں داخل ہے۔

اگر کہا جائے کہ پہلی حدیث میں اس امر پر دلالت ہوتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم کا بیعت سے تخلف اُس حلف کی بنا پر تھا کہ میں جب تک قرآن مجید کو جمع نہ کروں سوائے فائز کے چادر نہیں ادرھوں گا، اور اس میں اُس حدیث کے ساتھ تضاد ظاہر ہے جس میں ہے کہ میں نے اس لئے بیعت میں تاخیر کی کہ میں خود کو خلافت کا حق دار دیکھتا تھا لو ان دونوں حدیثوں کو کیسے جمع کیا جائے؟ یا واجب شعتین سے تخلف کرنے کے عذر میں یہ حلف کیسا ہے؟ اور اس حلف کا

توڑنا واجب ہے جسکی نظیر صلوٰۃ واجبہ پر حلف سے ہے؟

ہم کہتے ہیں اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور یہ حدیث اہل کی معاض نہیں اگر تمام احادیث صحیح ہوں تو جمع ممکن ہے، اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیعت سے امتناع و تخلف پہلے ہے جس کا ہم نے ذکر کیا پھر انہیں قرآن جمع کرنے کی سوجھ بوجھ اور یہ ہدایت نظر ہے جس کا پہلے بیان ہوا۔

چنانچہ آپ نے پہلے قسم کھائی پھر حضرت ابو بکر کو پیغام بھیجا پھر انکی ملاقات حضرت عمر یا اُن کے فرستادہ سے ہوئی پھر آپ پر حضرت ابو بکر کا زیادہ حقدار ہونا ظاہر ہو گیا تو انہیں اپنے تخلف کی معذرت کا پیغام بھیجا اور اُن کی خلافت کو تسلیم کرتے ہوئے اُن کی اطاعت و اتباع کی، اُن کا اقتضا و نظر اور حضرت ابو بکر کی خلافت سے عدم ناپسندیدگی اور معذرت دلالت کرتے ہیں کہ اس قدر اطاعت و انقیاد اور مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہونا کافی ہے۔ اور آپ نے وسعت خشیت کے باوجود نقص حلف کو نہ دیکھا اور لوگوں سے التباس و اختلاط کے وقت اپنے عزم کو نیفک اور اپنی فکر کو منقسم رکھا چنانچہ حضرت ابو بکر کے سامنے اظہارِ معذرت کے لئے کھڑے ہو گئے۔

چونکہ آپ نے قسم کے عذر کو دیکھ لیا تھا جو زیادہ مستحق کو دیکھنے پر باقی نہ رہتی چنانچہ اپنے امر سے فارغ ہوتے ہی قسم کا عقدہ حل کیا اور اُس کے ڈر سے ماتم ہونے جو اُن کے سامنے گذر گیا تھا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیج دیا۔

ہم یہ امر حال و حال کی قیدوں کے درمیان جمع اور ظاہری صورت سے پیدا ہونے والے گمان کی نفی کے لئے اور اہل ہوا کی گفتگو قطع کرنے کے لئے لائے ہیں حالانکہ پہلا بیان اُس کے لئے کافی تھا۔

پس جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس تشریف لائے تو امتناع

اول کے باطل ہونے پر اس کے لئے عذر کی ابتداء کی کیونکہ اس سے قبل ان کا اس امر سے اعتذار نہ تھا اور آپ اپنے ساتھیوں میں اس عذر سے خاموش تھے کیونکہ ان کا اس سے عذر قسم کے ساتھ تھا تو اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں اور اول کی طرف سے ان کا عذر گفتگو میں آپ کی تقریر سے پہلے نہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا ہم دیکھتے تھے کہ خلافت ہمارا حق ہے، اور اس معنی کا مفہوم پھر ہم پر اپنے علاوہ آپ کا زیادہ مستحق ہونا واضح ہو گیا اور یہ دیکھنا زائل ہو گیا، جب وہ مقرر ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جب دار الامر کے درمیان ہے تو پہلی رویت پیغام بھیجنے کے وقت تک باقی تھی یا منقطع ہو گئی؟

بہر کیف! عذر مختلف میں جو پہلی حدیث بیان ہوئی وہ دوسری پر محمول ہو گئی چنانچہ دونوں حدیثوں کے درمیان سب امکان اجتماع ہو گیا اور اگر جمع ممکن نہ ہو تو دونوں میں سے ایک کو ساقط کرنا بہتر ہو گا،

حضرت زبیرؓ کی بیعت

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو فرمایا کیا آپ جانتے ہیں کہ میں اس امر میں آپ سے پہلے ہوں؟

آپ نے فرمایا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ آپ نے سچ فرمایا ہے اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں، پھر حضرت زبیرؓ تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے پہلے ہوں؟ حضرت زبیرؓ نے کہا اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں بیعت کروں،

اس روایت کی تخریج صاحب فضائل نے کی اور کہا یہ حدیث منہ

ہم بیعت نہیں توڑیں گے

۱ حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنی زبان کا کنارہ پکڑ کر فرمایا یہ مجھ پر وارد کو وارد کرتی ہے، پھر فرمایا اے عمرؓ مجھے آپ لوگوں کی امارت کی ضرورت نہیں،

حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کی خدا کی قسم ہم آپ کی بیعت نہیں توڑیں گے ... خرمہ، حمزہ بن حارث،

۲ ابی جحاف سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت لی تو اپنے ساتھیوں کو تین مرتبہ کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! کیا تم بیعت توڑ دو گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکرم لوگوں کی پہلی صف میں تھے انہوں نے کھڑے ہو کر فرمایا! خدا کی قسم! ہم آپ کی بیعت نہیں توڑیں گے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقدم کیا ہے تو آپ کو مؤخر کون کر سکتا ہے، اس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی ہے،

۳ انہی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین روز لوگوں کے پاس تشریف لاتے رہے اور ہر روز فرماتے تھے تم میری بیعت سے نکل کر جس کی چاہو بیعت کر لو،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکرم نے کھڑے ہو کر فرمایا! ہمیں خدا کی قسم! آپ کی بیعت فسخ نہیں ہوگی آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقدم کیا ہے تو آپ کو مؤخر کون کر سکتا ہے،

اس روایت کو حافظ سلفی نے مشائخ بغدادیہ میں اور ابن سمان نے الوافی میں نقل کیا ہے اور یہ ابن جہاف، داد بن عوف، جرجمی قیس ہیں جن کے سوا کوئی نہیں اور ایک سے زیادہ تابعین سے ثقہ راوی ہے اور یہ دو طریقوں سے منسل حدیث ہے۔

۴ حضرت امام جعفر صادق اپنے باپ حضرت امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو لوگوں کو سات روز تک اختیار کیا یعنی ان کے پاس سات دن آتے رہے، جب ساتویں روز آئے تو حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے پاس آکر فرمایا آپ کی بیعت فسخ نہیں کی جائے گی، اگر ہم آپ کو اس کا اہل نہ دیکھتے تو ہم آپ کی بیعت نہ کرتے۔

اس روایت کی تخریج ابن السمان نے الوافی میں کی۔

۵ حضرت سید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی تو کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے در سے میری بیعت پر کون شخص نادم ہے؟ اس پر دو اشخاص کھڑے ہوئے تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر اُن کے قریب ہوئے اور ایک کو منبر کی دہلیز پر گرا دیا اور دوسرے کو سنگریزوں پر گرا کر فرمایا، خدا کی قسم آپ کی بیعت نہیں توڑی جائے گی، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقدم کیا ہے، تو وہ کون ہے جو آپ کو مؤخر کرے۔

اس روایت کی تخریج فضائل ابوبکر میں کی، اور کہا اس مفہوم میں مستند حدیث روایت کی گئی ہے، اور سید بن غفلہ نے دو جاہلیت کو دیکھا ہے اور

حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات پاک میں اسلام قبول کیا۔

۶ حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ قیام سے دوسری جگہ پر کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! میں بوڑھا شخص ہوں لہذا آپ خود پر ایسے شخص کو عامل بنائیں جو اس امر پر مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور اس کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہو۔

لوگوں نے ہنس کر کہا آپ موالن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ہیں اور امر خلافت کے زیادہ حقدار ہیں، آپ نے فرمایا اگر تم انکار کرتے تو میری اطاعت کرنے اور مجھے بوجھ اٹھانے سے اچھے تھے۔

اور آپ جانتے ہیں کہ میں ایک بشر ہوں اور میرے ساتھ شیطان ہے جب تم مجھے ناراض دیکھو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ میں تمہارے اشعار و ابشار میں موثر نہیں میں سید عار ہوں تو میری اطاعت کرو جب مجھے میرا دیکھو تو میرا محاسبہ کرو۔

اس روایت کی تخریج حمزہ بن حارث نے کی اور ابن السمان نے اسے الوافی میں نقل کیا۔

مجھے سیدھا کر دو

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر شریف پر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو ہچکیوں سے اُن کے گلے میں پھندا لگا ہوا تھا چنانچہ آپ نے روتے ہوئے

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: اے لوگو! اگر تم میں بہتر شخص ہے تو میں اس جگہ کو چھوڑ رہا ہوں۔

حضرت حسنؓ کہتے ہیں خدا کی قسم بغیر مدافعت کے وہ اُن میں بہتر شخص تھے لیکن مسلمان ہمیشہ اپنے نفس کو توڑتا ہے۔

پھر انہوں نے فرمایا: اگر میں کچھ وقت دیکھوں گا تو تم میں سے کسی کو یہ امر سپرد کر دوں گا،

حضرت حسنؓ کہتے ہیں خدا کی قسم آپ سچے تھے۔

پھر آپ نے فرمایا: اگر آپ مجھ سے وہ چیز لینا چاہیں جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وحی سے قائم فرمایا تھا وہ میرے پاس نہیں میں آپ لوگوں میں سے ایک فرد کے سوا نہیں ہوں پس اگر مجھے راستی پر دیکھو تو میری اطاعت کرو اور جب میٹرھا دیکھو تو سیدھا کر دو۔

”خبرہ، ابوالقاسم بن بشران“

امیر نہ بننا

رافع طائی سے روایت ہے کہ میں عزات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھی تھا، میں نے عرض کی مجھے وصیت فرمائیں جو مجھ پر طویل نہ ہو، آپ نے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم فرمائے، اللہ تجھ پر رحم فرمائے، اللہ تجھ پر برکت فرمائے، اللہ تجھ پر برکت فرمائے، غار مکتوبہ قائم کرنا اور وقت پر ادا کرنا اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کرنا وہ تیرے لئے پاک ہو جائے گا رمضان شریف کے روزے رکھنا اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور امیر نہ ہونا۔

میں نے کہا: میرے خیال میں آپ کے اُمراء اس وقت آپ کے بہتر لوگ ہیں!

آپ نے فرمایا: ان دنوں یہ امارت کم ہے اور جلد ہی زیادہ ہو جائے گی یہاں تک کہ اُن لوگوں کے پاس پہنچ جائے گی جو اس کے اہل نہیں، اور امیر کے لئے طویل حساب اور شدید عذاب ہے جبکہ جو امیر نہیں اُس کا حساب آسان اور عذاب ہلکا ہے۔

کیونکہ اُمراء مومنوں کے ظلم سے قریب ہیں اور جو مومنوں پر ظلم کرے تو بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑتا ہے۔ یہ مومن اللہ کے پڑوسی اور اللہ کی پناہ میں ہیں۔

خدا کی قسم اگر تم میں سے کسی کے گھر میں بکری یا اونٹ اُسکی پناہ میں رہتے ہوں تو اگر اُن پر کوئی شکل آجائے تو وہ کہتا ہے یہ بکری میری پناہ میں ہے اور یہ اونٹ میرا ہمراہ ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اپنے پڑوسی کے لئے ناراض ہو، اور اس کے بعد اُن سے پوچھا اُن کی بیعت سے پہلے اس امر کا متولی نہیں؟ تو انہوں نے اس امر سے بات کی جس کے ساتھ انصار سے گفتگو کی تھی، جو انہیں انصار نے کہا تھا ادو جو انصار کو عمر بن خطاب نے کہا تھا اور وہ بیان کیا جو انکی امامت کے بارے میں حضور رسالتک صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنے مرض کے دوران فرمایا تھا۔

پھر فرمایا: میں نے اس لئے انکی بیعت لی اور پہلے ہم اُن میں سے تھے اور اُس فتنے کے ہونے سے خوفزدہ تھے جو اس کے بعد مُرتدین کا ہوا،

اس روایت کی تخریج ابوذر ہرادی نے اپنی مُستدرک علی الصیحح میں کی اور حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے غلے میں ارشاد فرمایا:

اما بعد! میں اس امر کا دلی ہوں خدا کی قسم اگر تم میں سے کوئی اس کی مجھ سے کفایت کرتا تو یہ بوجھ نہ اٹھاتا، ”خبرہ فی فضاہ“

خطبہ خلافت

حضرت عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبے میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ابا بعد! میں آپ لوگوں کے امر کا دلی ہوں اور تم سے بہتر نہیں ہوں، لیکن وہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نازل فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور جو مجھے سکھایا گیا اسکا مجھے علم ہے اور اے لوگو! آپ جان لیں۔

دانا کی دانائی تقویٰ یا ہدایت ہے اور عاجزی کی عاجزی فحور ہے اگر آپ طاقتور ہیں تو میرے نزدیک کمزور ہیں یہاں تک کہ میں اُسے اُس کا حق دلاؤں اور اگر آپ کمزور ہیں تو میرے نزدیک طاقتور ہیں یہاں تک کہ میں اُس سے حق لوں، اے لوگو! بیشک ہم متبع ہیں اور مبتدع نہیں پس میرا قول اچھا ہو تو میری مدد کرو اگر میں ٹھیک رہا ہوں تو مجھے سیدھا کر دو میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔

اس روایت کی تخریج صاحب فضائل نے کی۔

حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے بعد والے ہینہ میں آپ کے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، پس اُن کے قصہ کا ذکر تھا کہ لوگوں کو نازِ جامعہ کے لئے بلایا گیا اور یہ مسلمانوں کی پہلی ناز تھی جس میں صلوٰۃ جامعہ کے لئے بلایا گیا، پس لوگ جمع ہو گئے تو وہ کسی چیز کے منبر پر چڑھے جو اُن کے لئے بنایا گیا تھا جس پر وہ خطبہ دیتے تھے پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: اے لوگو! اگر میرے علاوہ کوئی اس امر میں کفایت کرتا اگر تم

مجھ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت یعنی وحی کی صورت میں لینا چاہو تو مجھ میں اسکی طاقت نہیں کیونکہ وہ شیطان سے معصوم کے لئے ہے اور اُس کے لئے ہے جس پر آسمان سے وحی نازل ہو۔

اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی اور اس مفہوم کی حدیث حمزہ بن حارث نے نقل کی جو استقامت کے ذکر میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

خلیفہ رسول کی تنخواہ

۱ حمید بن بلال سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے امیر ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کی کفالت کیلئے تنخواہ مقرر کریں۔

لوگوں نے کہا ہاں اُن کے گھروالوں کے وہ اخراجات جو وہ خلافت سے پہلے کرتے تھے پورے کئے جائیں۔

اس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے کی۔

۲ ابراہیم بن محمد بن معبد بن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو اُن کا سالانہ خرچ ایک سو پچاس دینار تھا اور ہر روز ایک بکری کے سری پائے اور کھجی وغیرہ بیت المال سے لیتے جو اُن کے اہل و عیال کیلئے ناکافی ہوتے، کہتے ہیں کہ جب وہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اپنا ذلی اثاثہ بیت المال میں داخل کر دیا اور بقیع کی طرف جا کر خرید و فروخت کرنے لگے، اسی اثنا میں حضرت عمر فاروق آئے تو عورتوں کو اُنکے انتظار میں بیٹھے دیکھا انہوں نے اُن کا مقصد پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم مسلمانوں کے امیر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کے پاس اپنا فیصلہ کرانے آئی تھیں، یہ سن کر حضرت عمر آپ کی تلاش میں نکلے تو انہیں بازار میں پایا، حضرت عمر نے اُنکا ہاتھ پکڑ کر کہا ادھر تشریف لائیں۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا مجھے قہاری امارت کی ضرورت نہیں، قہادی تنخواہ نہ میری کفایت کرتی ہے اور نہ میرے اہل و عیال کیلئے کافی ہے،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار کیا آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت

ابوبکر صدیق نے فرمایا: تین سو دینار سالانہ اور ہر روز ایک پوسی بکری، حضرت عمر نے کہا پھر آپ کا دوبارہ نہیں کریں گے اسی اثنا میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لے آئے، جب انہوں نے یہ ماجرا سنا تو فرمایا: یہ درست ہے اور ہم یہ کام کریں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ دونوں حضرات مہاجرین سے ہیں میں نہیں جانتا کہ باقی مہاجرین اسے پسند کریں گے یا نہیں؟ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر لوگوں کے اجتماع سے فرمایا اے لوگو! میری سالانہ تنخواہ ایک سو پچاس دینار ہے اور ایک بکری کے سری پائے اور اسکی کھجی وغیرہ روزینہ اس کے علاوہ ہے عمر فاروق اور علی مرتضیٰ نے کہا ہے کہ میں آپ لوگوں سے تین سو دینار سالانہ اور ایک بکری روزانہ گھریلو اخراجات کے لئے طلب کروں۔

مہاجرین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا خدا کی قسم ہاں یہ درست ہے اور ہم اس پر راضی ہیں، مسجد کے ایک گوشے سے ایک اعرابی نے کہا ہم اس پر راضی نہیں خانہ بدوشوں کا حق کہاں ہے؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا جب مہاجرین کسی چیز پر راضی ہو جائیں تو تم اُن کی اتباع کرو،

اس روایت کی تخریج ابو حذیفہ اسحق بن بشری فتوح الشام میں کی ۳ آپ کے فضائل کی فصل میں آپ کی تواضع کے پیکو کا بیان ہوا اور کتاب اخبار المدینہ میں ابن عباس نے ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی سالانہ تنخواہ چھ ہزار درہم تھی۔

۴ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا: میری قوم جانتی ہے

کہ اگر میں ادھر ادھر سے ماکر لاؤں تو میرے اہل و عیال گزارے کی تنگی کا شکار نہیں ہونگے جب کہ میں مسلمانوں کے امر میں معروف رہتا ہوں اور آل ابی بکر اس مال سے کھاتی ہے اور مسلمانوں کے لئے اس میں میری کمائی ہے۔
» خزیمہ، البخاری،

تشریح اس سے ظاہر ہے کہ وہ جس چیز سے کھاتے تھے اُس میں اُن کے اپنے مال کا بدلہ بھی تھا اور بیشک اُن کی بات میں ملامت نہیں اور میں مسلمانوں کے امر میں معروف ہوں۔ برابر ہے کہ آپ کا اپنا مال ہو یا اُن کا اور یہ نہیں کہا کہ وہ مسلمانوں کی امارت کا مسئلہ ہے کیونکہ مسلمانوں کے امر میں مشغولیت عموم کے تحت ہے۔ اور وہ شغل جو اُن کے لئے کسی دوسرے نے قائم کیا وہ اس سے اہم ہو شائد خود کما کر لانے کے شغل سے اُن کی مراد اس میں اپنا تحفظ اور حقوق کی ادائیگی ہو لہذا اس پر اُن کی وسیع کمائی کا اطلاق ہوگا اگرچہ کمائی کرنا اسکے علاوہ متعارف ہے۔

جسے خدا عطا کرے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو ابو قحافہ نے مکہ معظمہ میں یہ خبر سن کر کہا آپ کے بعد حکومت کی عظیم ذمہ داری کون سنبھالے گا؟ لوگوں نے کہا آپ کا بیٹا، ابو قحافہ نے کہا کیا اس پر بنی عبد مناف اور بنی مغیرہ رضامند ہو گئے؟ لوگوں نے کہا ہاں، حضرت ابو قحافہ نے کہا جسے اللہ تبارک و تعالیٰ عطا فرمائے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ روک لے اُسے کوئی روکنے والا نہیں۔

حضرت ابوبکر کا وصال کب ہوا

سیرت نگاروں نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اللہ تعالیٰ عنہ ۲۲ ماہ جمادی الآخر ۳۱ھ پیر کے دن مغرب اور عشاء کے درمیان خالق حقیقی سے جا ملے۔

ابن اسحق نے کہا: آپ کا وصال ۲۱ جمادی الآخر جمعۃ المبارک روز ہوا تھا یہ روایت ابو عمر نے بیان کی اور پہلی روایت درست ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیقؓ کا انتقال ہوا انہوں نے پوچھا آج کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا، پیر کا دن ہے۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال کس روز ہوا تھا؟ ہم نے کہا پیر کے دن، انہوں نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ آج میرا آخری دن ہے کہا کہ اُن پر سرخ کیمڑے رنگا ہوا پیرا تھا چنانچہ انہوں نے فرمایا میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اس چادر میں غسل دے کر اس کے ساتھ دو نئی چادریں اور ملا لینا اور تین کپڑوں میں میری تکفین کر دینا، ہم نے کہا کیا ہم تینوں ہی نئی چادریں آپ کے کفن میں استعمال کر لیں؟ انہوں نے فرمایا نہیں وہ کپڑا میت کے جسم کا پانی وغیرہ میٹھے کے لئے ہے۔ پس آپ کا وصال پیر کو ہو گیا۔
» بخاری، مسند احمد۔

کفن کی چادریں

یک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میرے باپ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کفن کتنے کپڑوں

کا تھا؛ میں نے کہا تین سو تو چادریں تھیں جن میں قمیض مبارک اور دستار مبارک نہ تھی، یہ بات سن کر میرے باپ نے اپنے بستر کی چادر کی طرف دیکھا جو مرض کے دنوں میں اُن کے استعمال میں تھی اور اُس میں زعفران یا سُرخ مٹی کا رنگ تھا اُنہوں نے چادر کو دیکھتے ہوئے فرمایا مجھے اس میں غسل دینا اور دو چادریں مزید ملا لینا، بعد ازاں اُنہوں نے باقی حدیث بیان کی۔

ایک روایت میں ہے اُنہوں نے پوچھا حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن مبارک میں کتنے کپڑے تھے؟ ہم نے کہا تین، اُنہوں نے فرمایا مجھے بھی تین کپڑوں کا کفن دینا اور اس چادر کے ساتھ دو اور ملا لینا۔ پھر باقی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا میں نے پوچھا اس چادر میں؟ اُنہوں نے فرمایا: ہاں نیا کپڑا زندہ کے لئے ہے اور یہ مہلت کیلئے ہے یعنی مَرَد کے جسم کا پانی وغیرہ جذب کرنے کیلئے۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کو سفید اور گہرا رنگ کی چادروں کا کفن پہنایا گیا تھا۔
اس روایت کی تخریج ابن ضماک نے کی

غسل کس نے دیا

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال پاک ہوا تو اُنہیں اُنکی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا اور اُن کے بیٹے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے اُن کے اوپر پانی بہایا۔

اُنہیں کفن پہنانے کے بعد اُس چادر پائی پر لٹا دیا گیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرمایا کرتے تھے یہ چادر پائی صاج کی لکڑی

کی تھی اور کھجور کے پتوں کے بان سے بنی ہوئی تھی یہ چادر پائی مبارک اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی میراث میں فروخت ہوئی جسے معاویہ کے حوالی سے ایک شخص نے چار ہزار درہم میں خریدا اور لوگوں کیلئے تبرک مقرر کیا۔

نماز جنازہ کہاں پڑھی گئی

ابو محمد سے روایت ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ منبر کے پاس مسجد نبوی شریف میں پڑھائی اور اُن پر چار تکبیریں کہیں۔

مدفن کہاں ہوئی

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جب پوچھا گیا کہ حضرت ابوبکرؓ کی نماز جنازہ کہاں پڑھائی گئی تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر اور آپ کے منبر شریف کے درمیان، کہا آپ پر کتنی تکبیریں کہی گئیں؟ کہا چار اور اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پہلو میں دفن کیا گیا اور اُن کی لحد کو آپ کی لحد مبارک سے ملا دیا گیا جب کہ قبر مبارک میں اُنہیں حضرت عمر حضرت عثمان حضرت طلحہ اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اتارا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ کے گھر میں دفن کیا گیا۔

اس روایت کو ابو عمرو، صاحب صفوت اور ابن نجار وغیرہم نے بیان کیا اور ابن نجار نے مزید کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخرنی کلمات یہ تھے اے میرے پروردگار مجھے مسلمان فوت کرو اور نیکو

میں شامل فرما۔

انتقال کا سبب

۱ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا باعث اُن کے ہر وقت غمزدہ رہنے کا مرض تھا یہاں تک کہ اُنکا دماغ ہو گیا۔

صفوت میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ کا غم پوشیدہ تھا جو اندر ہی اندر آپ کو کھاتا رہا۔

۲ زبیر بن بکر سے روایت ہے کہ آپ غم و اندوہ کی وجہ سے مسلسل کمر در او لا غرہ جوتے گئے اور یہی اُن کی موت کا باعث تھا۔

۳ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مرض کے آغاز میں اُنہوں نے سردی کے دن میں غسل کر لیا تو اُنہیں پندرہ روز بخار آتا رہا اس صورت میں آپ غار کیلئے نہ نکلتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے حکم سے لوگوں کو نماز پڑھاتے لوگ اُن کے پاس آیا کرتے مگر اُن کی طبیعت دن بدن بوجھل ہوتی گئی اور آپ یہ آیت پڑھتے تھے۔

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ

اس روایت کی تخریج فضائل اور صاحب فضائل نے اور صاحب الدرۃ الثمینہ فی اخبار المدینہ نے کی۔

لہ ق آیت ۱

ایک سالہ زہر دیا گیا تھا

ابن شہاب نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حلوی کا ہدیہ آیا تو اُسے آپ نے حضرت حارث بن کلدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر کھانا شروع کر دیا، حارث نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کھانے سے ہاتھ اٹھالیں اس میں ایک سال کو اثر کرنے والا زہر ہے لہذا میں اور آپ ایک ہی دن فوت ہوں گے، آپ نے کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا تو وہ دونوں مسلسل بیمار رہنے لگے یہاں تک کہ ایک سال پورا ہونے پر دونوں حضرات ایک ہی روز اللہ کو پیاسے ہو گئے۔

الصفوت، فضائل ابوبکر، در الثمینہ فی اخبار المدینہ،

جو چاہا سو کیا

صاحب در الثمینہ نے مزید بیان کیا کہ آپ پندرہ یوم بیمار رہے اور لوگوں کو فرمایا مجھے دیکھو، لوگوں نے کہا: آپ کو کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے جو چاہا سو کیا، بعض نے کہا یہودیوں نے اُنہیں ارزہ میں زہر دیا تھا۔

۱ سفر سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے تو لوگوں نے آپ کے پاس آکر کہا کیا طبیب کو بلائیں جو آپ کو دیکھے؟ آپ نے فرمایا: میری طرف دیکھو! لوگوں نے کہا آپ کو کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے جو چاہا سو کیا۔

واقعی، الاستعیاب ابو عمر، الصفوت، فوائد تمام رازی،

عبدالرحمن بن عبداللہ بن سابط سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے

نے اپنے احمقار کے وقت حضرت عمر فاروق کو بلا کر فرمایا اے عمر اللہ تعالیٰ سے
ڈر اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دن کو کیا ہوا عمل رات کو قبول نہیں ہوگا
اور وہ نوافل کو بغیر فرائض کی ادائیگی کے قبول نہیں فرماتا اور انہیں قبول کرتا ہے
جن کے دنوں پہلے بھاری ہوں قیامت کے دن انکا پلہ بھاری ہوگا جو دنیا کے
گھر میں حق کی پیروی کرتے ہیں اور حق میزان کیلئے ہے اگر کسی کا پلہ بھاری ہوگا
تو سوائے حق کے نہیں ہوگا۔ جن کے وزن ہلکے ہیں تو وزن سوائے باطل کی
اتباع کے ہلکے نہیں ہوتے اور حق میزان کے لئے ہے اور سوائے باطل کے
اس میں ہلکا وزن نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر ان کے نیک اعمال اور ان کی برائیوں سے
تجاویز کرنے کے ساتھ کیا ہے جب ان کا ذکر ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں میں نہیں
ڈرتا اگر ان کے ساتھ نہ ملا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کا ذکر برے اعمال کے ساتھ ان پر نیکیاں لوٹانے
کے ساتھ فرمایا ہے تو جب ان کا ذکر ہوتا ہے میں کہتا ہوں مجھے امید ہے کہ میں ان
کے ساتھ نہیں ہوں گا بندے کیلئے ترغیب و ترہیب ہے نہ تو میں اللہ تعالیٰ
پر شمتی ہوں اور نہ اُس کی رحمت سے مایوس ہوں، تو میری وصیت کو یاد کرے
مجھے غائب امور سے دت سے زیادہ محبوب کوئی امر نہ ہوگا اور تو اس سے عاجز نہیں

الایمان بین الخوف والرجا

اس روایت کی تخریج ابن ابی نجیح نے کی اور مزید کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ
تعالیٰ نے فرمایا اگر میری وصیت کو یاد نہیں رکھے گا تو غائب امور سے تجھے
موت سے زیادہ کبھی چیز سے نفرت نہیں ہوگی اور اس قول کے بعد کہا کہ غیبت

ہے تو نرمی کی آیت کے ساتھ سختی کی آیت شامل کر کیونکہ مومن خوف درجا کے
در بیان ہوتا ہے چنانچہ جب اہل جنت کا تذکرہ ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں میں ان
میں سے نہیں ہوں اور ان کے نیک اعمال کا ذکر کرتا ہوں اور جب اہل جہنم کا
ذکر ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں میں ان میں سے نہیں ہوں اور ان کے برے اعمال کا ذکر
کرتا ہوں کہ اگرچہ ان کے پاس برائیاں ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے
گا اور اگر ان کے پاس نیکیاں ہیں تو اللہ عزوجل انہیں ضبط کرے گا۔

ٹھیک آدمی کو خلیفہ بنایا ہے

محمد بن سعد اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه کو خلیفہ بنانے کا عزم فرمایا تو صحابہ کرام
کی ایک جماعت انکی خدمت میں حاضر ہوئی اور ایک شخص نے کہا اللہ تبارک و
تعالیٰ آپ سے پوچھے گا کہ آپ نے ہم پر حضرت عمر کو خلیفہ بنایا تھا اور آپ انکی
سختی کو دیکھ رہے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه نے فرمایا میرے پاس بیٹھ جاؤ میں اللہ تعالیٰ
کے معاملہ میں تم سے نہیں ڈرتا اگر میں تمہارے امر میں نیا دتی کروں تو خسارہ
اٹھانے والا ہوں گا! الہی میں نے ان پر ایسے شخص کو خلیفہ بنایا ہے جو مجھے ترے
اہل سے بہتر معلوم ہوا میں تجھ سے ترے پیچھے نہیں کہتا پھر آپ لیٹ گئے تو
حضرت عثمان بن عفان تشریف لائے تو آپ نے فرمایا اے عیسیٰ بسم اللہ الرحمن الرحیم
ابو بکر کا دنیا سے جاتے وقت اور قبر کے کنارے آخرت میں داخل ہوتے
وقت ایسے وقت میں آخری عہد ہے جب کافرا یا ان کے آتما ہے فاجر یقین
کر لیتا اور کاذب تصدیق کرتا ہے میں اپنے بعد عمر بن خطاب کو خلیفہ بناتا

ہوں اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، بیشک میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور اُس کے دین کے اہل نہیں ہوں اور میرا دین میرا نفس ہے اور تم مجھ سے بہتر ہو۔

پس اگر عدل ہے تو میرا گمان ہے اور مجھے اس میں علم ہے اور اگر بدل ہے تو میرا ہر امر جو میں نے کیا اُس میں میرا ارادہ نیک ہے اور میں غیب کا علم نہیں جانتا ہوں، اور جو ظلم کرتے ہیں عنقریب جان لیں گے یعنی پھرنے والے پھر جائیں گے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بہتر آدمی کو خلیفہ بنایا ہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کہا آپ اپنے رب کے پاس جاسے ہیں اور آپ نے ہم پر حضرت عمر کو حاکم بنایا ہے آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے پاس بیٹھ جاؤ میں نے تم پر تمہارے بہتر آدمی کو خلیفہ بنایا ہے۔
- خزیمہ، ابو معاویہ -

غسل کی وصیت

۱ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے اپنے غسل کی وصیت حضرت اسماء بنت عیس کے لئے کی تھی چنانچہ انہوں نے انہیں غسل دیا۔
- خزیمہ، ابو عمر و صاحب الصفوة -

مائل نے اس روایت کی تخریج کرتے ہوئے مزید کہا کہ حضرت لے عنہا روزے سے تھیں مگر یہ درست نہیں کیونکہ روزہ دن

کے وقت ہوتا ہے جب کہ صبح تریہ امر ہے کہ حضرت ابوبکر کا وصال رات کے وقت ہوا اور رات ہی کو انہیں دفن کر دیا گیا اگرچہ بعض نے کہا ہے کہ آپ کا انتقال دن کے وقت ہوا اور دن کے آخری وقت میں انہیں دفن کیا گیا مگر زیادہ شہور پہلی روایت ہے۔

محبوب کی قربت محبوب ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر کا وقت احتضار آیا تو انہوں نے فرمایا آج کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا پیر کا دن ہے، آپ نے فرمایا اگر میں رات کو انتقال کر جاؤں تو کل صبح کا انتظار نہ کرنا اس لئے کہ مجھے دنوں اور راتوں سے زیادہ محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت ہے۔

اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی اور صاحب صفوت نے کہا انہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں آپ کی قبر انور اور منبر شریف کے درمیان دفن کرنا۔

حضرت اسماء بنت عیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے مجھ سے وعدہ لیا کہ فلاں شخص منافق ہے وہ میری قبر میں نہ اترے،
- خزیمہ، ابن السواک -

حضرت ابوبکر کی عمر کتنی تھی

حضرت ابوبکرؓ کی عمر شریف کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے زیادہ مشہور اور کثیر اقوال کے مطابق آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی اور انکی

خلافت کی مدت شامل کرنے سے اُنکی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے مطابق ہو جاتی ہے۔

پیش ازیں ہجرت کے آخر میں بیان کردہ روایت اسکے خلاف پر دلالت کرتی ہے اور یہ روایت درست تر ہے۔ طائی نے اربعین میں بیان کیا کہ حضرت ابو بکرؓ عام الفیل سے دو سال کچھ دن کم چار ماہ بعد پیدا ہوئے اور اُنکی مدت خلافت دو سال دو ماہ پچیس دن اور بعض کے نزدیک دو سال تین ماہ سات دن ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے دو سال تین ماہ بارہ روز بعد رحلت فرمائی، اُنکے علاوہ بعض نے دو سال تین ماہ دس روز بتائے اور ابو عمر وغیرہ کے نزدیک دو سال تین ماہ بیس روز کی مدت ہے۔

ابو قحافہ زندہ تھے

ابن نجاشی نے اخبار المدینہ میں حکایت بیان کی کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کا انتقال ہوا اُس وقت اُنکے والد حضرت ابو قحافہؓ مکہ معظمہ میں بتید حیات تھے اور اُنکے چھ ماہ اور کچھ دن بعد زندہ رہے اُنہوں نے ستائیس سال کی عمر پائی اور چار محرم الحرام کو مکہ معظمہ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

حضرت علیؓ کا حضرت ابو بکرؓ کو خراج عقیدت

اسید بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے انتقال کے دن مدینہ منورہ میں اُسی طرح آواز اُسی ہو رہی تھی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے دن ہوئی تھی حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ، الکریم انشاء اللہ انا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا: آج خلافت نبوت منقطع ہو گئی۔

پھر آپؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر کے دروازہ پر آکر فرمایا: اے ابابکرؓ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آفت دُائس رکھتے تھے، آپ حضورؐ کے راز دار اور مشیر تھے۔ آپ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔

آپکے ایمان میں لوگوں سے زیادہ اخلاص تھا،
آپ کا یقین لوگوں سے زیادہ مضبوط تھا۔

آپ لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتے والے تھے۔

آپ دین میں لوگوں سے بڑا نفع حاصل کرنے والے تھے۔

آپ لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں زیادہ احتیاد کرنے والے اور اسلام پر اُنکے ساتھ زیادہ حد قائم کرنے والے تھے اور آپکے صحابہ پر لوگوں سے زیادہ مامون اور اُن سے اچھی صحبت والے تھے۔

آپ صحابہ میں زیادہ مناقب والے اور سابق میں اُن سے افضل تھے۔

آپ کا مرتبہ اُن سے زیادہ بلند اور وسیلہ اُن سے زیادہ قریب ہے۔

آپ لوگوں میں ہدایت و راستی اور رحمت و فضل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ شایستگی رکھنے والے تھے۔

آپ منزلت و مرتبہ میں لوگوں سے زیادہ شرف و کرامت والے اور رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اُن سب سے زیادہ معتبر تھے۔ اللہ تبارک و

تعالیٰ آپ کو اسلام اور حضور رسالت کتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے

جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ
آپ کی سمیع اور بصیر کے تھے۔

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس وقت تصدیق کی جب
لوگوں نے آپ کی تکذیب کی پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ کتاب میں
آپ کا نام صدیق رکھا اور فرمایا۔

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ

الَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ وصدق بہ
حضرت ابوبکر صدیق ہیں، جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الگ ہوتے تو
آپ ساتھ ہوتے جب مشکل وقت میں لوگ بیٹھ جاتے تو آپ سرکارِ دو عالم کے
ساتھ کھڑے ہوتے اور سختیوں میں آپ کا ساتھ دینا زیادہ بزرگی والی محبت ہے
آپ دو کدو سرے اور غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ تھے، آپ پر سکینہ اتارا گیا آپ ہجرت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ساتھی تھے، آپ اللہ تعالیٰ کے دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اُمت میں آپ کے بہت ہی اچھے خلیفہ تھے، جب لوگوں نے ارتداد کیا تو
آپ اس امر کے ساتھ کھڑے ہوئے جس کے ساتھ نبی کا خلیفہ کھڑا نہیں ہو آپ
اُس وقت کھڑے ہوئے جب آپ کے ساتھی سُست تھے، آپ اُس وقت میدان
میں آئے جب وہ ساکن تھے اور آپ اُس وقت طاقت ور بن کر نکلے جب وہ
کمزور تھے اور آپ نے مشکلات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منہاج
کو لازم رکھا،

آپ بغیر نزاع کے خلیفہ برحق تھے۔

آپ نے باغیوں کی نفرت، حاسدوں کی ناپسندیدگی اور کافروں کے تمذات
اور منافقوں کی بدگمانی کے باوجود اتحاد کو پارہ پارہ ہونے سے بچایا،

جب لوگوں نے بزدلی کا اظہار کیا آپ امر خلافت کے ساتھ کھڑے تھے
اُن کے ہکلائے کے وقت آپ کو ثبات تھا، لوگ ٹھہر گئے تو آپ نے اُنہیں اللہ
کے نور ساتھ روشنی عطا فرمائی اور اُنہوں نے آپ کی پیروی سے رہنمائی حاصل
آپ اُن میں پسند آواز تھے مگر بلند آواز والوں کے اُدھر تھے،

آپ کا کلام اُن میں زیادہ بہتر گفتگو زیادہ درست، خاموشی زیادہ طویل،
بات زیادہ بلیغ اور ذات زیادہ بہادر تھی،

آپ اُن میں اُمور کو زیادہ جاننے والے اور عملاً زیادہ شرف والے تھے،
خدا کی قسم! آپ اہل اسلام کے سردار تھے اور لوگوں میں اب دوسرا
آدمی نہیں جسے آپ کی طرح قبول کریں،

آپ مومنوں کے رحمدل باپ تھے جب آپ کا عیال آپ کی طرف آتا تو
جو کمزور ہوتا آپ اُس کا بوجھ اٹھا لیتے تھے،

جسے لوگ بھلا دیتے اُسے آپ یاد رکھتے تھے، جسے لوگ ضائع کر دیتے
اُس کی آپ حفاظت کرتے تھے جو لوگ نہیں جانتے تھے وہ آپ جانتے تھے،

جب لوگوں میں نرمی اور تساہل آجاتا تو آپ صبر و شکیبائی سے کام لیتے۔
لوگ کسی امر کو تلاش کرتے تو آپ کے مشورے کی راہنمائی میں نظرِ باب
ہو جاتے آپ کے مشوروں کے ساتھ پیچھے والے احتساب سے بچ جاتے،

آپ کافروں کے لئے شعلے برسانے والا عذاب اور مومنوں کے لئے
رحمت و انیسیت کا قلعہ تھے،

خدا کی قسم! آپ کو اس کے ساتھ فطرتاً غناء آپ اُس کی بخشش کے ساتھ

کامیاب، اس کے فضائل کے ساتھ جانے والے اور اُس کے سوا بق تک پہنچنے والے نہ آپ کی بصیرت میں کمزوری اور بد حالی تھی اور نہ آپ کی ذات میں کمزوری تھی۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا آپ کے دل میں اضطراب تھا نہ گربا آپ ایک پہاڑ کی طرح تھے جسے نہ شدید ہوائیں ہلا سکیں اور نہ تیز آندھیاں ہٹا سکیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہم پر اپنی صحبت اور ہاتھ سے زیادہ احسان فرمانے والے تھے اور آپ کے فرمان کے مطابق اگرچہ جسمانی اعتبار سے کمزور تھے مگر اللہ تعالیٰ کے امور میں طاقت ور تھے۔

آپ اپنی ذات میں متواضع اور منکسر المزاج، اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم لوگوں کی نگاہوں میں جلیل اور اُن کے نفوس میں کبیر تھے نہ آپ نے کسی کو عیب لگایا اور نہ کسی نے آپ کی عیب جوئی کی نہ کسی کو آپ میں لایچ تھا اور نہ آپ کے نزدیک مخلوق کے لئے رخصت و ملاپ۔

کمزور اور بے مرد سامان آپ کے نزدیک طاقتور تھا یہاں تک کہ آپ اسکا حق دلا دیں اور طاقتور آپ کے نزدیک ذلیل و کمزور تھا یہاں تک کہ آپ اُس سے حق و قبول کریں، اس میں قریب و بعید آپ کے نزدیک برابر تھا۔ لوگوں میں آپ کے نزدیک قریب تر وہ شخص تھا جو اللہ کی زیادہ اطاعت کرنے والا اور اُس سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

آپ حق و صداقت کے علمبردار اور شفقت فرمانے والے تھے۔ آپ کا قول مضبوط اور حتمی، آپ کا امر علم و حزم اور آپ کا مشورہ علم و عزم کا آئینہ دار تھا مگر اب وہ قائم نہ رہا۔

پھر فرمایا: آپ مشکوں کو آسان کرنے والے اور اگل کو بھانے والے تھے آپ کے ساتھ دین معتدل اور ایمان مضبوط تھا آپ کے ساتھ اسلام

اور اہل اسلام کو ثبات تھا آپ کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کا امر ظاہر تھا اگرچہ کافر اسے ناپسند کرتے تھے، مگر آپ نے جانے میں پہل کی۔

خدا کی قسم آپ نے دور کی سبقت کی آپ کے بعد شدید مشکلات آپڑی ہیں اور آپ خبر کے ساتھ کامیاب ہوئے۔

آپ کے جانے سے رونا نہیں تھا، آسمان میں آپ کی موت سے سخت مصیبت ہے اور آپ کی مصیبت نے لوگوں کے اعضاء کو کمزور کر دیا ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

راوی نے کہا: لوگ خاموشی سے آپ کا کلام سُنتے رہے جب آپ نے سلسلہ کلام منقطع کیا تو لوگ رونے لگے یہاں تک کہ اُن کے رونے کی آوازیں بلند ہو گئیں اور انہوں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد آپ نے سچ فرمایا ہے۔

اس روایت کو ابن سحمان نے کتاب الموافق میں نقل کیا اور امام محمد بن عبد الجوزی نے اسے زیر آیت والذی جاد بالصدق نقل کیا اور کہا جاد بالصدق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدق بہ حضرت ابو بکرؓ ہیں۔

صدیقہ دربار صدیقی میں

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں اپنے باپ کی قبر کے پاس سے گذری تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے چہرے کو تروتازہ بنایا ہے آپ شکر کریں کہ آپ کی کوشش نیک ہے آپ نے دنیا کو ذلیل جانا تو اس سے اعراض کیا اور آخر کو معزز سمجھا۔ اُسے قبول کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کا گم ہو جانا بہت

بڑی معیبت اور نبیت بڑا الیم ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ کی کتاب میں آپ کے لئے بہتر بدلہ کا وعدہ ہے اور ہم آپ پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وعدہ کو پورا کرنے اور آپ کو اچھا بدلہ دینے کی دعا کرتے ہیں، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

اس روایت کو ابن مشنی نے اپنی معجم میں نقل کیا۔

پندرہویں فصل

حضرت ابوبکر کی اولاد

یہ بیان مناقب کی ضروریات سے نہیں سوائے اس کے آپ کی نسبت کا ذکر کیا جائے اس سے قبل پہلی فصل میں ہم بیان کر چکے ہیں تو یہ اثبات فضیلت سے خارج نہیں کیونکہ بیٹوں کا شرف آباء کی منقبت کا عکس ہے اور عرب ہمیشہ اپنے آباء کی مفاخرت سے تعریف کیا کرتے تھے تو اس کی مثل بیٹوں میں بعید نہیں، واللہ اعلم

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھ اولادیں تھیں جن میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

حضرت عبداللہ یہ لڑکوں میں آپ کے بڑے بیٹے تھے ان کی والدہ کا نام قتیلہ یا تصغیر کے بغیر قتلہ تھا اور وہ بنی عامر بن لوی کے قبیلہ سے تھیں، حضرت عبداللہ بن ابوبکر فتح مکہ میں موجود تھے اور اسلام سے شرف ہو کر حنین اور طائف کی جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے وہ طائف سے نکلنے کے بعد بقیہ حیات رہے اور اپنے والد گرامی کی خلافت کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے، انہوں نے اپنے چچے سات دینار چھوڑے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے مال میں شامل کر لیا کیونکہ ان کی اولاد نہ تھی

۲ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، انکی کنیت ابو عبداللہ

تھی اور یہ صلح حدیبیہ کے وقت مشرف بہ اسلام ہوئے اور مدینہ منورہ کو ہجرت کر آئے، یہ بے قد کے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکتوب لکھا کرتے تھے۔

وہ جاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں شہور مقامات پر ٹھہر کر تے تھے اور شام کی فتوحات میں بہترین منتظم تھے بدر کے دن وہ مشرکین گم میں شامل تھے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں ان کی والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح مشرف بہ اسلام کیا۔

جناب ام رومان بنت حارث بنی فرائش بن غنم بن کنانہ کے خاندان سے تھیں انہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی،

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کی عمر مبارک تیرپن سال ہوئی تو وہ مکہ معظمہ کے قریب پہاڑ کے پاسی رحلت فرما گئے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں پر تشریف لائیں اور انہوں نے انکی تدفین کی اور ان سے اس کسمپرسی کی معافی مانگی،

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنگ جمل میں اپنی ہمیشہ سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ موجود تھے اور انکے پیچھے ان کی اولاد ہے۔

پیش ازیں خصائص کی فصل میں بیان ہوا کہ حضرت ابوبکر کے گھر کو یہ مشرف حاصل ہے کہ عبدالرحمن بن عتیقؓ، ابوبکرؓ کے بیٹے محمد بن عبدالرحمن نے بھی حضور رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تھی اور صحابہ کرام کے گھروں میں سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں مسلمان پشتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہو اور

ایسے ہی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ثابت ہے، اس کا بیان آئندہ آئے گا، واللہ اعلم

۳ حضرت محمد بن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ان کی کنیت ابو القاسم ہے آپ نساک قریش سے ہیں یعنی مناسک ادا کرنے والے آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی حضرت اسماء بنت عیسٰی خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور وہ پہلی مہاجرہات سے ہیں وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے حضرت جعفر طیار بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زوجیت میں تھیں اور ہجرت حبشہ میں ان کے ساتھ تھیں۔

جب سرزمین شام میں موتہ کے مقام پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے تو اس کے بعد حضرت اسماء بنت عیسٰی نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شادی کر لی، حضرت ابوبکر اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے لئے جا رہے تھے کہ عیسٰی بن قعدہ مبارک کو مقام ذوالحلیفہ پر ان کے ہاں محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے چنانچہ آپ نے حضرت اسماء کو غسل کا حکم دیا اور انہوں نے سوائے طواف کعبہ کے لوگوں کے ساتھ حج کے تمام مناسک ادا فرمائے اور قیامت تک یہ حکم شریعت میں نافذ ہو گیا، جناب اسماء بنت عیسٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہوں میں پاکیزہ اور فحاشی سے مبرا تھیں جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے فضائل غیرت کی فضیلت میں بیان ہوا،

بعد ازاں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحلت فرمائے تو حضرت اسماء بنت عیسٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے شادی کر لی اور محمد بن ابی بکرؓ کی پرورش حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آغوش رحمت میں ہوئی چنانچہ وہ جمل کے دن آپ کے نقش قدم پر

تھے اور صفین کی جنگ میں شامل تھے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں انہیں معبر کا گورنر بنایا گیا اور ان کیلئے عہد نامہ تحریر کیا گیا پھر اس کی دستخطی سے قبل اتفاقاً انکی شہادت واقع ہو گئی ہوس کا بیان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات میں آئے گا۔

وہ صفین سے واپسی کے بعد بھی معبر کے گورنر بنائے گئے تھے مگر عمرو بن عاص کے ساتھ ان کی جنگ ہو گئی تو انہیں شکست دینے کے بعد ابن عاص نے انہیں شہید کر دیا۔

اکثر مورخین کا بیان ہے کہ انہیں مردہ گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلا دیا گیا تھا، بعض نے کہا انہیں قتل کیا گیا تھا جبکہ بعض نے کہا ہے کہ پہلے شہید کر دیا تھا اور اُس کے بعد ان کے جسم کو گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلا دیا گیا تھا۔

حضرت ابوبکر کی صاحبزادیاں

۱۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہا کی سگی بہن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ بہت بڑا شرف ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ اُمہات المومنین سے ایک ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی والدہ محترمہ ہیں اور آپ کی ازواجِ مطہرات میں ان کو مرتبہ عظیم اور منزلتِ اعلیٰ کا حاصل ہونا مشہور ہے یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: عائشہ، پوچھا: مردوں سے؟ فرمایا: عائشہ کا باپ پس آپ کو مردوں

میں سب سے زیادہ محبوب شخص کی بیٹی مطلقاً سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھی۔

انشاء اللہ ان کی تزویج مبارک کا واقعہ آئندہ ان کے مناقب میں بیان ہوگا۔

۲۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ حضرت عبداللہ کی سگی بہن ہیں اور حضرت ابوبکر کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں، انہی کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے اور اس نام کا سبب ہجرت ابوبکرؓ کی فضا میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر کا نکاح حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں ہوا تھا اور ان کے ہاں متعدد بچے پیدا ہوئے۔ پھر انہیں طلاق ہو گئی تو وہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مکہ معظمہ میں سکونت پذیر ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ان کی زندگی ہی میں ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو مکہ معظمہ میں شہید کر دیا گیا۔

حضرت اسماء طویل عمر پانے والے لوگوں میں سے تھیں چنانچہ وہ سو سال سے زیادہ عمر پانے کے بعد مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً میں راہی ملک بقا ہوئیں۔ پیش ازیں خصائص کی فصل میں بیان ہوا کہ اُنکے بیٹے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا ثابت ہے اور یہ اُس روایت سے ہے کہ حضرت ابوبکر کے گھر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اُس میں چار پشتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والی ہیں۔

۳۔ حضرت اُم کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ آپ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ یہ اپنی والدہ حضرت بنتِ خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ میں ہی تھیں کہ حضرت ابوبکر کا وصال ہو گیا، پیش ازیں حضرت ابوبکر کے فضائل سے اُنکی فراست کی فصل میں اس کا بیان ہوا، حضرت ابوبکر بنتِ خارجہ کی والدہ حبیبہ بنتِ خارجہ بن زید کے پاس تشریف لے گئے اور اُنکی بیٹی بنتِ خارجہ

سے نکاح کیا اور اُنکے دورانِ حمل میں ہی حضرت ابوبکر کا دھماکا ہو گیا اور اُن کے بعد بنتِ خارجہ کے ہاں حضرت اُمّ کلثوم کی ولادت ہوئی۔

پھر جب حضرت عمر بن خطاب نے اپنی بڑی عمر میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت اُمّ کلثوم بنت ابوبکر سے شادی کا پیغام دیا تو انہیں انعام دیا، گویا کہ اُنکی بات مان لی مگر حضرت اُمّ کلثوم نے گوارا نہ کیا کہ اُن کے لئے حلال ہوں یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب اُن سے رک گئے تو انہوں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کر لیا۔

اسے ابنِ قتیبہ نے بیان کیا اور ہم نے اس فصل میں جو تمام واقعات بیان کئے ہیں وہ ان کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔

المعارف، ابنِ قتیبہ، العُصفوت، ابی الفرج بن الجوزی، الاستیعاب، ابی عمر بن عبد البر، فضائل ابی بکر، ان میں سے سب لوگوں نے ان روایات کی تخریج کی ہے، واللہ اعلم

پہلی جُز اختتام پذیر ہوئی دوسری جُز امیر المومنین ابی حفص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب پر مشتمل ہے۔
مصنف۔

الحمد لله رب العالمين والصلوات والسلام على سيد المرسلين وعلى آله الطاهرين واصحبه اجمعين

آج سورخہ ۵ جمادی الاول ۱۴۱۷ھ کو پہلی جُز کا ترجمہ انجام پذیر ہوا
"صائمِ حشتی"

امام بخاری کے امام اعظمؒ اور احناف پر بخاری اثر نہیں

کئے گئے اعتراضات کا ردِ بلیغ !

فصل الحواس

بعض الناس

الحجۃ الحشر

تہذیب
مناہج الفاری

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

جناب صائم چشتی صاحب کے قلم کے انمول شہکار

البتول

شہزادی کوثرین ملکہ مملکت تقدس
بنت محمد مصطفیٰ زوہر علی المرتضیٰ والدہ
شہید کربلاؑ محذومہ کائنات طیبہ طاہرہ سیدہ
فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی مکمل سوانح حیات
اردو متر کا بمثال شہکار: بچیوں کو جہیز میں دینے
والی کتاب "البتول" کا فہرستہ سفید
چھپائی آفٹ: صفحات ۲۲۰ خوبصورت
ریگزین کی مٹلی جلد

مشک کشا

طاہر سید المرسلین: فاتح خیبر سیدنا حیدر کرار
رضی اللہ عنہ کی حیات مقدس پر عظیم دستاویز
سینکڑوں کتابوں کے حوالہ جات سے مزین: خارجیوں کی
طرف سے تاجدارِ اولیاء علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم
پر کئے جانے والے تمام تراجم و تراجم کا مکمل جواب
یہ کتاب ایسا ہی تاریخی دستاویز ہے جسے مطالعہ کے
بعد آپ جو حضرت علی کی حیات مبارکہ کے بارے میں کئی تشنگی
باقی نہیں رہے گی

ایمان ابو طالب

دنیا تحقیق میں نئے باب کا اضافہ: ایک ایسے مظلوم مومن اسلام کی سرگزشت حیات جس نے ساری
زندگی شرک نہیں کیا لیکن قلم کی بوتلموہیوں نے اسے مشرک بنا رکھا ہے۔ وہ جانتا رہا مصطفیٰ
جسے اسلام اور پیغمبر اسلام کی خدمات کے صلے میں جہنم کی آتشیں زنجیریں پہنا پڑیں حضرت ابو طالب کے ایمان و نرد
ایمان پر ہمارے کتب کے حوالہ جات سے مزین تحقیق دستاویز: صفحات ۱۴۰۰: مبعوث آفٹ: ریگزین کی
خوبصورت جلد: قیمت: نکل سیٹ ۱۰۰ جلد

ملنے کا پتہ: چشتی کتب خانہ جھنگ بازار۔ فیصل آباد

یزید پلید کے حواریوں کے منہ پیخرب شدید

کتاب خلافت معاویہ و یزید، تحقیق مزید، رشید ابن رشید وغیرہ کا

منہ تورجواب

شہید ابن شہید

سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سید المرسلین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے
نورِ نظر سیدۃ النساء العالمین فاطمہ الزہراء صلوٰۃ اللہ علیہا کے تحت جگر سید الشہاب ابی الخضر سید الشہد
حضرت امام حسین علیہ السلام کو نعوذ باللہ باغی، ناکام سیاستدان، دین میں تفرقہ ڈالنے والا اور
اس جیسے سینکڑوں گستاخانہ الفاظ سے یاد کر دینا ہے اور یزید پلید لعین فتنے کو امیر المومنین خلیفہ برحق
رضی اللہ عنہ صحابہ سے افضل وغیرہ خود ساختہ اعزازات سے نوازنے والے یزیدی جیلوں
ملعون: خارجیوں اور مردودنا صبیوں کی نام نہاد تاریخی ریسرچ کی دھجیاں اڑانے والی
کتاب "شہید ابن شہید" تفاسیر، احادیث، تواریخ و عقائد کی سینکڑوں معتبر مستند اور مبطل
کتابوں کے حوالہ جات سے مزین حاکم چشتی کی تحقیق و عرق ریزی کا پھوڑا، تاریخ کا بمثال شہکار

جلد اول ۳۳ / جلد دوم ۱

ملنے کا پتہ

چشتی کتب خانہ جھنگ بازار فیصل آباد



بحث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



المعروف بیرگیت شریف

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

عظیم ترین حقیقی شہکار

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

فون ۲۶۷۵۶



محسن رسالت حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کے ایمان و نجات پر لا جواب کتاب

استی الطالب فی نجات ابوطالب

مصنف

مفتی حسین الشریفین حضرت علامہ احمد بن زین دحلان مکی

اردو ترجمہ از حضرت علامہ ماسم چشتی ہمدانیہ

امام العارفین حضرت امام یوسف بن اسماعیل نہانی کی لا جواب تصنیف

الشرف الموبد کا اردو ترجمہ

شرف سادات

از حضرت علامہ ماسم چشتی ہمدانیہ

ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ "عربی"

کامل سیٹ ۲ جلد

ملنے کا پتہ

چشتی کتب خانہ ارشد مکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

سجاد رسالت محسن اسلام حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے ایمان و نجات
کے اثبات میں امام اہل سنت مفتی محمد حسین
احمد بن زین دہلوان مکی

نجات الطالب

مترجم

الطريق إلى الجنة

صلى الله عليه وسلم

چشتی کرب خانہ فیصل آباد
نوں ۲۶۷۵۴

۲۴۷۵۴ یون

کالائمنولشاہکار

تمشک کُشتا

(جلد اول) ۴۰/- روپے
جلد دوم ۴۰/- روپے

منہات۔ — ۲۰، کتابت و طباعت خوبصورت، سنہری ڈاٹیوں سے مزین
 ہلدیہ

مُتَخَف: حضرت علامہ اکیسان صائم چشتی صاحب

عظیم تفسیر کا اولین اردو ترجمہ

تفسیر کبیر

اردو ترجمہ

مفسر قرآن حضرت علامہ صائم چشتی

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

نقیب محل اوسمہ کیلئے تحفہ

حسن نقابت

مصنف

صاحبزادہ محل اوسمہ صیف حیدر

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

پہنچو

کے جہیز کے لئے بہترین تحفہ اور

ایک نہایت ہی مقدس صحیفہ

مقدس رسول کی مقدس بیٹی کی مقدس سیرت

البیت

مُصَنَّف

حضرت علامہ الحاج صاحبِ اہم پستی

اردو نثر میں جنابِ سیدہ فاطمہ الزہراء کی حیاتِ طیبہ کے مکمل حالات

اردو نثر کا بے مثال شہکار

صفحات ۱۰۳۶۸ علی کاغذ، مجلد رنگین

ہدایہ